UNIVERSITY OF THE PANJAB

رقعاتِ حکیم ابوالفتح گیلانی

با تصحیح

ڈاکٹر محمد بشیر حسین

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

انتشارات ادارۂ تحقیقات پاکستان
دانشگاہ پنجاب ، لاہور

مجلہ

چندہ سالانہ .... -/۱۵ روپے

چندہ فی شمارہ .... -/۴ روپے

(گذشتہ شمارے (جولائی ۱۹۶۴ء سے) اصل قیمت پر حاصل کیے جا سکتے ہیں) -

کتب

۱- انشای ماہرو -/۱۵ روپے

بتصحیح پروفیسر شیخ عبدالرشید

۲- اسرار صمدی ۷/۵۰ روپے

بتصحیح پروفیسر شجاع الدین

۳- تقاریر و بیانات قائد اعظم محمد علی جناح (انگریزی)-/۱۵ روپے

بتصحیح ایم - رفیق افضل

۴- تقاریر و بیانات قائد ملت لیاقت علی خان (انگریزی)

بتصحیح ایم - رفیق افضل -/۲۰ روپے

۵- کلیات فیضی (جلد اول) -/۲۰ روپے

بتصحیح ڈاکٹر اے ڈی ارشد

۶- فہرست مخطوطات شیرانی (جلد اول) -/۱۰ روپے

مرتبہ ڈاکٹر بشیر حسین

زیر طباعت

۷- مکتوبات سعد اللہ خان

بتصحیح ڈاکٹر ناظر حسن زیدی

۸- کتابیات پنجاب (انگریزی)

مرتبہ اکرام علی ملک

۹- فہرست مخطوطات شیرانی (جلد دوم)

مرتبہ ڈاکٹر بشیر حسین

زیر تالیف

۱۰- تحریک آزادی پاکستان میں خواتین کا حصہ

۱۱- فتاویٰ جہانداری

۱۲- بیان واقع

۱۳- سر سید احمد خاں کے سیاسی مضامین و تقاریر

۱۴- تاریخ ارادت خان

۱۵- تاریخ مسلمانان پاکستان و ہند (۱۷۰۷ - ۱۸۰۶ء) جلد اول

رقعاتِ حکیم ابوالفتح گیلانی

با تصحیح

ڈاکٹر محمد بشیر حسین

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

انتشارات ادارۂ تحقیقات پاکستان

شمارہ - - - - - - - - - - - ۷

تشکر

ادارۂ تحقیقات پاکستان متروکہ اوقاف بورڈ حکومت پاکستان کی مالی امداد کا ممنون ہے۔ جس کی وجہ سے تصنیف و تالیف کا کام آسان ہو گیا ہے۔

چاپ اول : جون ۱۹۶۸ء

قیمت : -/۱۰ روپے

مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور

فهرست مندرجات

مقدمہ

رقعات حکیم ابوالفتح گیلانی کا مجموعہ پہلی بار منظر عام پر آ رہا ہے۔ تاریخی، سوانحی، تہذیبی، ثقافتی اور ادبی معلومات کے اعتبار سے یہ رقعات خاصی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں بہت سی ایسی معلومات درج ہیں جو ہمیں دوسرے منابع میں نظر نہیں آتیں۔ حکیم کے اپنے حالات زندگی کے نقطۂ نظر سے تو یہ رقعات غیر معمولی طور پر اہم ہیں کیونکہ اس کی تاریخ پیدائش، اخلاق و عادات اور اولاد ایسی معلومات صرف رقعات ہی سے دستیاب ہوئی ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم رقعات کی اہمیت سے بحث کریں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے حالات زندگی پر ایک نظر ڈالی جائے۔

ادوار گذشتہ کی تاریخ سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ علماء، ادباء، شعراء اور حکماء میں سے اکثر کے ابتدائی حالات تو کیا، تاریخ اور جائے ولادت کو بھی گردش لیل و نہار نے پردۂ اخفاء میں رکھا ہے۔ اس کی وجہ شاید کچھ یہ بھی ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ ذاتی جد و جہد اور کسب فضائل سے بلند مراتب کی منزل تک پہنچے۔ جد و جہد در اصل بحر زندگی کی گہرائیوں میں اتر جانے کا نام ہے اور جب تک ایک غوطہ زن خوبیوں کے موتی لے کر سطح پر نہیں آ جاتا زمانے کی نظروں سے اوجھل ہی رہتا ہے اور تاریخ اسے اپنے صفحات میں جگہ نہیں دیتی۔ حکیم کے حالات پر یہ بات صادق آتی ہے۔

صفوی دور سے متعلق تاریخی کتب[1] کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ۹۷۵ھ[2] میں جب شاہ طہماسپ نے گیلان فتح کیا تو وہاں کے حاکم خان احمد کو گرفتار کر کے قہقہہ کے جیل خانے میں ڈال دیا گیا۔ ساتھ ہی اس کے صدر الصدور ملا عبدالرزاق

لاھیجانی بھی جو ابوالفتح کے والد تھے پابند سلاسل ھوئے ۔ انھیں پہلے قزوین کی جیل میں رکھا گیا، لیکن بعد میں خرسک کے قلعہ میں بھیج دیا گیا[۳] جہاں انہیں صرف اس لئے ایذائیں دے کر مار دیا گیا کہ وہ اپنے معزول آقا سے کسی قسم کی بیوفائی نہ کر سکے۔

مولانا عبدالرزاق کے چار بیٹے تھے ۔ حکیم لطف اللہ، حکیم مسیح الدین ابوالفتح، حکیم کریم الدین[۴] یا نجیب الدین ھمایون (جو دربار اکبری میں آ کر پہلے ھمایوں قلی کہلائے اور بعد میں اکبر نے حکیم ھمام نام رکھا)[۵] اور نور الدین قراری ۔ ان میں حکیم ابوالفتح اگرچہ سب سے بڑا نہ تھا مگر ھوشیار اور سمجھدار تھا اس لئے باپ کی وفات کے بعد کنبے کی ذمہ‌داری اور تفکرات کا بوجھ زیادہ تر حکیم ھی کے کندھوں پر پڑا ۔ ۹۸۲ھ تک وہ صفوی دربار میں رسوخ پیدا کرنے کی کوشش میں لگا رھا، مگر کوئی مقام نہ مل سکا اور ملتا بھی کیسے، جس دربار نے ایک شہرۂ آفاق فاضل اور صدر الصدور کو صرف صدق و صفا کے جرم میں ابدی نیند سلایا ھو وہ اس کی اولاد میں سے کسی کو اپنے ھاں جگہ دے کر خطرہ کیونکر مول لے سکتا تھا۔ آخر مأیوس ھو کر اس نے مادر وطن کو خیر باد کہا اور بیسیوں علماء اور شعراء کی طرح ۹۸۳ھ میں ھندوستان کا رخ کیا تاکہ اپنی صلاحیتوں کو جلاء دے سکے کیونکہ بقول علی قلی سلیم :

تا نیامد سوی ھندوستان حناء رنگین نشد

نام و تاریخ پیدائش : حکیم کا اصل نام مسیح الدین اور کنیت ابوالفتح تھی[۶]۔ تاریخ و جائے ولادت اور بچپن کے متعلق معاصر و متأخر سب ذرایع خاموش ھیں ۔ کوثر چاند پوری نے ایک جگہ بدایونی کے حوالے سے لکھا ھے کہ جب حکیم ابوالفتح اکبری دربار میں ملازم ھوا تو اسکی عمر بیس پچیس سال کی تھی[۷]۔ اسی طرح ابوالفضل

نے بھی ان تینوں بھائیوں کے لئے جب وہ ۹۸۳ھ میں ہندوستان آئے، اگرچہ ''جوانان''[8] کا لفظ استعمال کیا ھے ، لیکن عمر کے متعلق کہ کتنی تھی اکبر نامے سے کچھ پتہ نہیں چلتا ۔ البتہ رقعات ابوالفتح کے داخلی مطالعے سے اس کا سال پیدائش قریب قریب صحیح معین ہو جاتا ھے۔

حکیم ھمام کے نام اپنے ایک خط مؤرخہ جمادی الاول ۹۹۵ھ میں جب کہ وہ توران کے سفر پر تھا، حکیم نے اپنے متعلق یوں لکھا ھے :

''و این حیران کارخانۂ الٰہی را بنابر تغییر اسلوب سخن از قانون مقررۂ چہل سالہ متیقن میشود کہ خرافت لازمۂ سن سبعین در اربعین باستقبال شتافتہ باشد''[9]۔

اگلے سال یعنی شوال ۹۹۶ھ میں اس نے پھر ایک خط حکیم ھمام کو توران بھیجا جس میں اس سے کہا کہ اب تمہاری عمر چالیس کو پہنچ چکی ھے لہٰذا تمھیں تعمیر عاقبت و آخرت کی فکر کرنی چاھئے ۔ خط کے الفاظ یہ ھیں ۔

''۔۔۔ امروز کہ آن برادر را سن شریف بہ اربعین رسیدہ وقت آن آمدہ کہ ھمگی ھمت عالی خود را مصروف آن دارد کہ ۔۔۔ عشرت سرای جاودانی آنجہانی ترتیب دھند''۔[10]

ان دو اقتباسات میں کوئی ڈیڑھ سال کے تاریخی فرق کے علاوہ ''در اربعین'' اور ''بہ اربعین'' کے کلمات قابل غور ھیں۔ یعنی ۹۹۵ھ میں وہ اپنے لئے ''چالیس میں'' اور ۹۹۶ھ میں حکیم ھمام کے لئے ''چالیس کو'' پہنچا لکھتا ھے ۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ھی نکلتا ھے۔ یعنی ۹۹۵ھ میں وہ چالیس سے ایک دو سال سے اوپر کا ھوگا یا ۹۹۶ھ میں اگر حکیم ھمام چالیس برس کا ھوتا ھے تو حکیم ابوالفتح کو حکیم ھمام سے صرف ایک درجہ بڑا ھونے کی وجہ سے

بیالیس تینتالیس سال کا تصور کیا جا سکتا ہے ۔ اس طرح اس کا سال پیدائش ۹۰۴ھ یا ۹۰۰ھ کے قریب ہوا اور ۹۸۳ھ میں جب وہ ہندوستان آئے تو حکیم کی عمر تیس سال کے قریب تھی ۔

آبائی وطن : حکیم ابوالفتح کے والدین صوبہ گیلان کے قصبہ ''لاھیجان'' کے رہنے والے تھے۔ لیکن عموماً گیلانی کہلاتے تھے[۱۱]۔ آبائی وطن کے متعلق ایک اشارہ اس کے رقعات میں بھی ملتا ہے ۔ جب حکیم ھمام توران کے سفر پر تھا تو حکیم ابوالفتح نے اس کے نام ایک خط میں لکھا کہ اپنے خدا سے لو لگائے رکھنا اور فلاں فلاں نصیحت پر عمل کرنا ۔ اگر تو نے ایسا کیا تو سمرقند و بخارا ایسے دور دراز علاقے میں بھی تجھے غربت یا بیگانگی کا احساس نہ ہوگا، لیکن اگر ایسا نہ کر سکا تو خود شہر لاھیجان یعنی ماں باپ کے سایہ میں بھی تجھے کوئی غم‌خوار و غم گسار نہ مل سکے گا[۱۲]۔

ابتدائی تعلیم اور اساتذہ کے متعلق زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہوتیں البتہ لطیفۂ فیضی سے اس کے ایک استاد حکیم عماد الدین کا پتہ چلتا ہے[۱۳]۔

درباری زندگی و اعزازات : بیسویں سال جلوس اکبر مطابق ۹۸۳ھ میں حکیم ابوالفتح اپنے دو چھوٹے بھائیوں حکیم ھمام اور نور الدین قراری کے ساتھ اکبر کے دربار میں پہنچا[۱۴] ۔ چونکہ ان کے باپ کے علم و فضل کی شہرت پہلے ھی سے اکبری دربار تک پہنچ چکی تھی اس لئے جلد ھی دربار میں رسائی ھو گئی ۔ مآثرالامراء[۱۵] میں لکھا ہے کہ چوتھا بھائی حکیم لطف‌اللہ[۱۶] بعد میں آیا اور حکیم ابوالفتح کی وساطت سے دربار میں دوصدی منصب دار ہوا، لیکن جلد ھی اسے موت نے آ لیا ۔

دربار میں آ کر حکیم ابوالفتح اپنی حد درجه شائستگی، زمانه شناسی، علم و عقل اور فہم و فراست کی بناء پر ترقی کر کے بہت جلد تقرب کے مدارج اعلیٰ پر پہنچ گیا، چنانچه ملازمت کے چوتھے هی سال یعنی ۹۸۷ھ کے اواسط[۱۷] میں صوبۂ بنگال کی صدارت اور امینی کے ممتاز عہدے پر فائز ہوا - ابوالفضل لکھتا ھے :

''در ۹۸۷ھ حکیم ابوالفتح را بصدارت و امینی اختصاص بخشیدند''[۱۸]- اسی طرح مصنف مآثر الامراء کا بیان ھے :

''حکیم ابوالفتح ترقی نموده سال بیست و چہارم (جلوس = ۹۸۷ھ) بصدارت و امینی صوبۂ بنگاله تعیین گردید''[۱۹] -

حکیم کا چھوٹا بھائی مرزا نورالدین قراری بھی دو صدی منصب پر حکیم کے ساتھ بنگال گیا، مصنف مآثر الامراء لکھتا ھے :

''حسب الحکم اکبری به بنگاله رفته بود، ترقی ناکرده در گذشت''[۲۰]-

بنگال میں حکیم تقریباً ایک سال رها اور دل و جان سے وهاں کے حالات کو سنوارنے کی کوشش میں لگا رها - حکیم همام کے نام بعض خطوط میں اس کی طرف اشارات ملتے هیں[۲۱] -

اگلے سال یعنی ۹۸۸ھ میں وهاں کے قاقشال قبیلے نے بنگال کے ناظم مظفر خان کے خلاف بغاوت کر دی - اسی لڑائی میں حکیم ابوالفتح، رائے پتر داس، خواجه شمس الدین اور بہت سے دوسرے سردار قید هو گئے، لیکن موقعه پا کر یه تینوں هوشیاری سے بچ نکلے اور دربار پہنچ گئے - ابوالفضل نے بھی ۹۸۸ھ کے واقعات کے تحت اس کا ذکر کیا ھے[۲۲]-

البتہ اس فتور میں حکیم کا چھوٹا بھائی مرزا نور الدین قراری کہیں مارا گیا جس کا ذکر بدایونی کے ھاں بھی ملتا ھے[۲۳]۔

چونکہ حکیم ایک بیدار مغز اور زیرک آدمی ہونے کی وجہ سے نہ صرف خود بچ نکلا بلکہ دوسرے دو امیروں کو بھی بچا لایا تھا، اکبر اس سے بہت خوش ہوا اور بادشاہ کی نگاہوں میں حکیم کی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہو گئی ۔ مآثر الامراء میں آیا ھے :

''چون باستان بوس فایز شد بر قرب و اعتبارش افزوده، بر اقران و امثال خود رجحان گرفت''[۲۴]۔

بنگال سے آ کر حکیم کو پہلے سے بھی زیادہ شاہ کا تقرب و اعتماد حاصل ہو گیا اور زیادہ سے زیادہ خدمات اس کے سپرد ہونے لگیں۔ رقعات میں لکھتا ھے :

''حضرت اعلیٰ درین‌ولا بیشتر از بیشتر توجه خاطر اشرف مرعی میدارند و از هر گونه خدمات رجوع میفرمایند''[۲۵]۔

جیسے جیسے وہ اپنے فرائض کو کامیابی سے سر انجام دیتا رہا اس کے درجات بلند ہوتے گئے ۔ دوسروں پر سبقت لے جانے کا ثبوت ہمیں اس واقعہ سے بھی ملتا ھے جب ۹۸۸ ھ میں ملازمت کے پانچویں ھی سال اسے پای‌تخت کی صدارت سے سرفراز کیا گیا ۔ بدایونی لکھتا ھے :

''درمیان دو آب شیخ فیضی را صدر ساختند و آنطرف گنگ حکیم همام و صدر پای‌تخت حکیم ابوالفتح را گردانیدند''[۲۶]۔

بدایونی کے اس اجمالی بیان کی تفصیل حکیم کے اس خط میں موجود ھے جو اس نے اپنے بھائی حکیم ہمام کو لکھا[۲۷]۔

شاہ کے ہم محفل و ہم رکاب رہنے کی وجہ سے جلد جلد اس کے مراتب میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس سے اگلے سال یعنی ۹۸۹ھ میں حکیم کو پائے تخت میں امین اور دیوان مقرر کر دیا گیا[۲۸]۔ حکیم ہمام کے نام ایک خط مؤرخہ ربیع الاول ۹۸۹ھ میں خود حکیم نے اس کی اطلاع دی ہے[۲۹]۔

منشی گری اور فرمان نویسی کے فرائض اکثر ابوالفضل انجام دیتا تھا۔ حکیم کی قابلیت اور خلوص پر اس قدر اعتماد کہ بعض اوقات فرمان بھی اسی سے لکھوائے جاتے تھے۔ اس کی ایک مثال وہ ہے جب محمد حکیم مرزا کے بھاگ جانے کی خبر آئی تو شاہ نے حکیم ابوالفتح سے تاکیداً کہا کہ تم خود فرمان لکھو۔ دوسرے روز حکیم فرمان لکھ کر لے گیا۔ اول سے آخر تک بغور سنا اور کہا کہ بہت اچھا لکھا ہے[۳۰]۔

۹۹۳ھ میں حکیم کو ہشت‌صدی کا عہدہ ملا جس کی اطلاع ابوالفضل نے ذیل کے الفاظ میں دی ہے۔

''در سال ۹۹۳ھ حکیم ابوالفتح ہشت صدی شد''[۳۱]۔

۹۹۴ھ میں حکیم کو افغانوں کے خلاف مہم پر بھیجا گیا، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اکبر نامہ، رقعات ابوالفتح یا دوسرے کسی ذریعے سے یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ ۹۹۴ھ کے بعد حکیم کو نوصدی یا ہزاری کا منصب کب عطا ہوا۔ البتہ آئین اکبری[۳۲] میں ہم اس کا نام ایک ہزاری منصب کے امراء میں درج دیکھتے ہیں۔

اگرچہ آخری عمر تک اس کا منصب ایک ہزاری سے نہ بڑھ سکا، لیکن شاہ کا تقرب و اعتماد حاصل ہونے کی وجہ سے عوام کی نگاہ میں

اس کی جو قدر و منزلت تھی، بڑے بڑے امراء ، وزراء اور خاصان روزگار بھی اس سے محروم رہے ۔ اکبر نے اس کی سوجھ بوجھ کے پیش نظر اسے اپنے نو رتنوں میں بھی شامل کیا تھا ۔

اخلاق و عادات : حکیم اپنے اخلاق و عادات میں حد درجہ سلجھا ہوا انسان تھا ۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت اس کی طبیعت کا خاصہ تھی ۔ خانخاناں اور خان اعظم زین الدین کو اس نے جو خط لکھے ان سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ان سے کس قدر خوردانہ ملتا تھا ۔ اس کی طبیعت میں حد درجہ حلم و انکسار تھا ۔ خطوط کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ احباب کو بڑے احترام و اکرام سے خط لکھتا تھا ۔

حکیم نہایت شفیق اور محسن قسم کا انسان تھا ۔ احباب اور دوستوں کی جو خدمت اس سے بن پڑتی، اس کے بجا لانے میں کوشش و کاوش سے کبھی دریغ نہیں کرتا تھا ۔ مستحق لوگوں کی تربیت اور پھر دربار تک ان کی رسائی کا وسیلہ بننا گویا حکیم ھی کا حصہ تھا ۔

اس کی سفارش سے اگر کسی غریب کا کام بن جانے کی امید ھوتی تو وہ مختلف صوبوں کے حاکموں اور وزراء کو سفارش کا خط لکھنے میں دریغ نہ کرتا تھا ۔ احباب کے نام خطوط سے اس کی بہت سی مثالیں ملتی ھیں[۳۳]۔

حکیم بلا کا ذھین ، حاضر جواب اور بیدار مغز آدمی تھا ۔ حالات کے سانچے میں ڈھلنے اور زمانے کے انداز دیکھ کر اپنے آپ کو بدل لینے میں حکیم کو جو یدطولیٰ حاصل تھا وہ اس کے معاصرین میں سے بہت کم لوگوں کو میسر تھا ۔

آداب محفل کے علاوہ آداب دربار سے پوری طرح آگاہ تھا ۔ ذھانت اور حاضر جوابی کی بہت سی مثالیں رقعات میں موجود ھیں ۔

دوسرے امتیازات کے علاوہ حکیم ایک نہایت فرض شناس آدمی تھا ۔ جو کام اس کے سپرد ہوتا اسے وہ پوری تندھی اور خلوص کے ساتھ انجام دیتا تھا ۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے آقا اور محسنوں سے وفاداری حکیم کی نمایاں خوبی تھی ۔ صوبۂ بنگال کے دگرگوں حالات کے متعلق حکیم ہمام کے نام اس کا خط[۳۴] اس کی عمدہ مثال ہے۔

وفاداری و وفاشعاری کی بہت سی مثالیں خطوط میں موجود ہیں ۔ یہ تو معلوم نہیں کہ حکیم احکام شریعت کو کس حد تک بجا لاتا تھا، لیکن اس کی اپنی تحریروں کے پیش نظر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ وہ بڑا نیک، صالح اور دیندار شخص تھا ۔ بدایونی چونکہ حکیم سے زیادہ خوش نہ تھا اس لئے انہوں نے حکیم پر بےدینی کا الزام لگایا ہے :

''همچنان در بی دینی و سایر اخلاق ذمیمه ضرب المثل بود'' ۳۵

ذیل میں حکیم کے رقعات سے چند ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے نہ صرف بدایونی کے اس بیان کی تردید ہوتی ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حکیم فطری طور پر نیک ذہنیت کا آدمی تھا ۔ رقعات میں حکیم نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی کو برجستہ اور برمحل استعمال کیا ہے ۔ مثلاً مولانا بہرام کے نام ایک خط میں آیت قرآنی کا استعمال ملاحظہ ہو:

''۔۔۔کہ در باب فقرای باب اللہ سوء ظن پیش آورند و به جمع و تفرقه زخارف دنیا مسرور و محزون نه دانند ''ان بعض الظن اثم'' (پاره ۲۶، سوره ۴۹ (حجرات)، آیه ۱۲) ۳۶

ایک دوسرے خط میں جو اس نے حکیم ہمام کے نام لکھا ذیل کی آیت استعمال ہوئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے خالق و رازق ہونے پر اس کا کتنا ایمان تھا :

''اگرچه ومامن دآبة فی الارض الا علی الله رزقها'، (پاره ۱۲، سوره هود آیه ٦) پیشتر رسیده بود اما این سرگردان وادی طریقت و حقیقت و مجاز، الحال بمعنی آن رسیده''[۳۷]

اسی طرح اکثر خطوط میں احادیث نبوی بھی استعمال ہوئی ہیں مثلاً ''بلکه بواسطۂ ـ ـ ـ که واقع شده بود دست لرزه که حواس باطنی و ظاهری را از استعداد جرات خط نوشتن انداخته بود، طاری شده بود، ''العذر عند کرام الناس مقبول'' ـ[۳۸]

خواجه عطا بیگ سیالکوٹی کے نام ایک خط کو بھی احادیث سے زینت دی ھے ـ[۳۹]

ظاهر ھے که خطوط میں آیات و احادیث حافظے هی سے نقل کی جاتی ہیں اور مطالعے کے بغیر کسی چیز کا حافظے میں آنا ممکن نہیں ـ جو شخص قرآن و حدیث کا مطالعه رکھتا ہو اسے بے دین کہنے والا ممکن ھے تعصب کا شکار ہوا ہو ـ اعتراض ہو سکتا ھے که اس قسم کی بہت سی آیات و احادیث کتب اخلاق سے بھی مل سکتی ہیں پھر بھی حکیم کا درجه ایک عالم کا تو ھے هی اور علماء کے بارے میں حدیث نبوی ھے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' اس حدیث کے پیش نظر بھی حکیم کو بے دین هرگز نہیں کہا جا سکتا ـ

حکیم کو دینی اور صوفیانه ادب پڑھنے کا بہت شوق تھا ـ چنانچه خواجه عطا بیگ سے روضة الشهداء کا نسخه منگوانا[۴۰] اس کی دلیل ھے ـ اسی طرح حکیم همام کو امام غزالی کی احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کے مطالعے کی تلقین کرنا ـ[۴۱] صوفیاء کے آثار جمع کرنا اور ان کے مطالعے میں سرگرم رکھنا بھی حکیم کی عادت تھی ـ[۴۲]

اکابر صوفیاء کے آثار کا مطالعه کرنا اس کے خطوط سے ثابت ھے

ایک خط میں حکیم ھمام کو نصیحت کی ھے کہ دوسروں کے عیوب کو اپنے عیوب کا آئینہ بنانا چاھیئے۔[۴۳]

ایک دوسرے خط میں حکیم ھمام سے کہا ھے کہ اپنے خدا سے لو لگائے رکھ دوستوں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دے۔ دل و جان سے ان کا مخلص رہ۔ اپنے نفس کی تربیت کر اور اپنے عیوب پر نظر رکھ۔[۴۴]

پھر ایک جگہ حکیم ھمام کو نصیحت کی ھے کہ جو شخص بیوی بچوں کی فکر میں رھے وہ گویا ناکارہ ھو گیا کیوں کہ بیوی بچے خدا کے بندے ھیں اور وہ اپنے بندوں کی سب سے بہتر پرورش کرتا ھے۔[۴۵]

خواجہ حسین ثنائی نے بستر مرگ سے حکیم کو خط بھیجا اور بیوی بچوں کے بارے میں پریشانی کا اظہار کیا۔ جواب میں یہ کہتے ھوئے اسے تسلی دی ھے کہ یہ راہ سب کو درپیش ھے وھاں عجز و مسکنت کی طلب ھوگی۔ جو کچھ خدا نے کیا اس پر راضی و شاکر رہ وغیرہ۔[۴۶]

اس قسم کے صحیح العقیدہ ناصح کو جس کا ذھن ھمیشہ اپنے خالق کی طرف لگا رھتا ھو بےدین کہنا اپنے آپ کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ رقعات کے مطالعے سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ھو جاتی ھے کہ وہ ایک صالح اور نیک آدمی تھا۔

بدایونی نے حکیم کے متعلق یہ بھی لکھا ھے کہ وہ ''انوری'' کو ھمیشہ ''انوریک مداح'' کہتا تھا اور اسے ''میر بادنجان'' سے تشبیہ دے کر تضحیک کیا کرتا تھا۔

''انوری را پیوستہ'' انوریک مداح'' گفتہ او را بمیر بادنجان کہ مضحک زمانہ بود تشبیہ میداد''[۴۷]

رقعات ابوالفتح کے مطالعہ سے اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ انوری کا بہت احترام کرتا تھا اور اس کے کلام کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس کے لئے ہماری پہلی دلیل یہ ہے کہ رقعات میں جتنے اشعار انوری کے آئے ہیں شاید ہی کسی دوسرے شاعر کے آئے ہوں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انوری اس کے پسندیدہ شعراء میں سے تھا۔

دوسرے خود اس کا بیان ہے کہ دوسری مصروفیات کے باوجود انوری تو میرے دماغ سے اترتا ہی نہیں[۴۸]: جس سے آدمی متنفر ہو وہ تو فوراً دل و دماغ سے اتر جاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ لقمان نامی اپنے ایک غلام کے لئے انوری کے قصاید و اشعار پڑھنے اور یاد کرنے پر انعام مقرر کیا[۴۹]۔

اگر حکیم کو یہ شاعر ناپسند ہوتا تو وہ اپنے غلاموں تک کے لئے اس کا کلام یاد کرنے پر انعام مقرر نہ کرتا۔ انوری کے بجائے ''انوریک'' ہمیں کہیں نہیں مل سکا۔ ''مداح'' کہنے سے بھی تضحیک نہیں ہوتی کیوں کہ ''قصیدہ گو'' نہ کہا ''مداح'' کہہ لیا۔ نیز جب وہ اپنی عبارتوں میں غزل کے مقابلے میں ''مدح'' لاتا ہے[۵۰] تو ظاہر ہے مدح کہنے والے کو ''مداح'' ہی کہا جائے گا۔

''بدایونی نے ایک جگہ حکیم کو خوشامدی بھی کہا ہے۔

''برادر کلان (حکیم ابوالفتح) بزور ندیمی تصرف غریب در مزاج نمودہ، خوشامدهای صریح گفتہ''[۵۱]

بدایونی کے اس بیان کی تردید دو تین دلیلوں سے ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کے دوسرے معاصر مؤرخ کہیں کوئی ایسا تنقیصی جملہ نہیں لکھتے بلکہ اس کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں مثلاً ابوالفضل اسے

''در صفات آدمیت غازۂ چہرۂ ہوشمندی بود''[۵۲] لکھتا ہے۔ عبدالباقی نے اسے ''غریب پرور''[۵۳] کہا ہے اور مصنف مآثر الامراء نے اسے ''کریم الصفات و محسن زبان و بکمالات یگانۂ روزگار بود'' [۵۴] لکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس نے حکیم ہمام کو بڑے آداب و القاب کے ساتھ خط لکھے ہیں[۵۵] جو شخص اپنے چھوٹے بھائی سے مخاطب ہوتے ہوئے حد درجہ انکسار روا رکھتا ہو امراء اور بادشاہ سے گفتگو کرتے وقت اور بھی مؤدب ہو جاتا ہو گا۔ در اصل یہ مصائب کی بھٹی سے کندن بن کر نکلی ہوئی خاص ایرانی شائستگی تھی جس پر یہاں والوں کو خوشامد کا دھوکہ ہوتا رہا۔ تیسری دلیل جو ان سب پر بھاری ہے حکیم کے ایک خط کے چند الفاظ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت اس کمزوری سے بالکل پاک تھی۔ بلکہ وہ خوشامدیوں سے بچتا تھا اور ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتا تھا جو خوشامدی نہ ہوں۔ حکیم ہمام کے نام ایک خط میں نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''خوشامدیوں اور چرب زبانوں سے آگاہ رہنا''۔[۵۶]

جو شخص خوشامدیوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہو وہ خود خوشامدی کیوں کر ہو سکتا ہے۔

رقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم اپنی عمر کے آخری سالوں میں بہت رقیق القلب ہو گیا تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب حکیم ہمام توران کی سفارت پر چلا گیا تھا۔ سب سے بڑا بھائی حکیم لطف اللہ اور سب سے چھوٹا بھائی حکیم نور الدین قراری پہلے فوت ہو چکے تھے، اس لئے حکیم نے اس عرصے میں تنہائی و جدائی کو بہت شدت سے محسوس کیا اور اس کا رونا اس نے حکیم ہمام کے نام ہر خط میں رویا ہے۔

موت کے نزدیک پہنچ کر یوں تو ہر صاحب دل و دماغ شعوری یا غیر شعوری طور پر عمر رفتہ کی کوتاہیوں کو شدت سے محسوس کرنے لگتا ہے[۵۷] اور اپنے اعمال کا محاسبہ خواہ آخری عمر ہی میں کیوں نہ ہو بڑی

خوبی بلکه فضیلت کی بات ھے ۔ لیکن حکیم کے ھاں یہ چیزیں بہت نمایاں طور پر نظر آتی ھیں ۔

مذھب : اس کے متعلق معاصر و متأخر سب ذرایع خاموش ھیں کہ حکیم اسلام کے کس فرقے سے متعلق تھا ۔ کوثر چاند پوری نے اسے صرف اس لئے ''اثنا عشری'' کہا ھے[۵۸] کہ عرفی نے ایک قصیدے میں حکیم اور اس کے بھائی کے نام کے ساتھ ''میر'' کا لفظ استعمال کیا ھے ۔ یہ ایک کمزور سی دلیل ھے ۔ ''میر'' کہلانے والا شخص شیعہ بھی ھو سکتا ھے اور سنی بھی ۔ وہ ''روضۃ الشہدا'' کا مطالعہ بھی رکھتا تھا اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کا بھی ۔ لہٰذا ابھی تک ھم اس کے مذھب کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

علم و فضل : حکیم کی علمی قابلیت کا اندازہ اسی سے ھو سکتا ھے کہ ابوالفضل ایسے صاحب علم و دانش اور بدایونی جیسے نقاد اس کے علمی کمالات کو سراھتے ھیں ۔ گویا دوست و دشمن ، خویش و اغیار ، اپنے اور بیگانے سبھی اس کے علمی مقام کے معترف نظر آتے ھیں ۔ طبابت یا علم الابدان اس کا طرۂ امتیاز ھے جس میں وہ پوری دستگاہ رکھتا تھا ؛ چنانچہ ''فتاحی'' (شرح قانونچہ جس میں ھر مسئلے کی عالمانہ انداز میں وضاحت کی گئی ھے) سے حکیم کی طبی لیاقت کا پتہ چلتا ھے ۔ اکبر کا طبیبِ خاص حکیم علی گیلانی جب ایک دفعہ اسے مرض اسہال سے نجات نہ دلا سکا تو شاہ نے بڑی حسرت سے دانائے روزگار حکیم ابوالفتح کو یاد کیا جسے ابوالفضل نے یوں بیان کیا ھے ۔

''۔۔۔ آنگاہ یاد دانای روزگار حکیم ابوالفتح و جالینوس زمان حکیم مصری فرمودہ بر فوت آندو حکیم تأسفہا کردند''[۵۹]

جس کی طبی لیاقت کو یاد کر کے اکبر اعظم جیسا عظیم‌الشان بادشاہ کفِ افسوس ملتا رہا ، طبِ میں ایسے شخص کا علمی مقام کتنا بلند ہو گا۔

اس کے علاوہ حکمت و فلسفہ اور نجوم پر بھی حکیم کو پوری طرح عبور حاصل تھا۔ اس کی تصنیف ''قیاسیہ'' جس میں اس نے اخلاق ناصری کے تمام مسائل کی تشریح کے علاوہ انھیں نقلی دلائل سے ثابت بھی کیا ہے حکیم کی وسعت معلومات، اصابت رائے، دقت پسندی یا باریک بینی پر دال ہے۔ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی ایسی کتب فلسفہ و حکمت اکثر اس کے مطالعہ میں رہتی تھیں جس کا پتہ ہمیں حکیم ہمام کے نام اس کے ایک خط سے چلتا ہے[٦٠]۔ فلسفے سے حکیم کے گہرے لگاؤ کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس نے ملا احمد ٹھٹھوی کو ''خلاصۃ الحیات'' (جو احوال فلاسفہ پر مشتمل ہے) لکھنے کی ترغیب دی۔ کتاب تیار ہوئی تو ملا احمد نے اسے حکیم کے نام معنون کیا۔ علاوہ ازیں کوثر چاند پوری نے سیفی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حکیم کو زائچہ بنانے میں بھی کمال حاصل تھا۔[٦١]

طب اور حکمت و فلسفہ کے علاوہ فارسی شعر و نثر سے بھی حکیم کو بے حد رغبت تھی۔ چنانچہ بدایونی (جس کا قلم اکثر حکیم کے خلاف لکھتا رہا) بھی اس کے انسانی کمالات اور علمی مرتبے کا اعتراف کرتے ہوئے ''نظم و نثر'' میں مہارت کو اس کے امتیازات میں سے جانتا ہے :

''۔۔۔ بجدت فہم و جودت طبع و دیگر کمالات انسانی از نظم و نثر امتیاز تمام داشت۔''[٦٢]

اگرچہ شعر پڑھنے اور کہنے کو حکیم نفس کی بیماریوں میں سے تصور کرتا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ ادب کا بڑا وسیع مطالعہ رکھتا تھا؛ چنانچہ حکیم ہمام کے نام ایک خط[٦٣] میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عرفی، نظیری، مظہری، ملا قیدی، قراری، ظہوری ایسے شعرا نیز ملک الشعراء فیضی کا کلام تو حکیم نے دیکھا اور سنا ہی تھا ، اس کے علاوہ متقدمین میں سے جن اساتذہ کا کلام اس کے مطالعہ میں رہتا تھا ، اس کے بارے میں ''رقعات ابوالفتح'' ہماری پوری رہنمائی کرتے ہیں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حکیم اپنی عبارتوں میں اساتذہ کے کلام سے نہایت حسین پیوند لگاتا ہے ۔ اس سے نہ صرف اس کے اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ فارسی ادب کے کون کون سے شعراء کا کلام اسے زیادہ پسند تھا ۔ اسی غرض سے ہم نے رقعات ابوالفتح کو مرتب کرتے وقت اشعار کے قائلین کا پتہ لگانے کی کوشش کی ہے ۔ ہماری اس کوشش سے جو نتیجہ نکلا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم قصیدہ گو شعراء میں سے رودکی ، قطران تبریزی ، انوری ، خاقانی ، جمال الدین اصفہانی ، کمال الدین اسمعیل ایسے اساتذہ کے کلام کا زیادہ مطالعہ رکھتا تھا ۔ ان میں سے انوری تو گویا اس کے دماغ پر چھایا رہتا تھا ۔۶۴

غزل میں امیر خسرو، سعدی، حافظ، جامی خواجہ آصفی، فغانی، ظہیر فاریابی، سلمان ساوجی، ہلالی چغتائی اور محتشم کاشی اس کے محبوب شعراء میں سے تھے۔ مثنوی میں وہ شاہنامۂ فردوسی کے علاوہ نظامی، خسرو اور وحشی بافقی کی مثنویات کو زیادہ پسند کرتا تھا اور صوفیانہ شاعری میں حکیم سنائی کے کلام اور مثنوی مولانا روم سے اسے خاص شغف تھا ، چنانچہ حکیم ہمام کے نام خط میں لکھا ہے کہ اگرچہ صوفیاء کے کلام نے قصیدہ اور غزل کے مطالعہ سے محروم کر دیا ہے تاہم غزل و مثنوی کے محبوب شعراء یعنی حافظ سنائی اور نظامی کے کلام کا مطالعہ کر ہی لیتا ہوں ۔۶۵

نثر نویسی میں رقعات ابوالفتح موسوم بہ ''چہار باغ،، اس کے علمی

امتیاز کی نمائندگی کرتے ھیں ۔ ابوالفضل کے ھم عصر بلکه جلیس و انیس ھونے کے باوجود اس نے اپنے انداز نگارش کو تکلفات سے پاک رکھا ۔ حکیم کے رقعات معتدل قسم کی حقیقت‌نگاری کا وہ بہترین نمونه ھیں که پڑھنے والا اس کی علمی وسعتوں کے ساتھ ساتھ انداز تحریر کی سادگی اور روانی سے اس حد تک متأثر ھوتا ھے که حکیم کی علمی قابلیت کے گہرے نقوش مدتوں اس کے دل و دماغ پر باقی رھتے ھیں ۔

کتب فلسفه و اخلاق کے علاوہ حکیم کو صوفیانه اور اسلامی ادب کی کتابیں جمع کرنے اور انھیں پڑھنے کا بہت شوق تھا ۔ ایسی کتابیں جہاں سے اور جیسے بھی ھاتھ لگیں حاصل کر کے پڑھتا تھا ۔ دوسروں کو ان کے مطالعے کی تاکید کرتا تھا، چنانچه خطوط میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ھیں۔[٦٦]

شعر گوئی : بدایونی کا بیان که حکیم میں نظم و نثر کی ساری خوبیاں موجود تھیں اور اس کا عرفی شیرازی، حیاتی گیلانی ایسے شعراء کا استاد سخن ھونا یه سمجھنے کے لئے کافی ھے که حکیم شعر کہتا تھا ۔ اب تک حکیم کے دیوان یا کسی شعری مجموعے کا سراغ تو نہیں مل سکا البته بعض تذکرہ نگاروں نے اس کے چند شعر نقل کئے ھیں۔ قدرت الله گوپاموی نے حکیم کی یه رباعی نقل کی ھے جس سے اس کے پخته و اعلیٰ شعری ذوق کا پته چلتا ھے ۔

خشمگین باز سوی اھل وفا می آئی
ای مه اوج ملاحت ز کجا می آئی
بینمت گرم تر از آہ و روان تر از اشک
ظاھراً از دل و از دیدۂ ما می آئی[٦٧]

غلطی سے کتاب‌خانه مرکزی دانشگاہ تہران کے فہرست نگار نے ایک مثنوی ''مظہر الاسرار'' حکیم کے نام منسوب کی ھے ۔ وہ لکھتا ھے

''بنام ترین کسانی که به پیروی از نظامی داستان هائی سروده اند در زیر نام می بریم ۔۔۔ ابوالفتح لاهیجی در سده دهم ۔ اوراست 'مظهر الا سرار'۔[۶۸]

ایرانی محقق کی دی ہوئی یہ اطلاع بعید از صحت ہے کیوں کہ یہ مثنوی حکیم ابوالفتح کی نہیں بلکہ ان کے معاصر حکیم عین الملک شیرازی کی طبع شاعرانہ کا نتیجہ ہے جو دوائی تخلص کرتے تھے:[۶۹]

اسی طرح احمد علی سندیلوی نے اپنے تذکرہ ''مخزن الغرایب'' میں مولانا محتشم کاشی کی ایک غزل کا یہ شعر:

سنگ میزان پیشمانی اگرنیست سبک
جرم هر چند گران است خدا می بخشد

حکیم کے نام منسوب کر کے ایک غلطی کی بنیاد رکھی جو مصنف ''ارمغان آصفی'' ایسے اہل قلم کے لئے بھی لڑکھڑانے کا باعث بنی۔ سید صباح الدین[۷۰] اور شبلی[۷۱] نے ابوالفتح کا عرفی سے متعلق یہ جملہ نقل کیا ہے ''ملا عرفی و ملا حیاتی بسیار ترقی کردہ اند''[۷۲]۔ نیز قاضی نورالدین اور ملا حیاتی کے متعلق ایسے جملے رقعات میں موجود ہیں[۷۳]۔ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ عرفی کا مربی و ممدوح ہونے کے علاوہ رہنمائے شعر بھی تھا۔ چنانچہ حکیم کی وفات پر عرفی نے اسے اپنا ''رہبر'' کہا ہے:

که رهبرش بعدم شد که مرگ در مرگش
سیاه پوش تر از عمر جاودان آمد[۷۴]

اس کے علاوہ حکیم نے خاقانی کے کلام کی اصلاح کا دعویٰ کیا ہے۔ بدایونی لکھتا ہے:

''۔۔۔ و خاقانی را میگفت که اگر او درین زمان می بود بسیار ترقی می یافت باین طریق که هر گاه به یتشخانهٔ من می آمد او را

سیلی میزدم تا کاهلی طبیعت وا میگذاشت و چون ازینجا به یتشخانهٔ شیخ ابوالفضل میرفت آنجا او سیلی میزد و شعر او را اصلاح میدادیم'' ۔ ۴۵

ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ شعر کا بلند پایہ نقاد ہونے کے علاوہ شعر گو بھی تھا ۔ البتہ نقاد کی حیثیت سے حکیم کا مقام اس کی شعر گوئی سے کہیں بلندتر ہے کیوں کہ یہ اسی کی نقادانہ رہنمائی تھی جس نے حیاتی، قراری اور ملا مظہری کشمیری کے علاوہ عرفی ایسے دراک و مشاق شاعر کے ذوق لطیف کو نکھار بخشا ۔

جنگوں میں شرکت : حکیم ابوالفتح نے علم و فضل، شعر و فلسفہ اور حکمت و دانائی تو ورثے میں پائی تھی ، لیکن شجاعت و دلیری سے تقریباً محروم تھا ۔ علم و حکمت میں جتنا دوسروں سے آگے تھا قوت سپہ گری میں اتنا ھی پیچھے تھا ۔ اس کی نازک انگلیاں قلم کو تلوار بنا سکتی تھیں، لیکن تلوار سے نی گردن کو قلم کرنا ان کی قوت سے باھر تھا ۔ وہ لطف سخن کی خدا داد صلاحیتوں سے اھل بزم کا دل گرما سکتا تھا لیکن اھل رزم کا مقابلہ کرتے وقت جلد ھی اس کا حوصلہ سرد پڑ جاتا تھا ۔ اس کی شہادت ھمیں حکیم کے معاصر مؤرخ بدایونی کی کتاب سے بھی ملتی ھے ۔ وہ لکھتا ھے :

''و معلوم است کہ از حکیم ابوالفتح کہ یار بزم بودند نہ رزم'' ۔ ۴۶

جس زمانے میں حکیم پیدا ھوا اس کا تقاضا یہ تھا کہ امراء اور ان کی اولاد اھل قلم ھونے کے ساتھ ساتھ اھل سیف بھی ھوتی لیکن بدقستمی سے حکیم اور اس کے بھائیوں میں سے کوئی بھی مرد کارزار نہ تھا اسی لئے جتنی دفعہ ایسا موقع آیا حکیم کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔

معاصر اور قریب العہد مآخذ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ھے کہ حکیم نے ساری زندگی میں صرف دو جنگوں میں شرکت کی اور سوء اتفاق

سے ان دونوں میں حکیم کو سخت ہزیمت کا سامنا رہا ۔ پہلی جنگ اسے ۹۸۸ھ میں صوبہ بنگال میں پیش آئی جب وہ امین کی حیثیت سے وہاں مأمور تھا اور دوسری ۹۹۴ھ میں جب وہ اور راجہ بیربل فوجی دستے لے کر افغان باغیوں کے خلاف زین خان کوکلتاش کی مدد کے لئے افغانستان و کابل کی طرف گئے ۔

ان دونوں مہموں کا حال اکبر نامہ[۷۷]، منتخب التوریخ[۷۸]، مآثر الامراء[۷۹] اور "Akbar the Great," by Smith[۸۰] ایسے منابع میں تفصیل سے درج ہے ۔ ہم یہاں مختصر طور پر بیان کرتے ہیں ۔

بنگال کے حالات قدرے خراب رہتے تھے ۔ اکبر نے پہلے منعم خان کو ناظم مقرر کر کے بھیجا ۔ وہ ناکام رہا تو مظفر خان کو باغیوں کی سرکوبی کا حکم دیا ۔ مظفر خان نے ناظم کی حیثیت سے شورشیوں کی تو خوب خبر لی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے اشخاص پر زبردستی کرنے لگا ۔ فوج کو وقت پر تنخواہ نہ دیتا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وفادار بھی باغیوں کی حمایت کرنے لگے ؛ چنانچہ اکبر نے ۹۸۷ھ کے اواخر[۸۱] میں رائے پترداس کو دیوان اور حکیم ابوالفتح کو صدر اور امین بنا کر بہت سے امراء کے ساتھ بنگال بھیجا ۔ ان لوگوں کو وہاں گئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ قاقشال قبیلے کے سرفروشوں نے کابل سے فرار ہو کر آئے ہوئے ایک سپاہی کے قتل سے برہم ہو کر مظفر خان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ۔ مظفر خان نے رائے پترداس اور حکیم ابوالفتح کو مقابلے کے لئے بھیجا اور خود پیچھے گیا ۔ قاقشالوں نے ان سب کو اسیر کر کے ایک قلعے میں بند کر دیا ۔ اس آڑے وقت میں حکیم کا تدبر و تفکر کام آیا ، چنانچہ حکیم ، رائے پترداس اور خواجہ شمس الدین خوافی خان نے موقع پا کر قلعے کی دیوار سے باہر چھلانگیں لگا دیں اور بھیس بدل کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ۔ زمینداروں کی مدد

سے حاجی پور پہنچے اور وہاں سے دربار آ کر دم لیا۔ مظفر خان کو بعد میں قاقشالوں نے قلعے سے باھر لا کر قتل کر دیا۔ حکیم کا بھائی نورالدین بھی اس فتور میں کہیں مارا گیا۔^{۸۲}

دوسرا معرکہ زین خان کوکلتاش کی معیت میں پیش آیا جس کا اجمالی بیان یہ ھے کہ ۹۹۳ھ میں اکبر نے زین خان کو افغان متمردین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ زین خان نے افغانوں کو خوب ناک چنے چبوائے اور کچھ علاقہ بھی فتح کر لیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے امداد کی درخواست کی، جس پر ۹۹۴ھ میں بیربل اور حکیم ابوالفتح کی سرکردگی میں فوجی دستے مختلف راستوں سے بھیجے گئے۔ وھاں جا کر بیربل کے حسد و تعصب کی بنا پر ان تینوں میں پھوٹ پڑ گئی چنانہ سب اپنا اپنا لشکر لے کر واپس ہوئے۔

تینوں لشکروں کو افغانوں کے شب‌خون کا شکار ھونا پڑا۔ سب لشکر اس بری طرح پسپا ھوا کہ امراء کو جان کے لالے پڑ گئے۔ زین خان اور حکیم ابوالفتح تو بھزار دشواری و خرابی بچتے بچاتے پیدل قلعہ اٹک آن پہنچے لیکن راجہ بیربل مارا گیا اور اس کی لاش تک نہ ملی۔ اکبر کو راجہ کی موت کا اس قدر غم ھوا کہ کئی وقت کا کھانا نہیں کھایا اور اسی غصے میں حکیم اور زین خان کی حاضری بند کر دی۔ کچھ عرصے بعد ابوالفضل اور میر فتح اللہ شیرازی ایسے امراء کی سفارش پر انھیں دوبارہ باریابی کی اجازت ملی۔

تصانیف: جیسا کہ صفحات گذشتہ میں بیان ھو چکا حکیم کی شخصیت گوناگوں علمی کمالات سے متصف تھی اور اپنی دلچسپی کے سبھی موضوعات پر اس نے کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار چھوڑی ھے۔ مختلف ذرائع سے حکیم کی مندرجہ ذیل کتابوں کا علم ھو سکا ھے۔

۱۔فتاحی ۔ مولانا محمد حسین آزاد[۸۳] کے مطابق یہ کتاب ابن سینا کی ''قانونچہ'' کی شرح ہے اور اس میں حکیم نے ''شیخ سینا کی روح کو آب حیات پلایا'' اور گویا اسے زندۂ جاوید کر دیا ہے۔ کوثر چاند پوری[۸۴] کا بیان ہے کہ اس کی ضخامت ساڑھے چار سو صفحات کے قریب تھی اور اب معلوم نہیں کہ کہیں محفوظ ہے یا نہیں۔

۲ ۔ قیاسیہ ۔ اس کے متعلق مولانا آزاد لکھتے ہیں : ''اخلاق ناصری کی شرح ، حکمت و شریعت کی دو نہریں ہیں ۔ حقیقت میں اس کے ایک ایک مسئلہ کو کہ براہین فلسفہ پر مبنی ہے ، دلائل نقلی سے ثابت کیا ہے''[۸۵] اس کتاب کے متعلق کوثر چاند پوری نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حکیم نے اپنے نقلی دلائل کو آیات و احادیث سے مطابقت دی ہے اور اس کے صفحات کی تعداد چودہ سو بتائی ہے۔[۸۶]

۳ ۔ چہار باغ ۔ (رقعات حکیم ابوالفتح) جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب حکیم کے نجی خطوط کا مجموعہ ہے جو اس نے ۹۸۳ھ سے ۹۹۷ھ تک کے عرصے میں حکیم ہمام ، خانخاناں ، میراں صدر جہاں ، خوافی خاں ، شاہ منصور ، میر شریف آملی ، خواجہ عطا بیگ ، حکیم لطف اللہ اور دوسرے احباب کو لکھے ۔ سب سے زیادہ خطوط حکیم ہمام کے نام ہیں ۔ اکثر کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

۴ ۔ افادات حکیم ابوالفتح ۔ مختلف موضوعات پر حکیم کے ارشادات کا مجموعہ ھے جس کی تفاصیل فی‌الحال دستیاب نہیں ہو سکیں ۔ اس کتاب کا ایک نسخہ ایرانی عالم ڈاکٹر اصغر مہدی کے پاس تہران میں موجود ھے ۔[۸۷]

مولانا آزاد کے خیال میں حکیم کی اور بھی تصانیف تھیں جن کا اب کچھ علم نہیں ۔ مولانا موصوف نے بعض مقولوں کو غلطی سے ان کی طرف منسوب کیا ھے۔[۸۸] در اصل یہ سارے مقولے ان کے بھائی نور الدین قراری کی طبع رسا کا نتیجہ ھیں۔[۸۹]

حقے کی ایجاد کو کوثر چاند پوری[۹۰] نے حکیم سے منسوب کیا ھے یہ داستان دراصل حکیم عین الملک شیرازی متخلص بہ دوائی کی ھے[۹۱] نہ کہ ابوالفتح کی۔ اس لئے ہم ان کی کسی ایجاد کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

اولاد : نرینہ اولاد میں حکیم کے ایک لڑکے حکیم فتح اللہ کا ذکر کتابوں میں ملتا ھے ۔ رقعات ابوالفتح میں بھی ہم دیکھتے ھیں کہ اس نے حکیم ہمام کو اپنے بیٹے کی طرف سے سلام لکھا ھے ۔

''بندہ زادہ شما فتح اللہ تسلیم کردہ''[۹۲]

حکیم کے اس بیٹے نے اس کی زندگی ھی میں کافی ترقی کر لی تھی جس کا ذکر خود حکیم نے ان الفاظ میں کیا ھے ۔

''فتح اللہ ترقی بسیار کردہ زیادہ از آنچہ در گمان آید'' ۔[۹۳]

رقعات میں حکیم کے دو اور بچوں کے نام بھی ملتے ھیں ۔ ان میں ایک لڑکا بنام ''ابوالوفا'' اور دوسری لڑکی بنام ''عائشہ بانو'' ھے ۔ حکیم نے ایک جگہ ان تینوں کا نام ایک ساتھ لیا اور ان کی طرف سے حکیم ہمام کو سلام بھیجا ھے ۔

''فتح اللہ و ابو الوفا و عائشه بانو تسلیم کرده بندگی میرسانند''[۹۴]

پھر ایک دوسرے خط میں فتح اللہ کو ابوالوفا کا سررشتہ‌دار یعنی بڑا بھائی کہا ہے۔ ''فرزند فتح اللہ که سررشته‌دار وفا و حقیقت (است) همیشه یاد میکند و سلام میرسانند''۔[۹۵]

ان کے علاوہ رقعات میں گھر کے افراد میں سے تین زنانہ نام 'شگفته' 'صفیه' اور 'فاضله بانو' بھی ملتے ہیں۔ ''از احوال شگفته ... غافل نباشند۔ بجهت صفیه آنچه درکار باشد سر انجام خواهند کرد، ماهیانۂ داهان را صفیه میداند''[۹۶] ایک جگہ کہا ہے 'سی وهشت یاقوت ... بجهت صفیه فرستاده شد'[۹۷] نیز کہا ہے 'فاضله بانو را پیشتر از شما میرانده است'[۹۸] ہو سکتا ہے اس کی بیٹیاں یا بہنیں ہوں۔

وفات : ۹۹۷ ہجری میں شہنشاہ اکبر، اعیان دولت اور امراء دربار کے ساتھ جن میں حکیم ابوالفتح بھی شامل تھا، کشمیر گیا۔ وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد سیر کابل کے ارادے سے ۲۷ رمضان المبارک[۹۹] ۹۹۷ھ کو کشمیر سے واپس ہوا۔ راستے میں حکیم مرض اسہال میں مبتلا ہو گیا۔ شاہ خود دو تین بار ان کی عیادت کو گیا۔ ان کی وجہ سے بعض مقامات پر قیام بھی کیا، لیکن حکیم کا مرض بڑھتا ہی گیا۔ اس حد تک کہ دھمتور پہنچ کر ان کی حالت بہت تشویش‌ناک ہو گئی۔ چنانچہ اس مقام پر سات شہریور ماہ ۳۴ جلوس الٰہی مطابق ۱۹ شوال ۹۹۷ھ ق کو حکیم نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ خواجہ شمس الدین خوافی خاں نے حسن ابدال میں ایک مقبرہ اپنے لئے تعمیر کروا رکھا تھا اکبر کے حکم سے خوافی خان اور دوسرے امراء نے حکیم کو لے جا کر اسی مقبرے میں دفن کر دیا ہے۔[۱۰۰]

بدایونی کا دل چونکہ حکیم سے زیادہ صاف نہ تھا اس لئے 'خدایش سزا دهاد' کے الفاظ سے تاریخ نکالی۔[۱۰۱]

حکیم کی وفات سے چند روز پیشتر میر فتح اللہ شیرازی عضدالدولہ بھی کشمیر سے واپس آتے ہوئے فوت ہوا تھا۔ لہذا حزقی ساوجی نے دونوں حکیموں کے لئے قطعۂ تاریخ کہا :۱۰۲

امسال دو علامہ از عالم رفتند رفتند مؤخر و مقدم رفتند
تا هر دو موافقت نکردند بهم تاریخ بشد که هر دو باهم رفتند
۹۹۷ھ

اسی طرح شیخ فیضی نے بھی دونوں کا مرثیہ کہا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں :

زانها دو نامور خلف الصدق روزگار
کافلاک شان بزاد بحمل دو صد قران
اول امام دین عضدالدوله بحر علم
قرابۂ حقائق و علامۂ زمان
دیگر حکیم عهد ابوالفتح آنکه بود
مجموعۂ معانی و دیباچۂ بیان
وا حسرتا که رفت فلاطون دوربین
وا عبرتا که مرد ارسطوی کاردان
از فوت آن دو قدوه سکندر هر آنچه کرد
کرد از برای آن دو شه دیده‌ور همان
یا رب چه گویم و چه نویسم ز درد دل
بر کبریای علم الهی بود عیان
در موقف قضاش تو واثق نظر بدار
در مشهد رضاش تو ثابت قدم بمان۱۰۳

عرفی جسے حکیم کی ناگہانی موت کا صدمہ سب سے سوا ہوا تھا،

نے بھی مرثیہ کہا اور اس کے شروع میں چند مدحیہ شعر کہہ کر خانخاناں کو پیش کیا۔ تعزیت کے اشعار یہ ھیں:

درین مصیبت عظمٰی کہ دھر سنگین دل
ز گریہ هر سر مو چشم خونفشان آمد
چنان فریفت مرا گریہ های روحانی
کہ چشم از هوس قطرہای بجان آمد
کہ رھبرش بعدم شد کہ مرگ در مرگش
سیاہ پوش تر از عمر جاودان آمد
تو آگہی کہ مرا از غروب این خورشید
چہ گنجهای سعادت زیان جان آمد[۱۰۴]

بادشاہ ابھی کابل کی وادی ھی میں تھا کہ "باریک آب" کے مقام پر حکیم ھمام بھی توران سے آ کر آستان بوس ھوا۔ اسوقت حکیم ابوالفتح کے انتقال پر ملال کو ایک مہینہ گذر چکا تھا۔ شاہ نے بڑی ھمدردی سے دلجوئی و اشک شوئی کی اور کہا :

"ترا یک برادر بود از عالم رفت و مارا دہ

از حساب دو چشم یک تن کم   وز شمار خرد ھزاران بیش"[۱۰۵]

شاہ سے حکیم ھمام کی اس ملاقات کے موقع پر حکیم ابوالفتح کے ایک معتقد اور تربیت یافتہ ملا طالب اصفہانی نے یہ رباعی کہہ کر شاہ کے حضور پیش کی:

سہر دو برادرم کہ دمساز آمد   او شد بسفر وین ز سفر باز آمد
او رفت و بدنبالہٗ او عمر برفت   وین آمد و عمر رفتہ ام باز آمد

اکبر نے تیسرے مصرع کی یوں اصلاح کی ہے:۱۰۶

او رفت و ز رفتنش مرا عمر برفت

نامناسب نہ ہوگا اگر اشارہ کیا جائے کہ T.W. Beal نے Oriental Biographical Dictionary میں حکیم کی تاریخ وفات ۱۶ شعبان ۹۹۷ھ بتائی ہے۔ مصنف طبقات اکبری نے یہ تاریخ ۹۹۶ھ درج کی ہے اور خافی خان جس کی بیان کردہ اکثر تاریخیں غلط ہیں، حکیم کو ۱۰۰۶ھ تک زندہ لکھتا ہے۔ یہ ساری تاریخیں بعید از صحت ہیں۔

حسن ابدال میں حکیم کے مقبرے کا محل وقوع اور عمارت کی دوسری تفاصیل ولی اللہ صاحب نے اپنے انگریزی مقالہ بعنوان "The Story of Hasan Abdal" (حسن ابدال کی کہانی) میں درج کی ہیں۔۱۰۷

رقعات کی اهمیت

جیسا که پہلے اشارہ ہو چکا تاریخی، سوانحی، ادبی اور ثقافتی معلومات کے اعتبار سے اِن رقعات کی بڑی اهمیت ھے۔ رقعات میں جہاں جہاں اس قسم کی معلومات درج ھیں، سطور ذیل میں هم ان کی نشاندهی کرتے ھیں۔

تاریخی:

بنگال کے بگڑے ہوئے حالات سے متعلق حکیم نے دربار میں مراسلہ بھیج کر درخواست کی که اب مزید تأخیر نه کی جائی، لیکن پیشتر اس کے که مرکز سے کوئی خاطر خواه انتظام هوتا وهاں بغاوت هو گئی جس کی وجه سے بہت سے لوگوں کو پریشان هونا پڑا۱۰۸ شاہ منصور کی بغاوت اور اس کے قتل کے متعلق تفصیلی معلومات همیں رقعات سے ملتی ھیں۱۰۹۔ اکبر کے سوتیلے بھائی محمد حکیم مرزا کی بغاوت اور جنگ کا ذکر بھی رقعات میں آیا ھے۱۱۰ لاھور سے آگرہ آتے ہوئے ایک دفعه جوگیوں کی ایک جماعت نے اکبر کو نرغے میں لے لیا۔ امراء بہت پریشان ہوئے لیکن اکبر کی فراست سے مصیبت ٹل گئی اکبر کو اس رات راجه بیربل کی جاگیر دسوهه پہنچ کر چین آیا اور پھر آگرہ جانے کے بجائے لاهور واپس هوا۔ کچھ عرصه وهاں ره کر آگرہ آیا۱۱۱ اسی خط سے یه بھی معلوم هوا که دسوهه راجه بیربل کی جاگیر تھی۔ اسی طرح شیخ ابراهیم کی جاگیر کے متعلق که وہ کہاں تھی رقعات سے پته چلتا ھے۱۱۲ ۹۸۹ھ میں امراء کو مختلف علاقوں کی صدارت ملنے کا تفصیلی ذکر رقعات میں ملتا ھے۔۱۱۳ سلطان خدا بنده صفوی (۹۸۵-۹۹۵ھ) نے اکبر کے پاس اپنا ایلچی بھیج کر شاید مالی و فوجی امداد کی درخواست کی تھی۔ اکبر نے امداد دینے کا فیصله اس وقت تک ملتوی رکھا جب تک حکیم همام

واپس آ کر حالات کی اطلاع نہ دے۔ اس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے: ایک یہ کہ دوسری حکومتوں سے مالی امداد و قرض حاصل کرنے کا رواج اس زمانے میں بھی تھا دوسرے یہ کہ مغلیہ حکومت کے اقتصادی حالات خدا بندہ کی حکومت کی بہ نسبت مستحکم تر تھے[۱۱۴]۔ اسی خط سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قلیج خان نے دکن سے دربار میں ایک خط بھیجا جس میں یہ بتایا کہ حکام دکن نے عادل خان کے ذریعے اس بات کی خواہش کی ہے کہ اگر شاہی افواج دکنی ریاستوں پر لشکر کشی نہ کریں تو ہم ہر وہ سالانہ خراج ادا کرنے کو تیار ہیں جو دربار کی طرف سے مقرر ہو[۱۱۵]۔ اکبر کا صلح کا رویہ مشہور ہے۔ رقعات میں بھی اس کی طرف اشارے موجود ہیں[۱۱۶]۔ رقعات میں اس قسم کے متعدد اور بھی تاریخی واقعات کے متعلق اشارات ملتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان میں سے بعض واقعات ایسے بھی ہوں جو صرف رقعات ہی میں محفوظ ہوئے ہوں۔

سوانحی اہمیت:

سوانحی نقطۂ نظر سے بھی یہ رقعات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ حکیم ابوالفتح گیلانی کی تاریخ پیدائش جو اور کہیں نہیں ملتی صرف رقعات سے معین ہوتی ہے[۱۱۷]۔ بھائیوں کے متعلق عموماً اور حکیم لطف اللہ کے متعلق خصوصاً اہم و نادر معلومات صرف رقعات سے دستیاب ہوتی ہیں[۱۱۸]۔ اخلاق و عادات اور ان کتب و دواوین کا جو اکثر اس کے مطالعہ میں رہیں صرف رقعات سے پتہ چلتا ہے[۱۱۹]۔ کسی معاصر یا متأخر مآخذ سے معلوم نہیں ہوتا کہ حکیم کی حاضری کب بحال ہوئی البتہ رقعات سے ہمیں اس واقعہ کی قریب قریب صحیح تاریخ معلوم ہو جاتی ہے[۱۲۰]۔ حکیم کی اولاد کے متعلق دوسرے منابع میں درج شدہ معلومات ناقص ہیں۔ لیکن رقعات سے اولاد کے متعلق معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہو جاتا ہے[۱۲۱]۔ جلا وطنی پر غم اور بھائیوں کی جدائی پر الم کے بارے میں تمام تر معلومات رقعات ہی سے حاصل ہوتی ہیں[۱۲۲]۔

تہذیبی اور ثقافتی اہمیت:

۹۹۴ھ میں حکیم ہمام ایران و توران کی سفارت پر گیا۔ وہاں کی مصروفیات میں توقع سے زیادہ وقت لگ جانے کی وجہ سے مالی اثاثہ ختم ہو گیا۔ تو اس نے وہاں کے دو تین اشخاص سے قرض لیا اور دربار آگرہ میں اطلاع بھیجی۔ اکبر نے اس کے قرضوں کی رقوم سرکاری خزانے سے ادا کر کے خانخاناں کے ذریعے حکیم ہمام کو کہلا بھیجا کہ اخراجات کی کوئی فکر نہ کرے بلکہ جن اشخاص سے ملاقات ہو ان کی تواضع پر خرچ کرے۔ انھیں دعوتوں میں بلائے اور اتنا اچھا سلوک کرے کہ وہ لوگ مغلیہ حکومت کے گرویدہ ہوں۔ رقعات[۱۲۳] سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلوں کے دور میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔

رقعات حکیم ابوالفتح میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے بیشمار آثار موجود ہیں۔ اس کا اندازہ سب سے زیادہ ان آیات قرآنی و احادیث نبوی سے ہوتا ہے جو رقعات کی عبارات کے لئے باعث زینت ہیں۔ ان تمام آیات و احادیث کا برمحل استعمال اس دور میں اسلامی ثقافت کا پتہ دیتا ہے۔ بعض عبارات میں اگرچہ کوئی آیت یا حدیث تو استعمال نہیں ہوئی، لیکن اسلامی ثقافت ان میں بہت نمایاں ہے۔ مثلاً رقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر نے محمد حکیم مرزا، زین الدین کوکہ اور شاہ منصور کو بارہا ان کی سرکشی پر معاف کیا۔ اسی طرح حکیم ابوالفتح کو بھی چند ماہ بعد اس کی خطا معاف کر دی۔ یہ معاف کرنا ''والکاظمین الغیظ والعافین عن عن الناس'' کی ایک روشن مثال ہے۔

رقعات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مغل بادشاہ کبھی کبھی از راہ شفقت اپنے امراء کے ذاتی حالات بھی دریافت کرتے تھے۔[۱۲۴] اور یہ چیز اسلامی تہذیب و تعلیم کو نمایاں کرتی ہے کہ چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔

رقعات میں ایک جگہ ''حد وسط نگاہ نمیدارد''[۱۲۵] لکھتے ہوئے کہا ہے آدمی اکثر اعتدال کی حدود کا خیال نہیں رکھتا، جس سے ظاہر ہے کہ اس کے ذہن میں ''خیر الامور اوسطہا'' کی حدیث موجود ہے ایک جگہ ''الخیر فی ما صنع اللہ''[۱۲۶] کہہ کر اسلامی توکل کو نمایاں کیا ہے۔

غرض رقعات کے مطالعے سے قاری پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لکھنے والا ایک ایسا مسلمان ہے جو اسلامی تہذیب کو اپنی شخصیت میں پوری طرح جذب کئے ہوئے ہے۔

ادبی اہمیت :

یوں تو رقعات کی اکثر عبارات صوری و معنوی اعتبار سے ادب عالیہ کا بہت عمدہ نمونہ ہیں تاہم ان میں بعض ادبی معلومات ایسی بھی درج ہیں جو ہمیں دوسرے منابع سے نہیں مل سکیں۔ موجودہ معلومات کے مطابق صرف پانچ شاعر مغلیہ دربار کے ''ملک الشعراء ہوئے ہیں - یعنی غزالی مشہدی، فیضی، طالب آملی، قدسی اور ابوطالب کلیم، لیکن رقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ حسین ثنائی بھی اکبری دربار کا ملک الشعراء تھا - غزالی مشہدی ۹۸۰ھ میں فوت ہوا تو اس کے چند سال بعد یہ منصب حسین ثنائی کو ملا - اس کی وفات ۹۹۶ھ کے بعد ۹۹۸ھ میں یہ عہدہ فیضی کو ملا - حسین ثنائی سے متعلق یہ اطلاع رقعات کی ادبی اہمیت میں بہت کچھ اضافہ کرتی ہے -[۱۲۷]

رقعات میں ایک جگہ حکیم نے ایک شعر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مولانا روم کی طبع بلند پرواز کا نتیجہ ہے۔[۱۲۸] ہمیں یہ شعر مثنوی کے مطبوعہ نسخوں سے نہیں مل سکا - اسی طرح حکیم نے ایک شعر انوری سے منسوب کیا ہے۔[۱۲۹] یہ شعر بھی اس کے مطبوعہ دیوان سے نہیں ملا -

ممکن ہے اس قسم کی ادبی معلومات کے سلسلے میں رقعات سے کچھ اور بھی رہنمائی حاصل ہو سکے۔

جغرافیائی اہمیت:

رقعات کی جغرافیائی اہمیت کا اندازہ یوں تو اس سے بھی ہوتا ہے کہ ان میں بہت سے شہروں، قصبوں، دیہات اور دریاؤں وغیرہ کے نام آئے ہیں، لیکن بعض ایسے قصبات و دیہات کا بھی ذکر آیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اکبری دور میں بھی انہی ناموں سے موسوم تھے مثلاً ''دیسوهه'' (دسوهه)[130] جو ضلع ہوشیارپور کا ایک گاؤں ہے۔ اسی طرح ''ٹانڈہ''[131] جو ضلع ہوشیار پور میں اب بھی موجود ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس نام سے ہندوستان میں غالباً تین مقام تھے۔ ایک بنگال میں جہاں قلعہ تھا جس میں حکیم اور اس کے ساتھی قید ہوئے تھے۔ دوسرا ضلع ہوشیار پور میں اور تیسرا شہر گجرات (پاکستان) کے نواح میں ایک گاؤں ہے۔ پھر ایک جگہ ''مچھلی پٹن''[132] کا نام آیا ہے بقول مولانا غلام رسول مہر یہ وہی بندرگاہ ہے جسے انگریزوں نے ''مسولی پٹم'' کا نام دیا۔ اس کے علاوہ ایران و افغانستان کے بھی متعدد دیہات و قصبات کے نام رقعات میں ملتے ہیں مثلاً ''اندخود''[133] جو آج کل ''اندخوئی'' کہلاتا ہے اور شمالی افغانستان کی ایک چوکی ہے۔ نیز ایرانی مقامات ''چاریکار''[134] اور ''پلہ کار''[135] وغیرہ کے نام بھی آئے ہیں۔

علاوہ بریں دریاؤں میں ''چناب''[136] کا نام آیا ہے۔ بعض دوسرے دریاؤں کو اس نے ''آب بهیره''[137] اور ''نیلاب''[138] کے نام سے یاد کیا ہے۔ صوبجات میں سے ''پنجاب''[139] اور پھر ''بنگال'' شاید اہم ہو جسے حکیم نے ''بنگ''[140] لکھا ہے۔

اس کے علاوہ بعض فوجی، عدالتی اور انتظامی اصطلاحات کے اعتبار

سے بھی یہ رقعات خاصی اہمیت کے حامل ہیں ۔ اس کا اندازہ فہرست اصطلاحات سے جو رقعات کے آخر میں شامل کی گئی ہے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۔ اگرچہ یہ اصطلاحات مغلیہ دور سے متعلق متعدد کتابوں میں درج ہیں تاہم ان کے معانی و مفہوم سمجھنے میں رقعات سے ضرور مدد ملتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض نئی اصطلاحیں بھی رقعات میں مذکور ہوئی ہوں ۔

رقعات کو کب اور کس نے جمع کیا؟

کسی ذریعے سے اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ رقعات کس نے اور کب کتابی صورت میں جمع کئے نیز جتنے نسخے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر پر تاریخ کتابت بھی درج نہیں ۔ صرف لاهور والے ایک نسخے پر 'سنه ۳ جلوس فرخ سیر' (۱۱۲۸ھ) ملتی ہے ۔ اس لئے نسخوں کی تعداد، رقعات کے متن میں اختلاف اور نسخوں میں رقعات کی تعداد کے فرق وغیرہ کے پیش نظر بعض قیاسات نتیجہ خیز ثابت ہو سکتے ہیں ۔ مختلف نسخوں کے متون میں اختلاف چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ رقعات مکتوب‌الیه حضرات سے حاصل کر کے نقل نہیں کئے گئے بلکہ حکیم کے اپنے مسودات سے نقل ہوئے ہیں جن میں کاٹ چھانٹ بہت زیادہ تھی ۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ رقعات حکیم کی اولادوں میں سے کسی نے غالباً جہانگیر کے آخری ایام یا شاهجہان کے اوایل دور میں جمع کئے ہیں اور پھر ایک نسخے میں مشمولہ رقعات کی تعداد دوسرے سے مختلف ہے اس بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ رقعات ایک ہی بار جمع نہیں ہوئے بلکہ پہلے کسی عزیز نے ان مسودوں کو نقل کر کے مجموعہ تیار کیا جو اس کے پاس تھے ۔ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے ان میں اضافہ کیا ۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حکیم کے لکھے ہوئے مسودات پچیس تیس

سالوں تک اس کے مختلف عزیزوں کے پاس رہے جس نے جیسے صحیح سمجھا نقل کر دیا ۔ اسی لئے نہ صرف رقعات کی تعداد میں بلکہ متون میں بھی بہت زیادہ اختلاف ہے ۔ معاشرے میں چونکہ انشائی ادب کو پڑھنے کا بہت رواج تھا اس لئے جیسے ہی رقعات کا مجموعہ لوگوں کے سامنے آیا، اس حد تک مقبول ہوا کہ بہت سے اہل علم حضرات نے اس کی نقلیں حاصل کیں ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج رقعات کے متعدد نسخے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں ۔

رقعات کے قلمی نسخے :

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، ہوسکتا ہے کہ رقعات ابوالفتح کے اور بھی متعدد نسخے دنیا کے سرکاری و غیرسرکاری کتب‌خانوں میں محفوظ ہوں، لیکن جب تک تمام کتب‌خانوں کی فہرستیں شائع نہ ہوں ان کے بارے میں جاننا مشکل ہے ۔ چھپی ہوئی فہرستوں میں ہمیں مندرجہ ذیل نسخوں کا سراغ مل سکا ہے ۔ ان میں سے پہلے پانچ نسخے موجودہ ترتیب کی غرض سے ہمارے مطالعے میں رہے ہیں ، جنھیں ہم نے موجودہ متن کے حواشی میں بالترتیب ا ، ب ، ج ، د ، اور ط کی علامات سے ظاہر کیا ہے ۔

۱ ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور زیر شمارہ Pi × ۹۷ الف

۲ ۔ ـــــــ (ذخیرہ شیرانی) شمارہ ۱۱۹٦/مکتوبہ ۱۱۲۸ ھ ب

۳ ۔ انڈیا آفس لائبریری ، فہرست ایتھے، شمارہ ۲۰٦۳ ج

۴ ۔ علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری (ذخیرہ لٹن) د

علی گڑھ لائبریری میں دو تین نسخے اور بھی موجود ہیں ۔ ہمیں صرف ایک ہی کی عکسی نقل مل سکی ہے ۔

۵ ۔ کتابخانہ مرکزی دانشگاہ تہران ، فہرست دانش پژوہ

ج ۱۰ شمارہ $\frac{۲۹۴۴}{۳۸}$ ط

۶ ۔ هارڈنگ پبلک لائبریری دهلی ، شماره ۳۷/۲۲۷

۷ ۔ بانکی پور لائبریری، فهرست عبدالمقتدر، ضمیمه ۱ ص ۲۳۶

۸ ۔ ــــــــــــــــــــضمیمه ۲ ص ۹۳

۹ ۔ کتابخانه ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، فهرست ایوانو، شماره ۱ ۳۰

۱۰ ۔ ــــــــــــــــــــ فهرست مولوی اشرف علی، شماره ۸۰۷ ص ۶۶ مکتوبه ۱۲۶۹ھ

۱۱ ۔ کتابخانه بمبئی یونیورسٹی، فهرست شیخ عبدالقادر ص ۱۹۸

انشاء، مکتوب اور رقعه میں فرق :

ایک اچھا انشاء پرداز اپنی تحریروں میں تخلیقی قابلیت و صلاحیت کا مظاهره کرنے میں ساری قوت صرف کر دیتا ھے ۔ شاهی درباروں میں منشی کا عهده ایسے هی شخص کو دیا جاتا تها ۔ موضوع بحث چاھے کچھ بهی هو تحریر میں تمام تر توجه اس بات پر هوتی که اس میں زیاده سے زیاده ادبی رنگ بهرا جائے ۔ انشا پرداز کی کوشش هوتی تهی که مشکل سے مشکل کلمات ، نادر تراکیب ، عربی اشعار و امثال و جملات اور صنائع ادبی کے استعمال سے ایسا انوکها اسلوب پیش کیا جائے جس سے وه تحریر ادب عالیه کا نمونه یا بلند پایه ادب پاره نظر آئے، جیسے انشای ماهرو، انشای ابوالفضل، انشای ظهوری، منشآت بیدل، انشای هرکرن اور انشای مادهو رام وغیره ۔

مکتوب، انشاپردازی سے اس اعتبار سے مختلف هوتا ھے که اس میں زیاده توجه معلومات جمع کرنے پر هوتی ھے جو مکتوب الیه تک پهنچائی جاتی هیں ۔ وضاحت و صراحت کی خاطر آسان زبان میں چھوٹے چھوٹے جملے ساده و سلیس انداز میں لکھے جاتے هیں ۔ ابوالفضل کی تحریروں کو ''مکاتبات'' صرف اس لئے کها گیا که ان میں بهت سی سرکاری و نیم‌سرکاری

معلومات جمع کر کے مکتوب الیہ تک پہنچائی گئی ہیں اور منشآت اس لئے کہ انداز بیان ادق اور منشیانہ ہے ۔ سب منشآت کو ایک اعتبار سے مکاتبات کہا جا سکتا ہے، لیکن تمام مکاتبات کو منشآت نہیں کہہ سکتے ۔ مکتوبات میں جمع کی ہوئی معلومات مذہب و معرفت کی بھی ہو سکتی ہیں جیسے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی اور ملک و ملت سے متعلق بھی ہو سکتی ہیں جیسے مکاتبات رشیدی یا مکاتبات علامی ۔

رقعہ ایسی تحریر ہوتی تھی جو ایک معین کاغذ کے بجائے کسی بھی چھوٹے موٹے ٹکڑے پر لکھی جا سکتی تھی ۔ اور اس میں کہی ہوئی باتیں بھی چھوٹی موٹی اور الگ الگ قسم کی ہوتی تھیں ۔ چونکہ رقعات میں ذاتی باتیں ذاتی حیثیت و انداز سے لکھی جاتی تھیں اس لئے تاریخی و ادبی کے بجائے ان میں سوانحی معلومات زیادہ ملتی ہیں ۔ حکیم کے رقعات سے بھی اسی لئے سوانحی معلومات زیادہ دستیاب ہوتی ہیں ۔

اگر لکھنے والا اپنے رقعے کی زبان اور اس کے بیان میں ادبیت پیدا کرنے کی کوشش کرے تو وہ رقعہ زبان و بیان کے اعتبار سے منشآت سے قریب یا کبھی منشآت کی صف میں جگہ پا لیتا ہے لیکن نفس مضمون کے لحاظ سے وہ رقعہ ہی رہے گا اس لئے بعض رقعات کو ایک اعتبار سے منشآت کہہ سکتے ہیں لیکن کسی انشاء یا مکتوب کو رقعہ نہیں کہہ سکتے ۔ رقعات کی عمدہ مثالیں رقعات حکیم ابوالفتح، رقعات امان اللہ حسینی اور رقعات عالمگیر (بعض مجموعے) وغیرہ ہیں ۔

حکیم نے بھی اپنے رقعات میں کہیں کہیں ادبیت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی بناء پر بعض فہرست نگاروں نے اس کے رقعات کو منشآت بھی لکھا ہے ۔ در اصل حکیم کے یہ خطوط منشآت نہیں بلکہ ادبی قسم کے رقعات ہیں ۔

اپنی تحریر میں اصلاح کی چند مثالیں :

رقعات کا مطالعہ کرتے وقت جگہ جگہ اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ حکیم خود اپنی تحریروں میں اصلاح و ترمیم کر کے انھیں نگارشات بنانے کی کوشش کرتا تھا ۔ ورنہ کاتب اس حد تک تحریف و تصریف نہیں کر سکتا ۔ مثال کے طور پر چند ایسے مقامات کی نشاندھی کی جاتی ہے :

ص ۴ سطر ۶ : معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے ''اگر این نیست ۔'' لکھا تھا لیکن بعد میں اسے بدل کر ''والا'' کر دیا ۔

صفحه ۶ س ۸ : شاید ''حسن عقیدت'' تھا جسے ''حسن خلق'' بنا دیا گیا ۔

ص ۱۱ س ۱۲ : ''محبت شعاری'' کو بدل کر غالباً ''مودت شعاری'' کر دیا ہے ۔

ص ۳۵ س ۸ : شاید ''عطوفت پناهی'' لکھا تھا جسے بعد میں ''رافت پناهی'' بنا دیا گیا ۔

ص ۱۰۴ س ۷ : پہلے شاید ''همت را مقصور آن دارد'' لکھا تھا جسے بدل کر ''همت را مصروف آن دارد'' کر دیا گیا ۔

ص ۱۰۴ س ۱۱ : پہلے ''بُعد سلوک'' لکھا جسے بعد میں ''تغیر اسلوب'' سے بدل دیا گیا ۔

ص ۱۱۴ س آخر: پہلے ''کلمه چند'' تھا جسے ''کلمة الحق'' بنا دیا ۔

ص ۱۲۰ س ۱۶ : ''خاطرجمیع'' کو بدل کر ''خاطرخالی'' بنا دیا گیا ۔

ص ۱۲۰ س ۱۷ : پہلے ''چیزی می طلبند که دارند'' تھا جسے اس نے ''چیزی نمی طلبند که نداری'' بنا دیا ۔

ص ۱۴۵ س ۷ : پہلے ''عالی همت خود'' لکھا جسے بدل کر ''همت عالی نہمت خود'' بنا دیا گیا ۔

ص ۱۵۵ س ۱ : پہلے ''صحبت روح بخش'' تھا جسے ''صحبت فیض بخش'' سے بدل دیا گیا ۔

حکیم کی زبان میں کہیں مقامی رنگ بھی نظر آتا ہے مثلاً ایک جگہ لکھا ہے[۱۴۱] ۔ ''در خدمت شاہ جمال الدین مورچل گری میکنیم''۔ اگرچہ ''مورچل'' کا لفظ فوجی اصطلاح کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا[۱۴۲] لیکن یہاں اس کے معنی مور (طاؤس) کے پروں سے بنائے ہوئے پنکھے کے ہیں جس سے ایک خادم اپنے مخدوم کے چہرے و بدن کو ہوا دیتا ہے ۔ ایک دوسرے مقام پر حکیم نے ''سہ گھڑی از روز گذشتہ''[۱۴۳] میں گھڑی (تین گھنٹے) کو ہندی معنوں میں استعمال کیا ہے۔

تصحیح و ترتیب کی غرض سے جتنے نسخے ہم نے استعمال کئے ان سب میں املائی اغلاط موجود تھیں ۔ ہم نے ایسی اغلاط بغیر حواشی میں ظاہر کئے درست کر دی ہیں ۔ مثال کے طور پر چند ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

ص ۱ س ۷ : ازهار، کو نسخه الف والے نے ، اظہار، لکھا تھا ۔

ص ۲۰ س ۴ : ''خدایست'' کو نسخوں میں ''خداست'' اور ''خدای'' کو ''خدا'' لکھا تھا جس سے وزن مجروح ہوتا تھا ۔

ص ۳۳ س ۱۷ : ''خوشبوی سامانه'' کو نسخوں میں ''خوشبوئی سامانه'' لکھا تھا ۔

ص ۱۷ س ۱۴ : ''ریش‌خند ریاحین'' کو نسخه الف والے نے ''ریش خندی ریاحین'' اور نسخه ج میں ''ریش خنده ریاحین'' لکھا تھا ۔ دونوں جگہ اضافت کی املا غلط تھی ۔

ص ۱۳۰ س ۹ : ''راھب خدائی''، کو کاتب نے ''راحب خدائی''
درج کیا تھا۔

جیسا کہ ہر رقعے کے تعارفی نوٹ سے ظاہر ہے بعض خطوں کی تاریخ مخطوطات میں درج تھی، لیکن اکثر کی تاریخ تحریر نہیں بتائی گئی تھی۔ ہم نے ہر خط میں بیان شدہ واقعات کی مدد سے ایسے خطوط کی تاریخیں معلوم و معین کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر ان تمام خطوط کو تاریخی اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ یوں بھی ہر مخطوطے میں ان رقعات کی ترتیب یکساں نہ تھی۔ اب بھی متعدد رقعات ایسے ہیں جن کی تاریخ تحریر وغیرہ معلوم نہیں ہو سکی، ان کو ہم نے مجموعے کے آخر میں رکھا ہے۔

آخر میں مجھے اپنے محسن و مشفق بزرگوں جناب پروفیسر حمید احمد خان صاحب، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور اور جناب ڈاکٹر ایس ایم اکرام، صدر مجلس انتظامیہ ادارۂ تحقیقات پاکستان کی خدمت میں ھدیۂ سپاس پیش کرنا ہے جنھوں نے نہ صرف یہ اہم کام اس حقیر کے سپرد کیا بلکہ ہر مشکل مرحلے پر ہر طرح سے دستگیری کی۔ یہ بزرگ ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی سرپرستی و تشویق سے آج پاکستان میں تحقیق و تدقیق کا کارواں جلد جلد اپنی ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔

اپنے محترم استاد جناب پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی صاحب کا احسان‌مند ہوں جن کی وسیع علمی معلومات سے میں ہمیشہ کسب فیض کرتا ہوں۔ اس مجموعے میں بھی جس قدر علمی مشکلات پیش آئیں انھیں آپ نے از راہ محبت و شفقت حل فرمایا۔ میں جناب مولانا غلام رسول مہر صاحب کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے بعض مفید مشوروں سے نوازا۔

یہ سپاس‌نامہ نامکمل رہے گا اگر میں انڈیا آفس لائبریری لندن، کتاب‌خانۂ مرکزی دانشگاہ تہران اور علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری کے

متصدیوں کا شکریہ ادا نہ کروں ، جنھوں نے رقعات حکیم ابوالفتح کے مخطوطات کی فلمیں یا عکسی نقلیں بھیج کر میری مدد فرمائی۔ میں اس سلسلے میں آقای ایرج افشار تہران اور ڈاکٹر نبی ہادی علی گڑھ ، کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے از راہ لطف و محبت ان رقعات کی عکسی نقل اور فلم مجھے بھیجی۔

محمد بشیر حسین

لاہور، یکم مارچ ۱۹۶۸ء

حواشی

۱- احسن التواریخ، ج ۱، ص ۴۳۴، تاریخ مفصل ایران، ص ۳۹۶ Literary History of Persia, p. 96.

۲- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۵۸، تاریخ هندوستان، ج ۵، ص ۹۶۰، دربار اکبری، ص ۷۸۷ میں یه سال ۹۷۴ھ دیا گیا ہے جو صحیح نہیں۔

۳- احسن التواریخ، ج ۱، ص ۴۴۰۔

۴- اپنے خطوں میں حکیم ابوالفتح نے انہیں اکثر کریم الدین لیکن بعض میں نجیب الدین کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔

۵- منتخب التواریخ، ج ۲، ص ۲۱۱۔

۶- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۵۸۔

۷- ہمیں یه حواله منتخب التواریخ میں کہیں نہیں مل سکا۔

۸- اکبر نامه، ج ۳، ص ۱۴۴۔

۹- رک متن صفحه ۱۰۱۔

۱۰- ایضاً صفحه ۱۲۴۔

۱۱- دربار اکبری، ص ۷۸۸۔

۱۲- رک متن صفحه ۱۳۸۔

۱۳- رک رقعات فیضی قلمی ورق ۴۱ ب

۱۴- اکبر نامه، ج ۳، ص ۱۴۴، منتخب التواریخ، ج ۲، ص ۲۱۱۔

۱۵- مطبوعه کلکته ۱۸۸۸ء، ج ۱، ص ۵۶۱۔

۱۶- مصنف مآثر الامراء نے یه نہیں لکھا که حکیم لطف الله کتنا عرصه بعد میں هندوستان آیا نیز یه که وه حکیم ابوالفتح سے بڑا تھا یا چھوٹا۔ دراصل حکیم لطف الله بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور وه چھ سال بعد ۶ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو دکن کی راه سے فتح پور پہنچے تھے۔ اس امر کا انکشاف حکیم کے ان الفاظ سے ہوتا ہے جو حکیم همام کے نام لکھے گئے خطوط مورخه ۲۸ محرم ۹۸۸ھ اور ۲۴ صفر ۹۸۹ھ میں ضبط ہوئے۔ پہلے خط کے الفاظ یه ہیں۔ ”خبر آمده که برادر کلان ما مرزا لطف الله به بندر مچھلی پٹن آمده“ (متن صفحه ۱۱) چونکه اہل و عیال کے ساتھ تھے اس لئے پائی تخت تک آتے تقریباً سال گذر گیا جس کی وجه سے حکیم پریشان ہوا چنانچه ۹۸۹ھ کے خط میں لکھتے ہیں۔ ”دل نگرانی و خاطر وابستگی بجهت دیر آمدن برادر گرامی حکیم لطف الله سلمه الله چندانست که می خواهم که جلوداران شما بی آنکه خبر آمدن ایشان آورند، بیایند۔ انشا الله تا رسیدن این مکتوب تشریف آورده باشند“ (متن ص ۲۶) اسی خط میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔ الحمد لله والمنة مکروهی بجز مفارقت برادران که امید مواصلت ایشان عنقریب دارد، نیست“ (متن ص ۲۷) اس کے ایک مہینه بعد اطلاع ملی که حکیم لطف الله فتح پور پہنچ چکے ہیں تو ۲۲ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو ایک خط ان کے نام لاہور سے فتح پور بھیجا اور تاکید کی که اہل و عیال کو وہاں حکیم همام کے پاس چھوڑیں اور خود لاہور آ کر بادشاہ کی خدمت میں شرفیاب ہوں۔ لکھتے ہیں ”عریضه بندہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ به حکیم لطف الله برسد

------ فرزندان و متعلقان را در خدمت ------ حکیم همام گذاشته ------ برفاقت ------ شاه حزن ------ بزودتر زمانی خود را بپای بوسی بندگان حضرت اعلیٰ برسانند ------ محمد شریف آملی هم از راه قندهار به لاهور رسیده اند'' (متن صفحه ۳۵) اس سے ظاهر ھے کہ حکیم لطف الله سب سے بڑے اور وه دوسرے بھائیوں سے چھ سال بعد هندوستان آئے اور ان کے آنے سے سال بھر پہلے ۹۸۸ھ میں نور الدین قراری بنگاله کی بغاوت کے وقت مر چکا تھا -

۱۷- طبقات اکبری ذیل واقعات سنه ۲۴ جلوس (۹۸۷ھ) نیز رک: تاریخ اکبری یا تاریخ قندهاری صفحه ۲۴۶ -

۱۸- اکبر نامه، ج ۳، ص ۲۶۶ -

۱۹- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۵۸ -

۲۰- ایضاً، ج ۱، ص ۵۶۱ -

۲۱- رک متن صفحه ۱۰ -

۲۲- اکبر نامه، ج ۳، ص ۴۰۳ -

۲۳- منتخب التواریخ، ج ۲، ص ۲۸۲ -

۲۴- مآثر الامراء ج ۱، ص ۵۵۸-۵۹ -

۲۵- رک متن صفحه ۱۸ -

۲۶- منتخب التواریخ، ج ۲، ص ۲۹۶ -

۲۷- رک متن ص ۵۲ -

۲۸- یه اطلاع ابوالفضل، بدایونی، فرشته اور مصنف مآثر الامراء ایسے معاصر مؤرخوں کے هاں ضبط نهیں هوئی یا کم از کم همیں ان کے آثار میں نهیں مل سکی -

۲۹- رک متن ص ۳۹ -

۳۰- ایضاً ص ۱۸ -

۳۱- اکبر نامه، ج ۳، ص ۵۷۴ -

۳۲- کلکته ۱۸۷۳ء ص ۲۲۵ شماره ۱۱۲ -

۳۳- رک متن صفحه ۶۲، ۶۳، ۶۹ وغیره -

۳۴- ایضاً صفحه [illegible] -

۳۵- منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۱۶۷ -

۳۶- رک متن ص ۶۹ -

۳۷- ایضاً ص ۱۳۴ -

۳۸- ایضاً ص ۳۵ -

۳۹- ایضاً ص ۱۴۹ -

۴۰- ایضاً ص ۱۳۹ -

۴۱- ایضاً ص ۱۳۸ -

۴۲- ایضاً ص ۱۴۸ -

۴۳- ایضاً ص ۱۴۴ -

۴۴- ایضاً ص ۱۳۸ -

۴۵- ایضاً ص ۱۲۵ -

۴۶- ایضاً ص ۱۲۰-۱۲۱ -

۴۷- منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۱۶۷ -

۴۸- رک متن ص ۱۴۸ -
۴۹- ایضاً ص ۱۴۱-۴۲ -
۵۰- ایضاً ص ۱۴۸ -
۵۱- منتخب التواریخ، ج ۲، ص ۲۱۱ -
۵۲- اکبر نامه، ج ۳، ص ۱۴۴ -
۵۳- مآثر رحیمی، ج ۳، ص ۷۳۹ -
۵۴- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۵۸، ۵۶۰ -
۵۵- رک متن ص ۱۲۱، ۱۴۵ -
۵۶- ایضاً ص ۱۴۴ -
۵۷- ایضاً ص ۱۱۴، ۱۳۴، ۱۴۳ وغیره -
۵۸- اطبائے عهد مغلیه، ص ۲۷ -
۵۹- اکبر نامه، ج ۳، ص ۸۴۰ -
۶۰- رک متن ص ۱۴۴ -
۶۱- اطبائے عهد مغلیه، ص ۲۹ -
۶۲- منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۱۶۷ -
۶۳- رک متن ص ۱۴۴ -
۶۴- ایضاً ص ۱۴۸ -
۶۵- ایضاً ص ۱۴۷-۱۴۸ -
۶۶- ایضاً ص ۱۲۳، ۱۳۸، ۱۴۸، ۱۴۹ وغیره -
۶۷- نتائج الافکار، ص ۲۴۶ -
۶۸- فهرست کتابخانهٔ مرکزی دانشگاه، تهران ج ۲، ص ۳۴ -
۶۹- هفت آسمان، ص ۱۰۸ -
۷۰- بزم تیموریه ص ۸۴ -
۷۱- شعر العجم، ج ۳ ص ۷۰ -
۷۲- همیں اپنے زیر مطالعه رقعات کے نسخوں میں یه جمله کہیں نہیں مل سکا -
۷۳- رک متن ص ۵۳، ۱۲۷ -
۷۴- کلیات عرفی ص ۲۳، دیوان عرفی، ص ۲۲ -
۷۵- منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۱۶۷ -
۷۶- ایضاً ج ۲، ص ۲۸۱ -
۷۷- ج ۳، ص ۳۰۴، ۳۸۲ -
۷۸- ج ۲، ص ۲۸۱-۸۲، ۳۴۹-۵۱ -
۷۹- ج ۱، ص ۵۵۸-۵۹ -
۸۰- مطبوعه ۱۹۶۲ء دهلی، ص ۱۳۳، ۱۶۸ -
۸۱- طبقات اکبری رک حاشیه نمبر ۱۷-۱۹
۸۲- رک ح ۲۰ -
۸۳- ۸۵ دربار اکبری ص ۷۹۶ -
۸۴- ۸۶ اطبائے عهد مغلیه، ص ۳۷ -
۸۷- نشریهٔ کتابخانهٔ مرکزی دانشگاه تهران، ج ۲، ص ۱۰۱ -
۸۸- دربار اکبری، ص ۷۹۷ -

۸۹- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۶۱ -
۹۰- اطبائے عہد مغلیہ، ص ۳۴ -
۹۱- اکبر نامہ اسد بیگ قلمی ص ۹۰-۹۳ بنقل دربار ملی ص ۱۸۲-۱۸۳
۹۲- رک متن ص ۱۱۲ -
۹۳- ایضاً ۱۱۸ -
۹۴- ایضاً ۱۱۸ -
۹۵- ایضاً ۱۲۹ -
۹۶- متن ص ۳۴ -
۹۷- متن ص ۵۵ -
۹۸- متن ص ۱۲۴ -
۹۹- ۱۰۰- لطیفہ فیاضی قلمی ورق ۳۲ ب -
۱۰۱- منتخب التواریخ، ج ۲، ص ۳۷۱ -
۱۰۲- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۵۹ -
۱۰۳- اکبر نامہ، ج ۳، ص ۵۹۹ و کلیات فیضی ج ۱، ص ۷۰، ۷۱ -
۱۰۴- دیوان عرفی، بمبئی ۱۳۰۸ھ، ص ۲۲ -
۱۰۵- مآثر الامراء، ج ۱، ص ۵۶۴ -
۱۰۶- آئین اکبری، دہلی ۱۲۷۴ھ، ص ۲۲۵ -
۱۰۷- روزنامہ، پاکستان ٹائمز، مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۸ء -
۱۰۸- رک متن ص ۱۰ -
۱۰۹- ایضاً ص ۱۴ -
۱۱۰- ایضاً ص ۲۰ -
۱۱۱- رک متن ص ۲۳-۲۴ -
۱۱۲- ایضاً ص ۳۸ -
۱۱۳- ایضاً ص ۵۲ -
۱۱۴- ایضاً ص ۱۱۹ -
۱۱۵- ایضاً ص ۱۲۰ -
۱۱۶- ایضاً ص ۱۵۰ -
۱۱۷- ایضاً ص ۱۰۱، ۱۲۴، ۱۲۹، مقدمہ ہذا ص ۴ -
۱۱۸- ایضاً ص ۱۱ نیز ص ۴ مقدمہ ہذا -
۱۱۹- ایضاً ص ۱۴-۸ مقدمہ ہذا -
۱۲۰- ایضاً ص ۹۳ -
۱۲۱- ایضاً ص ۱۱۸ -
۱۲۲- ایضاً ص ۸۰ مکتوب شمارہ ۹۴، ۵۵، ۵۶، ۶۲ وغیرہ -
۱۲۳- ایضاً ص ۱۱۸ -
۱۲۴- متن ص ۳۸ -
۱۲۵- ایضاً ص ۱۴۴ -
۱۲۶- ایضاً ص ۱۴۵ -
۱۲۷- رک متن ص ۵۸، ۱۰۶، ۱۰۷ -
۱۲۸- ایضاً ص ۳۳ -

۱۲۹- ایضاً ص ۱۱۴ -
۱۳۰- ایضاً ص ۲۳ -
۱۳۱- ایضاً ص ۹۳، ۹۵ -
۱۳۲- ایضاً ص ۱۱ -
۱۳۳- ایضاً ص ۱۴۷ -
۱۳۴- ایضاً ص ۶۶ -
۱۳۵- ایضاً ص ۱۲۸ -
۱۳۶- ایضاً ص ۲۹، ۳۱، ۳۷ -
۱۳۷- ایضاً ص ۳۸ -
۱۳۸- ایضاً ص ۴۲ -
۱۳۹- ر ک متن ص ۱۱۹ -
۱۴۰- ایضاً ص ۵۲ -
۱۴۱- ایضاً ص ۱۱ سطر ۴ -
۱۴۲- ہندوستان کے عہد وسطی کا فوجی نظام ص ۳۷۱، ۳۷۲ -
۱۴۳- ر ک متن ص ۴۵ سطر ۹ -

مآخذ

(مقدمه و اصطلاحات)

۱- رقعات ابوالفتح مخطوطه دانشگاه پنجاب لاهور (شماره ۷۹ pi×) -
۲- ,, ,, ,, ,, علی گڑھ (عکس) -
۳- ,, ,, ,, ,, انڈیا آفس لائبریری لندن (عکس) -
۴- لطیفهٔ فیاضی مخطوطه پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی -
۵- دیوان محتشم کاشانی مخطوطه ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم -
۶- احسن التواریخ از حسن روملو، بتصحیح چارلس نارمن، کلکته ۱۹۳۱ ع -
۷- منتخب التواریخ از ملا عبدالقادر بدایونی، بتصحیح ولیم ناسولیس و منشی احمد علی، کلکته ۱۸٦۵ ع -
۸- اکبر نامه از ابوالفضل علامی بتصحیح مولوی عبدالرحیم، کلکته ۱۸۸٦ ع -
۹- آئین اکبری از ابوالفضل علامی انتشارات ایشیاٹک سوسائٹی بنگاله، کلکته ۱۸۷۳ ع -
۱۰- آئین اکبری بتصحیح جواد الدوله سعید احمد خان بهادر، دهلی ۱۲۷۴ ه -
۱۱- طبقات اکبری از مولانا نظام الدین مطبوعه نولکشور ۱۸۷۵ ع -
۱۲- مآثر رحیمی از عبدالباقی نهاوندی، کلکته، ج ۲، ۱۹۲۵ ع و ج ۳، ۱۹۲۷ ع -
۱۳- مآثر الامراء از نواب صمصام الدوله شاهنواز خان بتصحیح مولوی عبدالرحیم، کلکته ۱۸۸۸ ع -
۱۴- منتخب اللباب از خافی خان انتشارات ایشیاٹک سوسائٹی بنگاله، کلکته ۱۸٦۹ ع -
۱۵- مکاتیب ابوالفضل مطبوعه ۱۲٦۲ ه باهتمام مطبع احسنی میر حسن رضوی -
۱۶- مکاتیب ابوالفضل، نولکشور لکهنؤ ۱۲۸۰ ه -
۱۷- دیوان عرفی شیرازی، بمبئی ۱۳۰۸ ه، تهران ۱۳۳٦ ه ش
۱۸- کلیات فیضی، ج ۱، انتشارات ادارهٔ تحقیقات پاکستان لاهور ۱۹٦٦ ع -
۱۹- تذکره مخزن الغرائب از احمد علی سندیلوی مخطوطه دانشگاه پنجاب -
۲۰- ارمغان آصفی از مولوی عبدالغنی، آگره ۱۳۲۳ ه -
۲۱- دربار اکبری از مولانا محمد حسین آزاد لاهور ۱۹۴۷ ع -
۲۲- تاریخ هندوستان از شمس العلماء مولوی محمد ذکا الله، ج ۵ طبع سوم علی گڑھ ۱۹۱۸ ع -
۲۳- شعرالعجم، از مولانا شبلی نعمانی، ج ۳ لاهور ۱۹۴٦ ع -
۲۴- بزم تیموریه از سید صباح الدین عبدالرحمن، اعظم گڑھ ۱۳٦۷ ه -
۲۵- فهرست کتابخانهٔ مرکزی دانشگاه تهران، از علی نقی منزوی، ج ۲ تهران ۱۳۳۲ ه ش
۲٦- نشریهٔ کتابخانهٔ مرکزی دانشگاه تهران، ۱۳۴۱ ه ش ج ۲ -
۲۷- تاریخ مفصل ایران از عبدالله رازی، ۱۳۳۵ ه ش -

۲۸- هفت آسمان، از مولوی آغا احمد علی احمد، مطبوعه کلکته ۱۸۷۳ء -
۲۹- تذکره نصر آبادی، از محمد طاهر نصر آبادی، تهران ۱۳۱۷ ه ش -
۳۰- دربار ملی مرتبه شیخ محمد اکرام و ڈاکٹر وحید قریشی، لاهور ۱۹۶۲ء -
۳۱- تاریخ اکبری یا تاریخ قندهاری از حاجی محمد عارف قندهاری، رامپور ۱۹۶۲ء -
۳۲- نتائج الافکار از قدرت گوپاموی، بمبئی ۱۳۳۶ ه ش -
۳۳- هندوستان کے عہد وسطی کا فوجی نظام از سید صباح الدین عبدالرحمن اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء -

34. A Literary History of Persia by E. G. Browne, Vol. IV Camb., London, 1959.
35. History of Persian Language and Literature at the Mughal Court, Part III, by Muhammad Abdul Ghani, Allahabad, 1930.
36. Akbar the Great by V. A. Smith 2nd print Delhi, 1962.
37. Oriental Biographical Dictionary by T. W. Beal, First print Bombay, 1881.
38. Daily "Pakistan Times" dated 8th Dec. 1957.
39. Administration under the Mughals, by Husaini, Dacca 1952.
40. Army of Indian Mughals, by Irvine, London 1930.
41. Babar, by Lane Poole, Delhi 1957.
42. Mughal Administration, by J.N. Sarker, Calcutta 1924.
43. Mansabdari System of Mughals, by Abdul Aziz, Bar-at-law, Lahore.
44. Administration of Sultanate of Delhi, by I.H. Quraishi, Karachi 1958.
45. Provincial Government of Mughals, by P. Saran, Allahabad 1941.
46. Mughal Kingship and Nobility, by Ram Prasad Khosla, Allahabad 1934.

۱

مکتوب الیه نامعلوم -

رقعے کے پہلے دو لفظوں کی بنا پر یہ پورا مجموعہ "چہار باغ" کے نام سے مشہور ہوا - یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کب اور کہاں سے لکھا گیا، کسے اور کہاں بھیجا گیا -
(الف، ب، ج، ط)

چہار[1] باغ دنیا را حضرت حق سبحانه و تعالیٰ چنان که باید و شاید باقسامِ اشجار و انهار، و فواکه و ازهار آراسته و جمعی از آدمی زادگان مستعد ادراک خصوصیات این باغ را بواسطهٔ تماشا و حیرانی این کارخانه باین باغ در آورده - الحال[2] جمعی که بکار خود مشغول نیستند و از ادراک نزاکت‌های این کارگاه اغماض عین نموده به نیت تغلب[3] و تصرف هرچه جمع آورده باشند در همان باغ[4] گذاشته بی‌بهره خواهند رفت و جمعی که مستغرق دریافت [حقائق درگاه] الٰهی و دقایق کارگاه آفرینش بوده باشند ایشان از خدا راضی و خدا از ایشان خوشنود خواهد بود و جمعی از متصوفه که مدارِ خود را بر گفت و شنود مانده اند و باوجود قدرت، خود را معزول‌العمل کرده[5] بدیگران از طریق خصوصیات دریافت تعلیم میکرده باشند، این هم

۱- در 'الف' عبارت ذیل نیز درآغاز نسخه افزوده شده : رقمزدهٔ کلک معنی نگار مسیحای روزگار خلاصهٔ نه رواق و گزیدهٔ هفت سطح مورد غرایب صوری و معنوی حکیم ابوالفتح گیلانی نورالله مرقده و برد مضجعه است و در 'ج' فقط این کلمات را افزوده اند : رقمزدهٔ قلم معنی نگار حکیم ابوالفتح گیلانی نورالله مرقده -

۲- الف : بحال - ۳- الف، ط : تقلب - ۴- الف، ب، د : چار باغ -

۵- ج : دانسته -

غنیمت است ـ شکایت روزگار کردن[1] بقضاء و قدر الٰهی راضی نبودن است و دلنهاد تقدیرات الٰهی بودن[2] کار شبلی و بایزید است، از حوصلهٔ تنگ ابوالفتح گیلانی نمی آید، بیت:

زبان در ذکر و دل در نقش زلف یار می بندم
مسلمانی اگر اینست من زنّار می بندم[3]

[دیوان بابا فغانی، تهران ۱۳۴۰ ه ش، ص ۳۰۸]

اما مرد میخواهم که از مشغولی، فرجهٔ سخن گفتن[4] یافته بآن فطنِ متغافل بگوید[5] که اگر راست میگوئی بکار خود مشغول بُوده خاموش باش ـ کن له و الا فلا تکن ـ

مجموع[6] الفاظ و معانی که ارباب اشتیاق در مورد[7] استعمال اظهار شوق [8] و آرزومندی[9] بکار برند از در دلهای آرزومندان جمع آورده، نثار شاه‌راه محبتی که از کمال ظهور باظهار احتیاج ندارد، می‌نماید تا از نشأتین تجرد و تجسّم بهره‌مند باشد و دولت مجالست و موانست را که از معظمات اسباب تحصیل فضایل اربعه تواند بود، از قاضی‌الحاجات در حین رطوبت دماغ که مظانّ[10] اجابت دعای مستجاب است، مسئلت میرود[11] تا از سعادت دینی و دنیوی بی‌بهره نباشد ـ

۱- ج : نمودن - ۲- الف : دلها بر مقدورات الٰهی نمودن - ب : دل نهادن بر مقدورات الٰهی - ۳- در 'الف' و 'ب' بعد ازین دو بیت زیر را نیز دارد :

اگر پائی بدست آرم دگربار بدامن درکشم چون نقش دیوار
بصد دیوار سنگین پیش و پس را بر آرم تا نه بینم هیچکس را

در 'ج' کلمات 'شکایت روزگار. . . می بندم' به رقعهٔ دیگری پیوسته، و در 'ط' اصلاً ندارد ـ ۴- الف' ب' ج : کردن - ۵- ط : نگوید - ۶- الف'ب : مجموعه - ۷- ج : امور - ۸- ط : اشتیاق - ۹- ج' ط : نیازمندی - ۱۰- ب : مکان - ۱۱- در 'ط' این رقعه بهمین کلمه تمام میشود -

۳

همای اوج سعادت بدام ما افتد

اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

[دیوان حافظ، بتصحیح قزوینی، تهران ۱۳۶۰ ھ ق، ص ۷۷]

۲

بحکیم لطف الله[۱]

یہ رقعہ حکیم نے اپنے بڑے بھائی لطف اللہ کو ۹۸۴ھ (۱۵۷۶ء) میں فتح پور سے ایران بھیجا - اس میں بتایا ہے کہ ہمیں دربار اکبری میں خاصی عزت و وقعت حاصل ہو گئی ہے لہذا آپ بھی ایران میں بیکسی کی زندگی گذارنے کے بجائے ہمارے پاس آ جائیں -
(الف، ب)

کی باشد کی که در تو آویزم من

چون در زر و سیم مردم[۲] نادیده

[دیوان سنائی، بتصحیح مدرس رضوی، تهران ۱۳۴۱ ھ ش، ص ۱۰۱۰]

بی تکلف، شوق صحبت [و] ادراک ملازمتِ ایشان همچو محاسن پسندیده و صفات حسنه که در حین حضور و غیبت[۳] مشاهده نموده و استماع افتاده، افزون از حیطهٔ تحریر و حوصلهٔ تقریر[۴] است، بیت :

چون برتر است خوبی معشوقم از صفت

دردم چه فربه است و مدیحم چه لاغر است

[دیوان شمس تبریز، بتصحیح فروزانفر، تهران ۱۳۴۳ ھ ش، ج ۱، ص ۲۶۱]

۱- در نسخ : بعزیزی - ۲- الف : مرد - ۳- الف : غیب - ۴- الف : حیطهٔ تقریر و حوصلهٔ تحریر -

به تخصیص درین ایّام که استماع می افتد، که قدر و قیمت کمتر شناخته میشود، البته [قوهٔ] خارجه هست و وقوف بالغه نیست[1] - در جائی که داد[2] بیکسی[3] ندهند و شناخت جواهر آدمیت حکم عنقا داشته باشد، حیف نباشد که آدمی در آنجا باشد [؟] اینکه انسان با سباع و بهایم بسر نمی برد، سّر حکمت همین است که بهترین متاع جهان صحبت هم‌جنس[4] است - اگر این هست، همه سهل است و الا[5] زهی کار مشکل و اندیشهٔ سخت، مصراع :

[جانا بغریبستان چندین بنماند کس]
باز آی که در غربت قدر تو نداند کس

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی، تهران ۱۳۴۰ ه ش، ج ۲، ص ۸۶۳]

به امدادِ بخت که از توفیقات ربانی و از نعمت‌های ایزد، بندهٔ مهین آن شهنشاه داد گستر [و] عدالت پرور، پادشاه کشور مهر ور[6] بشرف سجده و بساط بوسیِ خدیو زمان، ناظم جهان، قطبِ زمینِ حق سبحانه و تعالی، مشرف گشت و سرِ شادمانی[7] و سرور، به اوج آسمان سوده، از هر جا و هر کس بعد از شرف رخصت، بعرض اشرف اقدس، آنچه بقدر وسع و طاقت بود، رسانید[8] - چون بنای کلام برراستی[9] و درستی و اخلاص و بندگی[10] بود، از اغراض بری[11]، و [به] غریبی، پسند و خاطر نشان[12] مجلس اقدس میشد و به تحسین[13] و آفرین سر افراز و ممتاز

۱- معنی و ربط این جمله مغشوش و نامفهوم است - ۲- الف : دارد - ۳- الف : اینکس - ب : اینکسی - ۴- الف : صحت هم چنیں - ۵- الف : اگر این نیست زهی.... ۶ -در 'ب' : 'پادشاه .... مهرور' را ندارد - ۷- ب : شادی - ۸- در 'ب' این جمله بدین طور است: از هر جا و هر کس که بقدر وسع و طاقت بود' بعرض اشرف اقدس' رسانید - ۹- الف : براستی - ۱۰- در 'ب' : 'اخلاص و بندگی' را ندارد - ۱۱- در 'ب' : 'از اغراض بری' را ندارد - ۱۲- الف : پسند خاطر نشینان - ۱۳- ب : حسن -

می گشت ـ ازان جمله از حسن اخلاق و مکارمِ اشفاقِ ملازمان، روزها بشب و شبها بروز آورد و بندگانِ حضرت اعلٰی را بر سر شفقت و عطوفت بُرد و بخصوصیات احوال ایشان پی بردن گرفتنند [۱] ـ معروض داشته شد که اگرچه به تصریح میل آمدن خود را بدرگاهِ اقدس، بما نگفته، اما از آنجا که حسنِ فراست استشمام روائح این معنی، از حواشیِ ضمیر، بل از سویدای دلِ ایشان[۲] مینمود،[۳] ازین رهگذر خاطر ملکوت ناظر را فرحان و شادان یافتم ـ اگر ملازمان به تخصیص درین ایام که عبدالمؤمن سلطان منحرف شده و میل هرات[۴] نموده، ازان صوب متوجه به سریر خلافت شوند، چه بهتر ازین اضعاف مضاعف ـ آنچه دران حدود میّسر است درین بلاد نیز آماده و مهیّا دانند، والدعاء ـ

۳

باعتماد الدین خان ـ

یہ رقعہ تخمیناً ۹۸۴ھ (۱۵۷۶ء) میں فتح پور سے اعتماد خان حاکمِ گجرات کے نام بھیجا گیا ـ

(الف، ب، ج، د)

اعتمادالدولت و فرمانفرمای بودن پسندیده اخلاقی را سزاوار است که در وسعت‌آباد خُلق کریمش تمشیت مهمات نزدیکان بر دُوران و آشنایان[۵] بر بیگانگان رجحان نداشته باشد بلکه طلب نیکنامی و

۱ـ الف : گرفته ـ ۲ـ در 'ب' این جمله بدین طوراست : این معنی ازسویدای قلب بل از حواشی ضمیر ایشان ـ ۳ـ الف : نمود ـ ۴ـ ب : انحراف ـ
۵ـ الف : آشنائی ـ

اظهار تماسی را عالی‌همت خود مصروف حاجت‌روائی و راحت[1] افزائی گردانیده، باوجود استعداد مادهٔ خصوصیت و خصومت، قرب[2] و بُعدش منظور نباشد، بیت:

کسی دانهٔ نیک مردی نکاشت
کزان خرمن کام دل بر نداشت

[بوستان سعدی، بتصحیح قریب، تهران، ۱۳۲۸ ه ش، ص ۴۰]

اگرچه در آشنائی باظهارِ محبت پیش‌دستی نمودن و بدست جوانمردی و حسن خلق[3] درِ سخن را گشودن بزرگان[4] و برگزیدگان را لایق و سزاوار است[5]، اما ملازمان درگاه حقیقت و وفا را از التزام بذل جهد[6] آن‌مایه خورسندی بدست آوردن که در مراعاتِ حقوق آشنائی شرمنده نباشد، درکار و ناچار است، چه دانش‌طلبان را از بازدید[7] سخنِ خردمندان به یقین پیوسته که هر[8] نسبتِ محبتی که ناشی باشد از خیریت ذاتی[9] و ذات شریفی، ممکن الزوال نیست ـ توفیقِ منّان[10] به لوازم این نسبت گرامی قرینِ روزگار حق شناسان باد ـ

۱- ب : بہجت - ۲- الف : اقرب - ۳- الف، ب : عقیدت - ۴- الف، ب : بر بزرگان - ۵- الف : نیست ۶- فقط در 'ج' - ۷- د : باز دیدن - ۸- الف : پیوسته‌نسبت - د : که هر که - ۹- د : ذات - ۱۰- الف : ایتان لوازم - ب : اینان -

۴

بحکیم نورالدین در وقتیکه کدخدا شده بود من منشآته

یہ رقعہ حکیم نے لاھور سے اپنے چھوٹے بھائی نورالدین قراری کے نام بنگال بھیجا، جو ۹۸۸ھ (۱۵۸۰ء) میں وھیں مارا گیا۔ اس کی شادی ھو چکی تھی، معلوم ھوتا ھے بنگال میں اس نے دوسری شادی کر لی تھی، جیسا کہ رقعے کی بعض عبارتوں سے ظاھر ھے - خود حکیم ۹۸۷ھ (۱۵۷۹ء) میں بنگال گیا یہ رقعہ اس سے پیشتر کا ھونا چاھئے - (ط)

معروض ضمیر منیرآنکه چنین استماع افتاد که طبع سلیم از قاعدهٔ مستقیم منحرف گشته ـ بعد از تحصیل حکمت عین، سبیل تحقیق زاویهٔ منفرجه و قایمتین فرموده‌اند و دست استضلال از کمر خیال در کشیده در منزل محل کچال آرسیده‌اند و تختگاه سلامت و فراغ را از قلهٔ ''والتّبتل[۱] اسلم'' میل بوادی ''تناکحوا تکثروا'' نموده و خیشِ زراعت و بار[۲] شریعت را بر گردنِ همت و دوش حمیت نهاده، در تهلکهٔ ''نساؤکم حرث لکم''[۳] [پاره ۲، سوره ۲ (بقره) آیه ۲۲۳] داعیهٔ زدن شخم و افشاندن تخم دارند ـ اگرچه این کار موجب سعادت دارین است، اما نقدًا مورث ضعف قلب و نقصانِ عین است ـ بعضی ظرفای شیرین مقال در تفسیر ''انا عرضنا الامانة علی‌السموات و الارض والجبال'' [پاره ۲۱، سوره ۳۳ (الاحزاب آیه ۷۲] فرموده اند که مقصود ازین ودیعت بار شریعت است ـ الحق اگر ظلومان جهول و حیوانان خمول مثل ما [هم] نبودندی[۴]، کسی حمل این بار و میل

۱ـ دراصل : و التبل - ۲ـ در اصل : یار - ۳ـ در اصل : نسائکم -
۴ـ دراصل : بودی -

این کار نکردی - بیت :

این بار که از شدت آن کوه ابا کرد
با قوت تو حامل آن بار توان بود

آخر ای طبیب روحانی و ای [۱] مُزیل امراض نفسانی! بفرمای که صفرای کدام حلوای شیرین موجب شرب این تمر و ترنجبین شده و سودای کدام پستهٔ [۲] نمکین باعث تجرع ماٴالجبنِ این انگبین گشت - ترشی طبع کدام کشمش ناپخته دندان، هوسِ قند[۳] کرد - از ننگ شرکت کدام خرمگس انگشت تمنا از طاسِ ''فیه [۴] شفاءٌ للناس'' [پاره ۱۴، سوره ۱۶ (النحل) آیه ۶۹] کشیدند و بمکر و نیرنگ خرکش[۵] ناکس است که [دست] اشتها به هلاک عُجب دراز کردند و از صعوبت صعودِ سرِ کدام تل، میل به هوای هبوط درهٔ پُر وحل نمودند - شمع عیش از جُوّ تموز کدام زاویهٔ دوزخ سوز، گداخته شد که با بردالعجوز[۶] ساختند و درختِ نشاط از بی آبی کدام بادِ آتش افروز خشک شد که به کند [و] کوب این خاک نمناک پرداختند - دعای کدام طفل بی باب در حینِ اضطراب مستجاب گشته که آب کشتیِ طرب در غرقاب بی پایان شکسته و دستِ غرور نیستی و نیروی پنجهٔ درشتی و بدمستیِ کدام کنگ دودستی گریبانِ سرفرازی و تن‌درستی از فراز رخش هوا پرستی، بخاکِ خواری و پستی کشیده که بزجر نشسته اند - آیا هیچ صحیحِ عاقل و هیچ مجنونِ آکل این کند که کشکک فروشد و عدس خرد و دنبهٔ برّه گذارد[۷] و میش[۸] خورد -

---

۱- در اصل : این - ۲- در اصل : بسته - ۳- در اصل : کند -
۴- در اصل : قبه - ۵- در اصل : خرکس - ۶- در اصل : بر العجوز -
۷- در اصل : گدازد - ۸- در اصل : شش -

مگر کلام علمای علاّم را درین مقام استماع نفرموده اند، بیت :

دلم از رشک بلرزد چو نگارِ طباخ
سر بکشکک بَرَد و دنبه ببالا آرد

(بسحاق اطعمه شیرازی)

''عظّم[۱] الله اجورنا یتبدل مباحث النکاح و یتبدل[۲] الامراح والارواح : [۳]''
بیت : [رباعی]

ای بستهٔ قید کدخدائی چونی؟
وی خستهٔ شهوت آزمائی چونی؟
ای شب همه شب دمی نیاسوده بکام
در حسرت روز پارسائی چونی؟

ای محروم از لذتِ کل جدید و ای گرفتار متعه مدید، جواب این سوال علی سبیل الاستعجال ارسال فرما تا موجب تسکین بال گردد :

ای قید زنان که بسته ای پای همه
وز سختی تست سست اعضای همه
گر با دگران به زمنی وای بمن
ور با همه کس همچو منی وای همه

'اللهم اجعلنی سمن' ''یطوف علیهم غلمان لهم کانهم لؤلؤ بکنون و اقبل بعضهم علی بعضٍ یتساءلون[۴]'' [پاره ۲۷ سوره ۵۲ (الطور) آیه ۲۴، ۲۵] آمین یا ربالعالمین ـ

۱- در اصل : اعظم ـ ۲- در اصل : تبدل ـ ۳- در اصل : مالاراح ـ
۴- در اصل : یتلاومون' که صحیح نیست ـ

۵

به گرامی برادر همایون قلی ـ

جیسا کہ رقعے میں مندرجہ تاریخ سے ظاہر ہے یہ ۹۸۸ھ (۱۵۸۰ء) میں بنگال سے فتحپور بھیجا گیا - حکیم ان دنوں بنگال کا امین تھا -
(الف، ب)

گرامی برادر نجیب‌الدین میر همایون قلی سلامت! از برادر بجان مشتاق ابوالفتح دعوات وافیات قبول فرموده، آرزومند ملاقات گرامی شناسند ـ بتاریخ هشتم ماه محرم‌الحرام سنه ۹۸۸ ه[1] [۲۴ فروری ۱۵۸۰ء] این دو کلمه نوشته میشود، تا خاطر از رهگذر فقیر، دوستان را آسوده بوده باشد ـ الحمد لله علی‌الصحه والسلامه ـ اوضاع این صوبه و صوبهٔ بهار یکباره از دست رفته بود و مردم در خانهٔ یقین درین فکر نیستند و این مهم را سهل و سست گرفته‌اند، خوب نکرده‌اند ـ بعد از اندک روز، دیگر معلوم خواهند کرد ـ عریضهٔ بنده را بنظر نواب آصف خان ملاذیم[2] آورده بگویند، از بهر خدا باز از بهر خدا، فکر این صوبه آدمیانه فرموده، بیش ازین تغافل جایز ندارند ـ فقیر را غرض بغیر از دولت‌خواهی چه تواند بود، بیت :

چند حرفی درد دل خواهم نوشتن سوی دوست
گرچه کس پروا نخواهد کرد مکتوب مرا
[دیوان بابا فغانی، تهران ۱۳۴۰ ه ش، ص ۹۳]

۱- در 'ب' : این تاریخ را ندارد ـ ۲- الف : ملازیم - ب : ملاذم -

حاشیه : برادر گرامی نورالدین محمد دعای بندگی میرساند، تا فرمان طلب آمده، از بیماری بر آمده‌اند ـ الحال خوش اند و تشویشی ندارند و همه روز با خدمت شاه ابراهیم صحبت میدارند و خوش‌نویسی ندارند، درکار است و ما در خدمت شاه جمال‌الدین مورچل گری میکنیم ـ باری اگر خدمت و جانسپاری مجرا شود، چه سعادت بهتر ازین و بهمه حال باعث آن میشود که اینکس در خدمت خود حریص شود، اگرچه بدولت حضرت چندان شوق خدمت داریم که فراغت نمی خواهیم ـ به یاران و دوستان دعا رسانیده، استمداد همت بفرمایند و اخوند مرزا غیاث‌الدین علی و اخوند مرزا[1] محمد قاضی خان بدخشی و شیخ عبدالرحیم و ابوالفضل و شیخ فیضی و میر قاسم گیلانی و ملا قاسم ارسلان و خواجه سلیمان شاه و ملا حیدر، سایر اوضاع فقیر از دارنده، تحقیق خواهند کرد ـ آمدن فقیر به آنجا خدا داند که کی شود ـ خدمت مودت[2] شعاری وزارت پناهی رائے پَترداس دعا برسانند[3] و به مخدوم زادهٔ ایشان، موهن داس دعا بگویند و رائے گوتم را اگر به بینند، بگویند، مصراع :

ما را بدست هجران بگذاشتی و رفتی

به راجه بیربر دعای اشتیاق[4] بگویند که فراموش نفرمایند ـ ما در هر پنج روز ده جلودار روانه خواهیم کرد، گر برسد وگر[5] نرسد ـ ان‌شاء الله تعالٰی الکریم برسد[6] و نیز خبر آمده که برادر کلان ما میرزا لطف الله، به بندر مچهلی پٹن آمده و میل آمدن به اینجانب دارند ـ

۱ـ در 'ب' : 'اخوند مرزا' را ندارد ـ ۲ـ ب : محبت ـ ۳ـ ب : دعائی میرساند ـ ۴ـ فقط در 'ب' آمده ـ ۵ـ در نسخ : و اگر ـ ۶ـ فقط در 'الف' آمده ـ

جلوداری فرستاده می شود، تا خبر ایشان بیارد، ان شاءالله الکریم ـ بهمه‌حال فراموش نکنند ـ اگر توفیق شود [که] یکمرتبه دیگر هم بملازمت برسیم، خوبست ـ اسماعیل را با میوه‌ها روانه کردیم ـ جلوداران مستعجل بودند، وقت عریضه به نواب خداوندی نبود و کمالِ بی ادبی بود در کنار عریضهٔ شما به ایشان زمین بوس رسانیدن ـ باوجود نهایت ارتباط، از کمال نزاکت طبع شریف ایشان ملاحظه شد ـ بهمه حال خبر آمد که به منصب پنج [1] هزاری سرافراز شده اند ـ از زبان بنده مبارکبادی بگویند و [مصراع]:

این هنوز اول آثار جهان افروز است[2]

[کلیات سعدی، تهران بی تاریخ ص ۴۴۴]

٦

[بحکیم همام نوشته شد]

یہ رقعہ لاھور جاتے ہوئے حوالی شاہ آباد سے بھیجا گیا ۔ اس میں جس خواجہ منصور کا ذکر ہے وہ اکبر کے سوتیلے بھائی محمد حکیم مرزا حاکم کابل کی بغاوت میں ملوث تھا ۔ (الف، ب)

بتاریخ روز دوشنبه بیست و دوم محرم‌الحرام ۹۸۹ ه[3] (۲۶ فروری ۱۵۸۱ ع) در حوالی شاه‌آباد که هفده کروهی سرهند است، اتفاقاً بعد از برآمدن فتح پور بر همین روز مقام شده بود ـ بدین دو کلمه مصدع[4] میشود که

۱- الف: ۷ ، ولی در حاشیهٔ آن کلمهٔ 'پنج' افزوده شده ـ ۲- در نسخ بصورت نثر نوشته اند بدینطریق: این هنوز از اول آثار طالع جهان افروز است ـ ۳- در نسخ: ۹۹۹ ، که نظر به فوت او در ۹۹۷ ه خطای فاحش است ـ ۴- ب: مصدعه ـ

اشتیاق خدمت و صحبت متجاوز از حد است ـ عمرها شده که اصلاً خبری نوشته اند و بروز یکشنبه شنیده شد که از جانب نواب آصف جاهی[۱] و خواجه سلطان عرضداشت آمده ـ خبر رسیدن ملازمان به فتح پور[۲] نوشته بود ـ خوشحالی عظیم روی نمود[۳] ـ الحمد لله علی الصحه والسلامه ـ جلوداران ملازمان امروز یا صباح منتظریم، که برسند، تا آنچه در هر باب از آنجا معلوم شود، در برابرِ آن چیزی[۴] نوشته آید ـ اوضاع اینجا[۵] اینست که محمد حکیم میرزا در فکر گریختن بود ـ امروز صباح خبر گریختن او خواهد رسید ـ خاطرها بعنایت الٰهی از آن جهت جمع است ـ اما تأسف که هست، این است، که اگر معرکه میشد، درمیان دولتخواهانِ با اخلاص[۶] و جمیع[۷] منافقِ دولتخواه نما تفرقه ظاهر میشد ـ مهم خواجه منصور اینصورت دارد که فرمان باسم او از جانب محمد حکیم ظاهر شد، باین مضمون که عرضداشتِ تو رسید و دولتخواهی تو ظاهر گشت و امثال این مقدمات بس مذکور بود و خط[۸] را به بنده دادند که خوانده شد ـ دیگر حضرت بعد از خط شروع فرمودند، در ذکر جنگهائی که در این مدت از اولیای دولت مشاهده کرده، بنظر گذرانده بودند[۹] و از اهل مجلس، که از هندو و مسلمان شش هفت بیش نبودند[۱۰]، تمامی متفق‌اللفظ والمعانی فتوی بقتل او[۱۱] دادند ـ هیچ کس را یارای خلاف گفتن نماند ـ بنده هم همین قدر عرض توانستم کرد که مکرراً از حضرت هم شنیده شد که رسم اهل حقیقت اینست

۱- درالف: این نام را ندارد - ۲- ب: بحضور- ۳- الف: داد - ۴- ب: خبری - ۵- ب: اینجانب - ۶- در نسخ: باخلاص - ۷- ب: جمعی - ۸- الف: پس خط مذکور را به.... ۹- ب: مشاهده گردانیده بودند - ۱۰- ب: اهل مجلس که هفت هشت کس از هندو و مسلمان بیش نبودند - ۱۱- در الف ؛ ندارد -

که هرگاه دو جماعت روبروی یکدیگر باشند، از زبان امیر بیکدیگر خطوط مثل این نوشته میفرستاده اند ـ درین ماده، هرچه در دل دانای حضرت پرتو اندازد، همان راست خواهد بود ـ ماهم همان را اعتقاد خواهیم کرد ـ حضرت فرمودند که در راست بودن این چه سخن است [ولی] درین باب اعتراض بی نهایت فرموده ـ [سهم] شاه منصور را بزین‌خان کوکه گردانیدند[۱] و تمام اسباب او را به بیوتات قسمت فرمودند و اینکه او را زنده گذاشته اند[۲] ، باوجود آن اعتراض، از رحم ایشان می آید و بس[۳] ـ بهمه حال تا امروز در حیات است ـ امید که خدایتعالی، آنچه خیریت اوست، چنان کند ـ

از اقسام تراکیب به تخصیص نوشدارو و مفرح و فلونیا[۴] و جالینوسی و مفرح محزون ترکیب کرده از برای مشتاق[۵] بزودی ارسال خواهند داشت و در مهماتِ مرجوعه، هر چه موافق رأی نواب شیخ ابراهیم و سلطان خواجه و نواب شاه قلی‌خان بوده باشد، عمل نموده، خود را در استرضای خاطر ثلاثه معاف نخواهند[۶] داشت و شصت سوار حضرت، عوضِ سواران میرزا جان[۷] مرحوم بشما عنایت فرموده اند، از همان جماعت که در فتح پور و بپای شما راضی اند و راضی‌نامه[۸] بمهر قاضی بدهند ـ در پای خود حساب کرده، علوفهٔ خود و تابینان را از تاریخی که تن[۹] نیافته[۱۰] اند، از خدمت خواجه بابا تن بگیرند و نوشته بفرستند که درینجا تن یافته شد[۱۱] ـ به خسرو[۱۲] و

۱- ب : گیرانیدند ـ ۲- ب : گذاشتند ـ ۳- الف : پس ـ در 'ب' : ندارد ـ ۴- الف : قلعه بیا ـ ۵- درالف : 'از برای مشتاق' را ندارد ـ ۶- الف : نخواهد ـ ۷- الف : خان ـ ۸- الف : خط رضا نامه ـ ۹ - ب : تنخواه ـ ۱۰- الف : یافته ـ ۱۱- ب : باشد ـ ۱۲- الف : نصیر ـ

محمد حسین میرزا داغ مکرر کرده[1]، داغنامهٔ آنها را فرستاده اند، که از تاریخی که تن آنها بوده باشد[2] تن بگیرند - داخل آن چهل[3] سوار شما کرده ایم - و لالو و محمد یوسف را اگر بما روانه کنند، خوب است -

غلام لالو بعد از نوشتن این خط بیک روز رسید و بسیار خاطر شکسته را فرحتی حاصل شد - بعزت الله که مفارقت شما درین سفر چندان باعث کلفت و ملال خاطر[4] بوده که اگر شروع در آن باب نماید، باعث کلفت[5] خاطر شریف شود - بحمد الله تعالی که در روزی که کمال کلفت داشت، اخبار سلامتی ذات شریف رسید - باعث انشراح[6] خاطر گشت - اینکه درین دو روز بشما کس روانه نکرده ایم، سببش اینست که انتظار فرمانی که نواب شیخ ابوالفضل باسم شما التماس کرده، درست کرده[7] است، کشیده میشود، واگرنه از روی کاهلی نیست، اگرچه ازان پیشه بی بهره هم نباشد - دیوانه شوقی، یعنی ابدال الله دعا میرساند[8] - در خدمت ایشان مشرف ایم - ملا محمدعلی هم همراه است - از مردم خواجه جمعی گریخته، به فتح پور آمده اند - محمود نام توشکچی، که در اصل پیش سعادت‌یار پسر بایزید بود، بآنجا آمده است - ملا علی و دیوانه هر دو میگویند [که] بدیانت او کس نمی باشد - پسرک سر براه نابرادی است و همراه سوسی رفته - البته البته او را

۱- ب : کرده اند - ۲- الف : تن آنها شده - ۳- در نسخ : چل - ۴- الف : باعث کلفت و ملال بوده - ب : باعث کلفت خاطر بوده - ۵- الف : تکلیف -
۶- الف : باعث سبب انشراح - ۷- در الف: کلمات 'درست کرده' را ندارد -
۸- ب: میرسانند -

پیدا کرده[۱]، باز بفرستند که بجهت توشکخانه هیچ کس نداریم - از خواندن عرضداشت شما حضرت بسیار خوشحال شدند و درین ایام حضرت در کمال شفقت اند، زیاده از حدّ اندازه - دیگر در کارهائی که بشما فرموده‌اند، مردانه بصلاح[۲] شیخ ابراهیم و سلطان‌خواجه بوده باشند و اکثر اوقات با[۳] شاه‌قلی خان صحبتی میداشته باشند و در وادی ماهیانه و پوره و منصبِ مردم خود، اگر عرضه‌داشتی هم نمایند، خوبست - اگر شصت سوار خود را از افغان[۴] و راجپوت آنجا[۵] بداغ رسانند، بهتر است، البته البته و الا شصت سوار میرزا خان، که بشما راضی بوده باشند، پای خود میگرفته باشند - سرخط شما پیش ماست - جلودار[۶] همراه فرمان خواهد[۷] آورد - محمد حکیم میرزا گریخته رفت، بحال ماده شغالان بر قدم رفته - خورپزه‌های[۸] شیرین فتح پور نوش جان - به حسین خان و قاضی حسن دعا رسانند و بگویند که فرمان‌های شما همراه فرمان حکیم همام خواهد فرستاد - لالو اینجاست و محمود را آنجا اسپ[۹] داغ بکنانند - اینجا اسپ ارزان است، اگر خواهند بیست اسپ خریده بفرستم[۱۰] - محمد حکیم بتاریخ بیست و چهارم ماه گریخته است تا واضح بوده باشد - [به]مرزا خان [۱۱] کس خود فرستاده دعای و سلام رسانند -

---

۱- الف: بند فرموده - ۲- ب: باصلاح - ۳- در نسخ: به - ۴- الف: افغانان - ۵- فقط در الف - ۶- ب: جلوداران - ۷- ب: خواهند ۸- ب: خربوزه - ۹- فقط در 'ب' ۱۰- الف: بفرستند - ۱۱- ب: مرزا جان -

۷

[بحکیم همام نوشته]

یه رقعه اواخر محرم ۹۸۹ھ (۱۵۸۱ء) کو علاقه سرهند سے فتح پور بهیجا گیا - حکیم ان دنوں بادشاه کے همرکاب لاهور کے اطراف میں تها - (الف، ب، د)

ای زندگانی بخش من لعل شکر گفتار تو
در آرزوئی[۱] مردنم از حسرت دیدار تو
[قران السعدین امیر خسرو، علیگڈه، ۱۹۱۸ء، ص ۲۷]

آنکه از خوبی‌های جهان[۲] بوصال برادران قناعت کرده بود، بالفعل بناکام ازان دولت محروم است - بتاریخ سلخ محرم سنه ۹۸۹ھ[۳] از مقام پایل[۴] که ده کروه از قصبهٔ سهرند[۵] گذشته، به لاهور قریب است - اندکی از شرح واقعات و تفصیل حالات بدرجه اعلام میرساند - بتاریخ شنبه[۶] بیست و سوم[۷] که خاطر از رهگذر عدم اطلاع بر چگونگی احوال خیرمآل کمال نگرانی داشت، لالو و یوسف رسیدند - خبر بهجت ذات ملکی‌صفات رسانیده، هرگونه کلفتی را بگونه گونه راحت و مسرت تبدیل[۸] نمودند، مصراع :

چنان خوشحال گردیدم که پنداری[۹] ترا دیدم

الحمد لله علی‌الصحه والسلامه، عرایض را همان نفس بنظر مبارک

۱- درنسخ: آرزوی ۲- ب: عالم - ۳- الف : ۹۷۹ - ۴- ب: پائیل، د : پابل - ۵- الف : سرهند - ۶- در 'ب' د : ندارد - ۷- الف، ب : سیوم - د : ۲۳ - ۸- ب : متبدل - ۹- درنسخ : پندارم -

حضرت برده گذرانیده ـ روز دیگر تمامی را شیخ ابوالفضل از روی مهربانی‌های جبلی[۱] مشخص خوانده، ملازمان را تعریفات فرموده ـ اگرچه مسودهٔ عرضداشت به‌فقیر نیامده بود، اما خدمت شیخ تعریفات نموده[۲] که تمامی اوضاع را به اتم تفصیل و فصاحت عبارت بدرجهٔ بیان رسانیده بودند ـ دقیقه [ای] فوت نشده بود ـ باعث زیادتی انبساط [خاطر] گردید[۳] ـ حضرت اعلیٰ درین ولا بیشتر از پیشتر توجه خاطر اشرف مرعی میدارند و از هرگونه خدمات رجوع فرمایند ـ پریروز که خبر گریختن محمد حکیم مرزا رسیده بود، به بنده حکم فرمودند که فرمان مشتمل بر چندین مضمون خود بتقید بنویسی[۴] ـ در همان شب به نوعی که مضمون[۵] ها فراگرفته بود، بعبارت سهل‌المآخذ مشخص درهم آورده ـ روز دیگر بکورنش سرافراز شده ـ فرمودند که امشب عجب بارانی بود که از برشکال هم صعب تر ـ آن فرمان را نوشتی یا خواب میکردی ؟ ـ آنچه بایستی[۶] بود، عرض کردم و نوشته را از بغل برآوردم و خواندم[۷] ـ از اول تا آخر از روی توجه تمام گوش کرده فرمودند که خوب نوشته است ـ آنشب حضرت خواب کمتر[۸] فرموده بودند، گفتند، بخواب کردن میرویم ـ دران[۹] اثناء شیخ ابوالفضل همان مدعیات را نوشته بودند، بنظر در می آوردند[۱۰] ـ حضرت بدولت میفرمایند که حکیم ابوالفتح این را خوب نوشته است ـ اگر چیزی در آنجا[۱۱] بوده باشد که در[۱۲]

۱ـ د : خیلی ـ ۲ ـ در 'ب' : 'اگرچه مسوده...تعریفات نموده' را ندارد ـ
۳ـ د : گشت ـ ۴ـ د : خود بنویس ـ ۵ـ د : اهل مضمون‌ها ـ ۶ـ ب : بایست ـ ۷ـ الف، ب : برآورده خواندم ـ ۸ـ در 'ب' : 'آنشب حضرت کمتر' را ندارد ـ ۹ـ ب : درین ـ ۱۰ـ د : آرند ـ ۱۱ـ یعنی مسودهٔ فرمانی که ابوالفضل نوشته ـ ۱۲ـ در 'د' : 'بوده باشد که در' را ندارد ـ

اینجا نباشد، بگویند تا[1] ، داخل نماید[2] - شیخ تشریف آوردند و بعضی چیزها که بایستی بود، داخل کرده شد- بهمه حال توجه کم نفرمایند و همگی از خصوصیات اوضاع خود رطباً و یابساً[3] اعلام نمایند و مفارقت صحبتِ خود را این بار، چون هر بار تصور نفرمایند ، بیت:

من بارها کشیدم بار فراقت[4] اما
ترسم که دل ضعیف است این بار بر نتابد

[کلیات سلمان ساوجی، انتشارات زوار، تهران بی تاریخ، ص ۳۲۱]

به یگانگی خدا سوگند است که درین مرتبه از هر مرتبه مفارقت شما بخاطر میرسد- از خود و از حیات خود بیزاری دست میدهد- معاملهٔ خواجه شاه منصور را سابق نوشته بودم- مجملاً این است که آزار دلها را اثر عظیم است، بیت:

تا دل[5] صاحبدلی نامد[6] بدرد
هیچ قومی را خدا رسوا نه کرد

[مثنوی معنوی، دفتر دوم، چاپ امیر کبیر، تهران ۱۳۳۶ ه ش، ص ۳۴۷]

راه تهمت بدگویان مفتوح و پروانچه از[7] محمد حکیم در رنگ پروانچهٔ حکیم الملک باسمِ او ظاهر شد و او را کشتند[8] - بعد از یک روز شیخ

۱- الف، ب : شما - ۲- الف، د : نمائید - ۳- الف : رطب اللسان -
۴- ب، د : فراق - ۵- ب : دلی - ۶- ب، د: ناید - ۷- در 'ب' : ندارد - ۸- د: گفتند -

جمال و راجه بیربر هم[۱] آمدند و دقیقها[۲] بسیار نازک شده بود[۳] و مذکور هم میشد که محمد حکیم خنگ خواهد کرد و دماغها خشکی بهمرسانیده بود، مصراع :

بقا بقای خدایست[۴] و ملک ملک خدای[۵]

فرامین [قاضی] حسن و حسین خان را بصد زحمت، بعد ازین قضیه، از دفاتر گذرانیده ـ الحال بمهر می باید داد، خواهیم فرستاد ـ تسلّی خاطر آنها میفرموده باشند و گاهی کس[۶] بنواب اعظم خان می فرستاده باشند که کمال عطوفت ایشان دربارهٔ ما ظاهر میشود[۷] و از جهت بعضی مدعیات خود، هر چه طلب ماهانه[۸] است، سرخط فرستاده شد ـ موافق منصب علوفهٔ[۹] پورهٔ خود را از همان جماعتی که دران صد[۱۰] کس بپای شما راضی بوده باشند و خط قاضی بدهند، اعتبار نموده، زر نقد میگرفته باشند و هفتاد و پنج پیاده هم نگاهدارند[۱۱] و زیادتی منصب شما را درینجا کارسازی خواهیم[۱۲] کرد ـ خاطر شریف آسوده دارند و نگرانی نکشند و در صحبت داشتن با شاه قلی[۱۳] خان و اتحاد با شیخ ابراهیم و سلطان خواجه خود را معاف ندارند ـ دو روز پیشتر از آمدن لالو عرضداشت سلطان خواجه آمده بود و اظهار آمدن کرده بود و از مهربانی سخن شما را نوشته بود ـ در اول هم او[۱۴] اسم شما

۱- الف، ب: بهم ـ ۲- د : وقت ها ـ ۳- الف : بودند ـ ۴- الف، ب : خدا ـ ۵- د : خداست ـ ۶- د : کس خود ـ ۷- الف، ب : شود ـ ۸- الف، ب : ماهیانه ـ ۹- در الف، ب : 'موافق...علوفه' را ندارد ـ ۱۰- الف، ب: ده هزار ـ ۱۱- الف، ب : نگاهدارید ـ ۱۲- د : خواهم ـ ۱۳- د : قلیج خان ـ ۱۴- ب : او هم ـ

را بجهت آن منصب برده بود - لوازم اتحاد را با او مرعی دارند، مصراع :

من نکردم شما حذر بکنید

[گلستان سعدی، بتصحیح، فروغی تهران ۱۳۴۰ ه‍ ش، ص ۴۳]

بیتی چند از ''زادالمسافرین'' میر حسین [فخر] السادات[۱] به نظر در آمده بود، در مادهٔ شاه منصور مناسب نمود، نوشته شد -

حکایت زادالمسافرین :

شبلی که یگانهٔ جهان بود ... روزی در این حدیث بگشود
کای بار خدای عالم آرای ... بر[۲] من در[۳] این حدیث بگشای
منصور نه مرد سرسری بود ... از تهمت این سخن بری بود
دانسته بدم من اندرین راه ... او را ز مقربانِ درگاه
دانم بوی این سخن چرا رفت ... بر حالت او چه ماجرا رفت
گفتند زبان خود نگه دار ... پاداش[۴] زبان بود سر دار
اینک حق آن[۵] که پیش او باش ... اسرار نکوئی را کند فاش

کسان میرزا جعفر در آگره میباشند - اگر خرجی درکار[۶] داشته باشند، امداد نمایند - بجهت ما جالینوسی و[۷] نوشدارو ترکیب کرده بفرستند و پارچهٔ نرم[۸] اگر از حکیم علی یا [از] دگری[۹] توانند، ارسال دارند که درین سفرها جامه دوختن میّسر نیست - نُه اِزار هم بفرستند - لالو پنجاه اشرفی آورده - از مردم خانهٔ ما هم چیز[ی][۱۰]

۱- ب : شاداب - ۲- الف، ب : با - ۳- الف : ره - ۴- الف : ناراستی - ۵- د : او - ۶- ب : اگر چیزی سرکار - ۷- الف، ب : در - ۸- الف : بهرم - ۹- الف، د: یادگیری - ۱۰- ب : خبر - در 'د' : ندارد -

بگیرند - دیگر آنکه شما تا امروز بجهت خود داه بهم نرسانیده ایدا[1] - البته یکی از دو داه هرکدام خاطر خواه شما بوده باشد، [بگیرید] - خواه داهی که از تمر[2] خان بدخشی گرفته، خواه داهی که خواجه[3] مراد[4] بعد از تشریف بردن[5] شما بجهت فقیر خریده بود[6] - داهی جمیله است[7] - مجملاً بیش ازین تاب بی پسری شما نداریم - هر دو داه را پیشکش شما کردیم - هر دو را بگیرید - تا آمدن ما البته فکر فرزند[8] بجهت خود و ما بکنند - اما اینکه، شما لالو را بجهت آوردن باز مانده های ما از بنگاله نفرستادید[9] اندک بی مهری کرده اید، بیت:

تو آمدی و نیامد دلم بجای هنوز[10]
به بین! که شوق چه مقدار بوده است مرا

حقا ازان وقت که تشریف برده اند[11] تا وقتی که لالو رسید، همیشه خاطر فاتر دغدغه ناک بود - چه مشقت آن راه و نا ایمنی و دیگر محن شریفه[12] بذات شریف[13] ظاهر بود، مصراع:

تاب ستم کجا و دل نو نیاز تو[14]

الحمد لله علی الصحه و السلام شما را و ما را هم -

۱- در نسخ: باشند - ۲- د: تیمور - ۳- ب: از خواجه - ۴- د: میرزا - ۵- الف: آوردن - ۶- د: بودند - ۷- در 'د': این جمله را ندارد - ۸- ب'د: فکری بجهت خود... ۹- د: نفرستادند - ۱۰- الف: بجاهنوز دلم - ۱۱- الف: بودند - ۱۲- د: مشوعه' که بگمان غالب تحریف 'مشنوعه' باشد - ۱۳- الف' ب: محن شریفه ظاهر... - ۱۴- در 'د': این مصراع را ندارد -

۸

بحکیم همام

۱۶ صفر ۹۸۹ھ (۳ مارچ ۱۵۸۱ء) کو یہ رقعہ لاہور سے چالیس میل دور ایک منزل سے جو جالندھر اور امرتسر کے درمیان تھی، فتحپور بھیجا گیا۔ تاکید کی ہے کہ جب حکیم لطف اللہ فتحپور پہنچے تو اسے جلد بھیج دینا۔

(الف،ب)

بتاریخ روز دوشنبه شانزدهم شهر صفر[۱] [۹۸۹ھ] ختم الله بالخیر والظفر[۲] این دوسه کلمه[۳] به گرامی برادر برخوردار نوشته میشود و از چل کروهی لاهور، سانحی، که بعد از فرستادن کتابات سابق روی داده، اینست که جمعی از جوگیان که بوسیلهٔ مخصوص خان بحضرت راه یافته بودند، عمرها بود که بحضرت عرض میکرده اند که در وقتی که به نگرکوت میرسند، بعضی از اکابر زمان بشرف صحبت مشرف خواهند[۴] شد ـ در آخر روز دوشنبه که چوکی بآخر رسیده بود [و] حضرت بدولتخانه رسیده بودند، یکمرتبه برآمده، بطریق ایلغار متوجه شدند و حکم فرمودند که عساکر منصوره از نصف زیاده، نه از ربع کمتر، از مردم[۵] کارآمدنی در رکاب ظفر انتساب همراه بوده باشند[۶]ـ بهمه حال دران شب پنج کروه راه رفته [به] پرگنه دیسوهه، که جاگیر راجه بیربر بود، رسیدیم ـ بشب حضرت در منزل راجه بیربر ماندند[۷] و قریب پانزده هزار[۸] جوان کار آمدنی جمع آمده بودند ـ اتفاقاً همان جماعت بزرگ در همان منزلِ شب حضرت را دیده، آنچه در هر باب گفتنی بود، گفتند[۹] [و] بطریق شکار قمرغه صحبتی روی داده و حضرت را بسی از

۱- در الف: این تاریخ را ندارد ـ ب: ۹۹۹ھ، که نظر به فوت او در ۹۹۷ھ خطای فاحش است ـ ۲- در 'ب': این کلمات عربی را ندارد ـ ۳- ب: دو کلمه ـ ۴- الف: خواهد ـ ۵- در نسخ: نه از مردم ـ ۶- الف: باشد ـ ۷- ب: مانده ـ ۸- ب: ده پانزده هزار ـ ۹- الف: گفته ـ

حالات غریب روی نموده ـ الحمدلله که ازان منزل روز دیگر به اردوی ظفر قرین، ملحق گشته ، خاطرها را از توزع خلاص کردند ـ الحال احتمال آن دارد که به لاهور تشریف برند و روز[ی] چند در آنجا توقف شود ـ الحمدلله سلامتی حاصل است و اکراهی واقع نیست و خوشیم و سلامتیم و آنکه شما هم در رنگ ما دیر دیر بما چیزی[۱] می نویسید[۲]، باعث آن می شود که دل‌نگرانی طرفین امتداد داشته باشد و از اوضاع یاران عزیز[۳] و برادران مؤمن که خبر قدوم شریف ایشان[۴] ما را بی‌آرام کرده، اطلاع بخشند و زود تر ایشان را راهی گردانند که حضرت مکرر خبر ایشان می پرسند و بنده اندیشه دارد[۵] که مبادا در برهان‌پور و آنجاها توقف کرده باشند ـ بهمه حال کسی را از پی ایشان بفرستند که مبادا توقف پی تقریبی شده باشد ـ سابق برین جلوداران را فرستاده بود ـ ان شاء الله جا گیر خواهند[۶] گرفت ـ دعای فقیر را به یار[۷] گرامی خواجه ناصر[۸] الدین علی خواهند رسانید ـ هیچ نمیدانم که در چه کار اند ـ نواب میرزا جعفر هر روز در ملازمت اند ، مصراع :

بمردم از تو بسی لاف دوستی زده ام

از حضرت عالیات رفیع الدرجات قاضی حسن و حسین خان جیو خبری نداریم و فرمان‌های ایشان را بمهر داده ایم ـ سه چهار روز است که در محل مانده است ـ همانروزی[۹] که از محل برآمد[۱۰] فرستاده خواهد شد ـ

۱ـ ب : خبر ـ ۲ـ الف : نویسند ـ ۳ـ ب : یاران و عزیزان ـ ۴ـ ب : قدوم و تشریف شان ـ ۵ـ الف : دارم ـ ۶ـ الف : خواهد ـ ۷ـ الف : یاران ـ ۸ـ در نسخ : نصر ـ ۹ـ ب : بروزی ـ ۱۰ـ الف : بر آید ـ

تسلّی بفرمایند که اضطراب بی تقریب نباشد و از نواب اخوندی ملاذی هیچ خبری نداریم که چه کار میکنند و چرا هرگز عرضداشت را بی واسطه نمی فرستند و اگر احیاناً عرضداشت میفرستند، سفارش وزیر خان مینویسند۔ داد از دست کالی‌های ایشان ! بهمه حال از خصوصیات احوال خود عرضداشت بدرگاه فرستند[1] و اظهار شوق خدمت بفرمایند و بیش ازین بحال خود بی‌پروا نباشند و سخنان کوته‌اندیشان نشنوند و در هژده روز اقلاً یک مرتبه خود را بیاد دهند۔ البته کس به ایشان فرستاده، این داد خواهی را از زبان فقیر بنویسند ۔ نوشدارو بجهت فقیر فرستند و آهوهای پادشاهی روانه فرمایند و گاهی از اوضاع نواب میرزا هم خبری میگرفته باشند که در چه کار اند و چون اند۔

۹

بحکیم همام

۲۴ صفر ۹۸۹ھ (۳۱ مارچ ۱۵۸۱ء) کو رقعہ لاھور سے فتحپور حکیم ھمام کے نام بھیجا گیا - اس سے ظاھر ہے کہ حکیم لطف اللہ اس وقت تک فتحپور نہیں پہنچا تھا اور حکیم کو اسکا بہت خیال تھا - تاکید کی ہے کہ آ جائے تو ایک ھفتہ سے زیادہ نہ ٹھہرانا -

(الف،ب،د)

عمرها شد که ز تو بوی وفائی نرسید[2]
از سر کوی تو ام باد صبائی نرسید
[دواوین امیر خسرو، نولکشور ۱۸۷۱ء، ص۲۱۳]

۱- در 'ب' : کلمات 'اگر احیاناً ..... بدرگاه فرستند' را ندارد- ۲- ب : نوزید-

مشتاق ناصبور و آرزومند مهجور ابوالفتح بتاریخ صباح روز پنجشنبه بیست و چهارم شهر صفر ۹۸۹ھ[1] خود را بیاد گرامی برادران[2] مهربان و دوستان دلستان میدهد و بعز اعلام میرساند که الحمدلله علی الصحه و السلامه، خاطر نگرانِ چگونگی مزاج شریف خود دانسته ، التزام روانه کردن قاصد و مکتوب در هر هفته یک مرتبه از ضروریات دانسته، بطریقی که با هزار محنت[3] و مشقتِ سفر، ما را تخلف ازان موعد،گاهی دست نمی دهد شما را باوجود استراحت در فتح پور و انحصار مشتری[4] خوربزه‌های[5] شیرین از پالیزهای خوب[6] ، در معدودی چند میباید که دست نمی داشته[7] باشند -

دل‌نگرانی و خاطر وابستگی بجهت دیر آمدن[8] برادر گرامی حکیم لطف الله سلمه‌الله چندانست که میخواهم که جلوداران شما بی آنکه خبر آمدن ایشان آورند ، بیایند - ان شاء الله تعالیٰ تا رسیدن این مکتوب تشریف آورده باشند و باوجود وقتِ خوربزه[9] یک هفته بیشتر توقف نکرده ، روانهٔ این صوب[10] گشته باشند[11] - شاه حزن ولی را چه نویسم[12] - طاقت العبارت والاشارت ! مجاریِ اوضاع خود و مهم‌سازی که بعد از رسیدن تعلیقه[13] بجهت خود فرموده اند، نوشته فرستند و اگر جا گیر گرفته باشند، البته عرضداشت نمایند[14] که حکم تنخواهِ علوفه شده بود - حسب، الحکم شهباز خان

۱- در 'ب' : این تاریخ را ندارد ، د : ۹۰۹ - ۲- ب : بیاد یاران مهربان - د : بیاد ایران مهربان - ۳- الف' ب : خدمت و مشقت - د : محنت خدمت و مشقت - ۴- د : بیشتری - ۵- ب : خربوزه - ۶- الف : ما را از پالیزهای خوب - د : سر ازفالیز خوب - ۷- د : داده - ۸- د : برآمدن - ۹- ب : خربوزه - ۱۰- الف' ب: صوبه - ۱۱- الف : باشد - ۱۲- الف' ب : گویم - ۱۳- ب : تعلقه - ۱۴- در 'د' : 'و اگر .... نمایند' را ندارد -

گذشته را از خزانۀ عامره نقدِ تنخواه، جاگیری تن گردانیده اند و از آینده بدولت حضرت به هر دو راضی و شاکر میباشم و از جمله تصدقات حضرت میدانم، اما بی حکم حضرت نخواستم که در رنگ سایر مردم جاگیری متصرف شوم ـ واجب بود ، بعرض رسانید تا درین ماده هرچه حکم شود ، باعث سرافرازی خود دانسته ، بدعائی مشغول بوده باشد[۱] ـ

اوضاع فقیر بر نهج خیر و صلاح است ـ الحمدلله و المنه مکروهی بجز مفارقت برادران که امید مواصلت ایشان عنقریب دارد ، نیست و بندگانِ حضرت اعلیٰ که هزار جان گرامی فدای نام نامیش باد[۲] ، درین ایّام بیشتر از بیشتر در مقام غریب‌پروری و بنده‌نوازی هستند و بنده هم در خدمت آن قدر که مقدور بوده باشد ، سعی کرده ، به تقصیری از خود راضی نمی شوم و خدمت شیخ ابوالفضل درین ایّام در لوازم یاری و مهربانی خود را معاف نداشتند و مراعات حفظالغیب بر وجه اتم و بلیغ[۳] بوقوع آوردند[۴] ـ کم روزی میگذرد که حضرت لطف تازه و مرحمت بی اندازه در مادۀ غلام [و] فدوی خود ظاهر نمی سازند ـ پریروز از روی کمال شفقت حکم فرمودند که سیصدی بنده را پوره کنند و فرمودند[۵] که هر جا خاطر تو میخواهد[۶] عرض کن ، تا تنخواه نمایند ـ بنده عرض کردم که هر جا که بر زبان مبارک حضرت بگذرد ، آن را بنده بر خود مبارک و خیر میداند ـ مکرر سوگندها دادند، بنده همین طور عرض کردم ـ دوش که

۱- در 'د' : "راضی و شاکر .... بوده باشد" را ندارد - ۲- تحایل مصراع "هزار جان گرامی فدای نام تو باد" است - رک تعلیقات - ۳- ب : تبلیغ - ۴- الف : آورند - ۵- د : حکم فرمودند - ۶- د: خاطر خواه میخواسته باشد -

شب پنجشنبه بود یکدست باز[۱] شفقت فرمودند - پریروز باشه هم داده بودند[۲] که صد کس از محمد قاسم خان وغیره پیشتر التماس کرده بودند بدرجهٔ قبول نرسیده بود - در مجلس بهشت‌آئین هر قسم حرف و سخن مذکور بوده[۳] باشد - در اکثری که بنده حاضر بوده باشم، توجه کیمیا اثر ایشان بجانب بنده میباشد - کالو[۴] آن طوطیِ سفید را که در سرکار پادشاهی همان یک بودی، روزی تمام جانوران سرکار پادشاهی را[۵] بنظرِ حضرت میگذرانید، بنده آن را تعریفات[۶] بسیار کردم، به بنده عنایت فرمودند[۷] و توجه به بنده[۸] فرموده[۹] بسی لطف ظاهر ساختند و سخنان گذشت که نوشتن آنها بیشتر ازین مقدمات که محض بواسطهٔ[۱۰] خاطر شما نوشته شد، رکاکت و[۱۱] شرارت و لیوکیت[۱۲] دارد - باری المنه -

۱۰

بحکیم همام -

خط کے پہلے جملے سے ظاہر ہے کہ یہ رقعہ ۹۸۹ھ (۱۵۸۱ء) میں اس وقت لکھا گیا جب حکیم چناب سے ایک منزل آگے جا چکا تھا - اسوقت تک لطف‌الله کے فتحپور پہنچنے کی خبر اسے نہیں ملی تھی -

(الف، ب)

۱- الف : پنجشنبه بود باز یکی شفقت ... ' د : پنجشنبه باشد شفقت نیکی... ۲- الف : دادند - ۳- د : میشده - ۴- الف' ب : کالو که - د : کاکاکو - ۵- درالف' ب : 'همان یک ... پادشاهی را' ندارد - ۶- ب' د : تعریف - ۷- در الف' ب : 'به بنده ... فرمودند' را ندارد - ۸- در 'د' : 'توجه به بنده' را ندارد - ۹- الف' ب : فرمودند - ۱۰- د : مقدمات بواسطهٔ محض ... ۱۱- د : رکاکت و فرونیت - ۱۲- ب : لیوکت -

بتاریخ روز دوشنبه [غرهٔ] ربیع‌الاول ۹۸۹ ه[1] از یک منزل آب چناب که بخوبی نعم‌البدل خورپزهٔ فتح پور میگو یم''یقولون بالسنتهم ما لیس فی قلوبهم'' [پاره ۲٦، سوره ۴۸ (الفتح) آیه ۱۱] کامة‌المحبتِ شکایت آمیز بواسطهٔ امتدادِ ایام فراموشیِ[2] گرامی برادر برخوردار افاضت و حکمت پناهی[3] استظهاری طول الله تعالیٰ عمره، در وقتی که فی اقرب‌الزمان، وصاله، میخواست، بزبان قلم آمد و عذری که از جانب شما گفته میشود، اینست که مکرر کتابات مجمل و مفصل[4] ملازمان رسید و بواسطهٔ کثرتِ شدت سفر هر روزه در ارسال جواب، از روی اضطرار،[5] دو سه کامه تأخیر دست داد تا آنکه ملازمان تنگ آمده شروع در شکایت‌کاری فرموده اند و آنقدر[6] آزار بما رسانیده اند[7] که در روز چوکی باوجود کوچ، التزام[8] کتابات دور و دراز نوشتن[9] کرده شد و هنوز مزاج نازکِ ملازمان به اصلاح نیامده و آغاز شکایت و گله گزاری در نوردیده شود - در هزده[10] روز البته[11] جلوداران بطرفین روانه کردند و خصوصیات اوضاع یکدیگر بدرجهٔ اعلام شده، به لطایف‌الحیل محنت غربت و تنهائی سفر برآید،[12] اگرچه امید این معنی دارد که عنقریب بر وجه وجیه سرانجامِ [مهمات] صوبهٔ پنجاب صورت یافته، عساکر نصرت مآثر را بصوبِ باصواب فتح پور توجه دست دهد ان شاء الله تعالیٰ الکریم، مصراع :

این دعا از من و از جمله جهان آمین باد

بیت :

جنت بچه کار آید و فردوس چه باشد
از بار خدا به ز تو حاجت نتوان خواست

۱- ب : ۹۹۹ ه، که خطاست - ۲- الف : فراموش - ۳- الف : پناه - ۴- الف : مجملی و مفصلی - ۵- در الف : درارسال جواب اضطرارآرزوی - ٦- الف : آنمقدار - ۷- الف : رسانیدند - ۸- الف : کوچ و التزام - ۹- ب : باشند - ۱۰- الف : هرمژده - ۱۱- ب : البته البته - ۱۲- الف : منتهای سفر برابر آید -

از رهگذر عدم اطلاع بر چگونگی احوالِ یاران عزیز و برادران مؤمن که قدوم شریف شان از معظم عطایای[1] الٰهی شمرده میشود، چندان نگرانی ندارد که بشرح راست آید۔ نزدیک است که جان باستقبال ایشان خواهد که روانه شود، بیت :

گهی بر آستانم[2] گه برونم گاه در منزل
نوید مقدم او برده است از من قرار امشب

والدعاء ۔

۱۱

[بحکیم همام نوشته شد] ۔

یہ رقعہ دریائے چناب کے آس پاس سے فتحپور بھیجا گیا ۔ اس وقت حکیم لطف اللہ کی آمد متوقع تھی اس کے قیام کے لیے حکیم ہمام کو ہدایات دی ہیں ۔ بادشاہ جہلم کی طرف جا رہا تھا اور حکیم ہمرکاب تھا ۔ لطف اللہ ۶ ربیع الاول کو فتحپور پہنچا اور یہ رقعہ ۹ ربیع الاول کو لکھا گیا ۔ (الف، ب)

روز شنبه[3] نهم ربیع الاول ۹۸۹ھ [۳۱ اپریل ۱۵۸۱ء] کلّو جلودار رسید و کتابت شما را بعد از عمرها رسانید۔ باعث بسیار خوشحالی گشت و مضامین باطلاع پیوست۔ آنچه در وادیِ خانه ساختن نوشته بودند ، کرامات کرده بودند ۔ البته در همان خواجه خلیفه اقلاً چهار پنج[4] نشیمن بسازند[5]

۱۔ ب: عطیات ۔ ۲۔ الف: آستان و ۔ ۳۔ ب: دو شنبه ۔ ۴۔ الف : چهار و پنج ۔ ب: جارپنج ۔ ۵۔ ب: سازند ۔

و خدام خواجه ناصرالدین علی درین باب خود را معاف نداشته ، اینقدر جا فکر کنند که یکجا بجهت[1] دیوانخانهٔ عام و یک منزل بجهت دیوانخانهٔ آدمیانه و یکجا بجهت[2] خارج و داخل به حجرهٔ[3] محل، ترتیب باید داد ـ

صالح و سعید را بهمراهی الله‌داد در بُهل سوار کرده ، خواهیم فرستاد[4] ـ روز[5] پنجشنبه از آب بردِ آب‌چناب، بار خود بردیم[6] و نزدیک به پانصد آدمی را آب بُرد ـ صاحب اهتمامان پل بسته بودند و اینچنین عمل شد ـ الحمدلله که مردمان[7] ما بسلامت گذشتند[8] ـ یک شترتلف شد، دیگر اسباب آمد ـ فیل کلان که نوشته بودند اگر فربه بوده باشد ، بفرستند و در آنجا اگر فیل خوب، خوش‌راه[9] بجهت چوکهندی بوده باشد ، از نر و ماده هر چه باشد ، بفرستند ـ البته خریداری کرده ، بزودی زود چوکهندی را پوشیده ، موم‌جامه تیار کرده ، بسرعت روانه فرمایند که مدد عظیم است ، چرا که برشکال رسیده می آید و ازین آبها بی فیل گذشتن اشکال دارد و آهو را اگر تا حال روانه نکرده باشند بسرعت روانه فرمایند[10] ـ درین‌ولا قافله از عراق آمده ـ خواجه محمد مظفر حسین[11] سبزواری و محمد شریف آملی و ابراهیم بیگ، برادر زادهٔ نواب آصف‌خان، از یاران معروف همراه اند ـ

۱ـ ب : جهت ـ ۲ـ در 'ب' : 'یکجا بجهت' را ندارد ـ ۳ـ الف :داخل و نه حجره ـ ۴ـ الف : صالح و سعد را بمهر الله دادیم لعیناتی در پهلوی شما سوارخواهیم فرستاد ـ ۵ـ الف : دیروز ـ ۶ـ در 'ب' : بجای 'از آب ... بردیم' کلمات 'آب چناب' را دارد ـ ۷ـ ب : مردم ـ ۸ـ ب : گذشته ـ ۹ـ الف : فیل خوش بجهت ... ۱۰ـ در 'ب' : بعد ازین 'که مدد عظیم است' را نیز دارد ـ ۱۱ـ ب : محمد حسین ـ

بخواجه مراد بگویند که از شما بسیار رنجیده ایم و صلح میّسر نمیشود مگر که یک دو داه و یک بچه[۱] خدمتگار بجهت ما بهم رسانند و پیشتر از آنکه ما بیائیم ، بجهت ما بفرستند ـ البته فیل چوکهندی را روانه فرمایند[۲] ـ توجه خاطر بندگان دربارۀ شما[۳] بسیار است ، ازان رهگذر خاطر شریف آسوده دارند ـ روز[۴] جمعه حضرت بشکار آهو رفته بودند ـ فرصت داشته ، باوجود لطافت هوا[۵] حیف بود که اوقات بخوش هوائی ضایع کند و آنملاذ به تصدیق[۶] آصف[۷] ملا بابا، دیوانِ بیوتات، بسمت[۸] خزینه‌دار قناعت جسته اند ـ هفت قطعه [به] ملا میر علی و یک قطعه [به] محمود و اسحاق فرستاده شد ـ اگر جلوداران از بنگاله[۹] بطلب فرزندان بفرستند ، باری بطلب قطعها که میدانند فرستاده بیارند ـ ابو نصر و ملا نقیس[۱۰] و محمد حسین وغیرهم ، هر چیزی که داشته باشند[۱۱] ، اعلام بخشند ـ درعوض نائی[۱۲] خود که طلبیده اند ، محمود توشکچیِ خواجه شاه منصور[۱۳] را دلاسا کرده، سامان[۱۴] بوی داده، بفرستند که هیچکس نیست که گردآوری رخت‌ها کند ـ البته درین باب اهتمام بکنند ـ درین‌ولا بیتی از مولانای[۱۵] روم میر حسین آورده بود، مناسب حال خود دیده، نوشت، فرد :

۱- در 'ب' : بجای 'یک بچه' کلمۀ 'غلام' را دارد - ۲- ب : نمایند - ۳- الف : بنده - ۴- الف : امروز - ب : امروز روز - ۵- الف : آهو - ۶- در الف : 'حیف بود ... بتصدیق' را ندارد - ۷- در 'ب' : ندارد - ۸- الف : دست - ب : و بسمت - ۹- ب : جلودار بنگاله - ۱۰- در 'ب' : ندارد - ۱۱- الف : داشتند - ۱۲- ب : ماهی - ۱۳- الف : خواجه شاه را ... ۱۴- در الف : 'کرده سامان' را ندارد - ۱۵- الف : ملا -

ای چو روی زنگیان رویم سیاه
تلخم آمد طاعت و شیرین گناه[1]

دیگر محمود برادر لالو را بفرستند که درینولا بازی حضرت اعلیٰ به بنده عنایت کرده اند ـ بلکه دو سه میر شکاری خوب با خود بیارد ـ اظهار شوقی که درباب مهدی[2] علی و مباحثهٔ او فرمودند ، اگر غرض آن بود که او را با ما بر سر بازار آورند، بی هجوم مشتاق[3] ایشان بر سر بازار بودند ـ چه احتیاج تصدیع بود ـ اگر غرض سفارش بود بعبارت دیگر [نیز] میّسر بود ـ اگر فی‌الواقع غرض بیان اشتیاق بمباحثهٔ او بود، این معنی‌ها[4] که ما فهمیده‌ایم ـ ازین راه دور و دراز[5] شما را کاهلی نباید[6] ـ باوجود کثرت طالب‌علمان[7] خوش‌فهمِ هندوستانی که در هر کور دیهی[8] هستند ، اگر یار فروشی ملا مهدی علی بود، در نظر ملا مظهری کشمیری، رحمتِ خدا بر مراعات حفظ‌الغیب شما باد[9] ـ الحق ملا مهدی علی ما را خدمت بسیار کرده ـ الحال در لاهور بجهت سامان بعضی ضروریات رفته و سرانجام کرده ، فرستاده ـ خود نیز خواهد آمد ـ یوم‌الخرجی روزی یک روپیه بجهت او قرار داده شد ـ داروی چشم و جواهر، صلایه کرده ، بفرستند ـ البته البته در فرستادن صندل و چوبهٔ خوشبوی سامانه،[10] باتفاق خواجه ناصرالدین علی، توجه تمام مبذول[11] داشته ، خود را معاف ندارند ـ

۱- باوجود کاوش بسیار این بیت از مثنوی یا از آثار دیگر مولانا پیدا نشد ـ
۲- الف : مهمد ـ ۳- ب : اشتیاق ـ ۴- الف : سفینه ـ ۵- ب : دراز است ـ
۶- در نسخ : نیاید ـ ۷- ب : طلب غلمان ـ ۸- ب : کوی و دیهی ـ
۹- در 'ب' : ''در نظر ... شما باد'' را ندارد ـ ۱۰- الف : نافه ـ ۱۱- ب : بوده مبذول ـ

میان سلیم در همه اینها[1] محصل بوده - خواجه ناصر را بحال او بگذارند[2] - از احوال شگفته و خواجه محمود[3] غافل نباشند - بجهت صفیه آنچه ضروریات درکار بوده باشد، سرانجام خواهند[4] کرد و ماهیانهٔ داهان[5] را صفیه[6] میداند - هرگاه که موعد بآخر رسد، فکر آنها[7] هم باید کرد -

درینولا فرمان باسم شهباز خان رفت که آنچه در ماهیانه[8] و جاگیرِ مردم زیاد کرده شد، مجری[9] نخواهد بود - درشتی[10] دران فرمان نسبت باو بسیار واقع شده بود - به ابراهیم برادر ملا علی بگویند که همان نقش نگین که آن دفعه[11] بجهت ما در عقیق کنده بودند، بار دیگر بر بی‌عیب‌تر عقیق کنده[12] فرستند و اگر بخریدن و بفرمودن بلکه بگرفتن بهم رسد، البته بهم رسانیده، خواهند فرستاد و ازین که هنوز جلودار[ان] شما از پی میرزا لطف‌الله و ملا حزنی[13] نرفته و هنوز خواهند رفت، دماغ خشک شد - ان شاء الله الکریم، الحال آنها آمده باشند. فرامین قاضی حسین و حسن خان همراه پیرو جلودار فرستاده شد - ازین که حسین[14] از ما رنجیده چیزی[15] ننوشته، ما هم رنجیده ایم، والدعاء -

---

۱- ب : آنها - ۲- الف : بگذارد - ۳- ب : محبوب - ۴- ب : خواهید -
۵- ب : داران - ۶- ب: حنیفه- ۷- الف: آن- ۸- ب: آنچه مردم در ماهیانه- ۹- الف : مجرا - ۱۰- الف: دوستی - ۱۱- ب : دفع -
۱۲- الف : بار دیگر بی عیب کنده - ۱۳- الف : حیرتی - ۱۴- ب : حسن -
۱۵- الف : خبر -

۱۲

بحکیم لطف الله

یہ خط ۲۲ ربیع الاول ۹۸۹ھ (۲۶ اپریل ۱۵۸۱ء) کو فتحپور بھیجا گیا جہاں لطف اللہ کے پہنچ جانے کی خبر آ چکی تھی۔ (الف، ب، د)

تو آمدی و نیامد دلم بجای هنوز
ببین که شوق چه مقدار بوده است مرا[1]

عریضهٔ بندهٔ آرزومند ابوالفتح بمسامع عزّ و جلال خداوندی استظهاری ملاذی، رأفت[2] پناهی حکیم لطف الله برسد و امیدوار است که تا رسیدن صحیفةالعبودیت بخیریت از فتح پور بر آمده[3] باشند ـ فرزندان و متعلقان را در خدمتِ برادر گرامی کریم الدین[4] حکیم همام گذاشته جریده، برفاقت خیرالرفقاء شاه حزن ولی‌شعار[5] بزود تر زمانی، خود را به پابوسی[6] بندگان حضرت اعلی برسانند که مکرر از احوال شما پرسیده اند ـ تا خبر تشریف آوردن شما رسیده[7] فرجهٔ عرض کردن نیافتم[8] ـ چون بتجدید بعضی خدمات دیگر، رجوع فرموده اند، ان شاء الله تعالیٰ امشب که شب

۱- در 'د' : این بیت را ندارد - ۲- د : عطوفت - ۳- د : رانده -
۴- در الف : این اسم را ندارد - ۵- الف، ب : ولی اشعار - ۶- د : پابوس -
۷- در الف، ب : 'تا خبر ... رسیده' را ندارد - ۸- الف : نیافته ام - ب : نیافتیم -

دوشنبه است و بیست و دوم[1] شهر ربیع‌الاول، شب در صحرا، خارج اردوی ظفرقرین خواهد بود و بنده را حکم ملازمت شده است ـ ان شاء الله تعالیٰ فرجه یافته[2] در هر باب سخنان مذکور خواهد کرد ـ خبر آمدن عقل حادی عشر[3] اخوندی ملاذی میرزا جان به بلخ بحضرت رسید ـ بسیار خوشحال شدند و ملا محمد شریف آملی هم از راه قندهار به لاهور رسیده اند[4] ـ میخواهم که شما هم زود بیائید که دیگر تاب و طاقت دوری نمانده است ـ بمخدوم زاده‌های عظام[و][5] کرام‌عموماً و خصوصاً آنکه قابل زیادتی محبت[6] بوده باشند ، دیده بوس[7] برسانند[8] و منزلی که حکیم نو ساخته بودند ، پیشکش آنهاست ـ آنجا خواهند بود ان‌شاء الله تعالیٰ ـ عذر تقصیرات در حین ملازمت خواسته خواهد شد ـ دعای فقیر را باخوندی ملا حزنی[9] رسانند و بگویند که آنچه وعده کرده بودیم ، ان شاء الله تعالیٰ بوقوع خواهد آمد و خلاف نخواهد شد ـ علاقهٔ[10] شاه حزن، نسبت بایشان در چه درجه است ـ چون ملازمان از مهد تا عهد بر مشرب و مذاق دیگر اند ، بشما ازین[11] مقوله چیزی نوشته نشد، مصراع :

خدا این داد ما را و ترا آن

۱- در 'د' : این تاریخ یعنی 'بیست و دوم' را ندارد ـ ۲- در 'د' : 'فرجه یافته' را ندارد ـ ۳- الف، ب : عقل کل حاوی عشره ـ ۴- آمدند ـ ۵- ب : عموم ـ ۶- ب : صحبت ـ د : محنت ـ ۷- د : رو دیده بوس ـ ۸- ازین بعد نسخهٔ 'د' تا 'خلاف نخواهد شد' ناقد عبارت است ـ ۹- ب : حیرتی ـ ۱۰- الف : ملا علاقه ـ ب : بلا علاقه ـ ۱۱- د : ازان ـ

۱۳

بحکیم همام

اس رقعے میں لطف اللہ کو بھیج دینے کی تاکید کی ھے، ساتھ ھی اس کے اھل و عیال کے قیام کے باب میں ھدایات دی ھیں -

(الف، ب)

بتاریخ دوشنبه[۱] آخر ربیع‌الاول ۹۸۹ھ[۲] که بهمراهی نواب میرزا جعفر در رکاب[۳] بندگان حضرت از آب بهیره[۴] گذشته، دران صحرائی که پار[۵] سال شکار قمرغه طرح[۶] فرموده بودند، قریب بده کروه پیاده رفته، حقیقت آمدن یاران و کیفیت خصوصیات احوال ایشان بعرض رسانید - توجهات زیاده از حد اندازه فرموده، پرسیدند که چند روز دیگر خواهد آمد - عرض کرده شد، ششم همین ماه به فتح پور رسیده‌اند و حکیم همام ایشان را یک هفته نگاهداشته که خورپزهٔ[۷] شیرین بخوراند[۸] - حکیم همام[۹] نوشته بود که چند روز یاران را نگاهداشتیم - هرگاه خورپزه میخوریم شما، را یاد میکنیم - شما هم در وقت آب چناب خوردن ما را یاد خواهید کرد و دیگر از شما پرسیدند که هیچ فرزندی بهم رسانیده است یا نه و احوال لنکی بائی[۱۰] هم پرسیدند و از فوت شدن میرزا نورالدین محمد و خصوصیات رسیدن خبر فوت او . پرسیدند که شما ازین معنی بیشتر ملول شده باشید یا

۱- ب : روز شنبه - ۲- ب : ۹۹۹ ھ که نظر به فوت او در ۹۹۷ ھ خطای فاحش است - ۳- الف : جلو - ۴- ب : مهره - ۵- الف : هزار - ۶- ب : طرحه - ۷- ب : خرپزه - ۸- ب : بخورند - ۹- ب : همان - ۱۰- در نسخ : لنگی بای -

حکیم همام - باهم برادران بچه[1] نوع سلوک میکنند و ازین قسم حرف و حکایات[2] بسیار مذکور شد و از اوضاع ملا میرزا جان[3] پرسیدند و سخنان بسیار مذکور شد - بهمه حال یاران را بخیریت روانه فرمایند و اگر حاشا تا حال روانه نفرموده باشند، بمجرد رسیدن این خط روانه فرمایند - فرزندانِ[4] میر لطف الله را پیش خود نگاهدارند[5] -

دیگر به تقریبِ سخن، ضبطی که نواب ملاذی عطوفت و شفقت شعاری شیخ ابراهیم در فتح پور نموده، بعرض رسانیده شد - سوگند دادند - [به] سرِ من[6]، [باور]داری که همین طور که حکیم همام نوشته بود ، عرض کردم که تا[7] حضرت تشریف از فتح پور برده اند، یک گاوی از کس دزد نبرده - شیخ ابراهیم[8] بسیار بسیار خوب ضبط کرده است - نوشته بود که در پرگنه مهاون[9] دزدان سر بر آورده بودند - نواب شهباز خان چنین صلاح دیدند که پرگنه مهاون[10] بجاگیر شیخ ابراهیم مقرر باشد - شیخ ابراهیم گفته که جاگیر بی حکم بندگان حضرت نمی توانم گرفت - مدتها این نزاع بود - بعد ازان شهباز خان گفته که چون بجاگیر خود مقرر نمیدانی ، پس به کروری شما مقرر باشد - شیخ ابراهیم[11] بآنجا کس خود را فرستاده که رفع و دفع متمردان[12] بالکل کرده است - حضرت بدولت فرمودند که بیتره[13] ولد متوره[14] سهیل میگوید که اگر هرگز دران پرگنه دزد بوده

۱- ب: چه - ۲- ب : حکایت - ۳- الف : خان - ۴- در 'ب' : 'و اگر حاشا ... فرزندان' را ندارد - ۵- انف : نگاهدارید - ۶- ب : بحرمن - ۷- ب : نوشته بودتا - ۸- ب : یک کار از کسی که سربرزده' شیخ ابراهیم است - ۹'۱۰- ب : مهادن - ۱۱- در 'ب' : بجای 'پس به کروری ... ابراهیم' کلمات 'بخالصته و الا ضبط کن پس شیخ' است - ۱۲- ب : ۱۳- الف : بیره - ۱۴- ب : میوره -

باشد[1]، ما گناه‌گار بوده باشیم - شیخ ابراهیم میل آن جا داشت، این سخن را بهانه کرده اند - بنده عرض کردم که چون کروری پدر او را تغییر کرده اند، این احتمال بیشتر که این جماعت دروغ عرض کردند[2] - بهمه حال اینقدر عرض کرده شد - در تعریف[3] شیخ ابراهیم پریروز بسیار بسیار سخنان نیک مذکور شده بود - در وادی عمارتِ خانه در[4] خواجه خلیفه ساختن اهتمام از جمله لوازم فضایل شعاری محبت آثاری خواجه ناصرالدین علی خواهند دانست - دیگر بتاریخ روز جمعهٔ گذشته حضرت از روی کمال توجه لطفها فرموده، بنده را امین و دیوان گردانیدند[5] و حکم فرمودند که از خصوصیات جمیع معاملات اطلاع حاصل کرده، بما عرض خواهی کرد - چند روز پیشتر[6] عرض روز چوکی دوشنبه هم حکم شده بود - باری الحمدالله علی کل حال [حدیث، احیاءالعلوم، مصر ۱۳۲۶ ه ق، ج ۲ ص ۱۴۱] که توجه خاطر اشرف روز بروز مزید است - در وادی نواب اقبال آثاری شهباز خان بسیار سخنان مذکور شده است - شاید میان کرم الله نوشته باشند - فرجهٔ کتابت کردن نداشت - از خصوصیات اوضاع با خبر سازند که اصلاً از شما خبر نداریم - بتاریخ روز چهارشنبه[7] سلخ شهر مذکور از موضع شکار نوشته شد، والدعاء -

حاشیه[8]:

در خدمت مولانا محمد شریف اکثر اوقات شبانروزی محظوظیم و

۱- ب: است - ۲- الف: در 'ب': جملهٔ "این احتمال ... کردند" را ندارد - ۳- ب: تعریفات - ۴- در نسخ: درخانه - ۵- ب: ساختند - ۶- ب: پیشترهم - ۷- نظر باینکه در آغاز نامه "دوشنبه" است، میشود گفت که او تا "چهارشنبه" مشغول انشای این نامه بود - ۸- ب: رقعه آخری -

صحبت‌های نیک نیک میداریم ـ یکدم از یاد شما غافل نیستند و شما را یاد میکنند و ما را غمگین نمی گذارند و لوازم مهربانی و آشنائی بتمام و کمال بعمل می آورند، بیت :

ایام را ز درد دل ما ملالت[1] است
حاجت بشرح نیست که مارا چه حالتست

۱۴

بحکیم لطف الله

یه رقعه ۸ ربیع الثانی ۹۸۹ھ (۱۲ مئی ۱۵۸۱ء) کو تحریر هوا اور حکیم لطف الله کے نام فتحپور بهیجا گیا - اس میں تاکید کی ہے که خط ملتے هی روانه هوں اور جلد یهاں پهنچ کر شرف باریابی حاصل کریں - (د)

ایندو کلمه بتاریخ هشتم [ربیع‌الثانی ۹۸۹ھ] تحریر یافت که اگر تا رسیدن بهمراهی خیر و سعادت بیرون نیامده باشند، بعد از مطالعه اصلاً توقف نفرموده، از حضرت مریم مکانی ضمایر سفارش گرفته، بزودی، بایلغار خود را برسانند که دیگر تاب و طاقت جدائی نمانده است ـ حقا از تاریخی که از شما جدا شده ایم ، اسرار و خفا[2] در خاطر گره شده است ـ بحق برادری که اصلاً توقف نکرده . . . بی هیچ اسباب، بایلغار راهی شوند ـ رباعی شنیده شده بود، از مرحومی شاه ابراهیم، نوشته شد ـ

۱- الف : خجالت - ۲- در اصل : خضاب -

جنت که ز خاک مرده جان انگیزد   از چشمهٔ زندگی و جان انگیزد
در مهد ازل نیاز پروردهٔ تست   هر فتنه که آخر زمان انگیزد

درینولا شنیده شد اخوی[1] نامی در ولایت که تازه درِ توفیق بر روی او گشوده، سر او را بر عرش سخن سوده، این رباعی گویانده اند:

تا زلف، بروی همچو مه خواهد بود   تا خط، شه حسن را سپه[2] خواهدبود
گر خانه ز خشتِ آفتابم سازند   روز منِ دلخسته سیه خواهد بود

از نادرالعصر خواجه حسین هیچ خبری[3] نداریم جز اینکه قبل ازین کتابتی نوشته بودند و غزلی که دو سال پیشتر گفته بود، دران نوشته ـ کمال بی پروائی خود را در سخن، بآن وسیله وانموده ـ دعای فقیر را بلطف عمیم قبول فرمایند ـ

نواب نامدار اقبال آثاری زین خان کوکه شما را یاد کرده اند و همیشه در مجالس انس به نیکوئی ذکر میکنند ـ نواب ملاذی شیخ ابوالفضل دعا میرسانند ـ فرصت نشد که بوعده وفا کرده، این خط را بایشان رسانیده بشرف [ملاحظه خود را] مشرف سازد ـ بسرعت، بواسطهٔ سریع متوجه شدن شما، جلودار روانهٔ ملازمت نموده ـ سال های بسیار باقی باشند ـ در وقت آن هشت اشرفی به کسان مرزا جعفر برسانند ـ همه ضروریات از [قبیل] خیمه و شاسیانهٔ مستعد و تیار همراه است.....آسده خود را تصدیع بدهند ـ بعد گذشتن از شهر لاهور و نزول باغ دولت خان، نوشته شد ـ

غلام بچهٔ نوخرید، لقمان نام دارد و در سه روز قصیدهٔ بامدادِ

۱- در اصل : محوی ـ   ۲- در اصل : سیه ـ   ۳- در اصل : چیزی ـ

عید انوری را تمام یاد گرفته است و بر سر هژده بیت یک تنکه انعام باو مشخص است ـ فطرتی است، بواسطهٔ یک تنکهٔ دیگر میخواهد هر روز ده بیت دیگر یاد کند ـ

غالب ظنِ فقیر آنست که در راه بملازمتِ نواب آثاری شهباز خان ملحق شوند ـ اگر بجان فقیر صدمتی پیدا کنند دعای بنده برسانند [و] بگویند که در حفظالغیب خود را معاف ندانند ـ بنوابِ فضایل و کمالات شعار، میان کرم‌الله بیشتر از سابق همراهی کرده شده است، والدعاء ـ

۱۵

بحکیم همام

یہ رقعہ جیسا کہ ابتدائی سطور سے ظاہر ہے حکیم ابو فتح نے اس وقت فتحپور بھیجا جب وہ نیلاب سے تین کوس پر تھا ـ (الف، ب)

بتاریخ روز چهارشنبه[۱] سیزدهم جمیدالثانی ۹۸۹ھ[۲] به برادر خورد[۳] حکیم همام از سه[۴] کروهی نیلاب نوشته میشود ـ الحمد لله علی الصحه و السلامه مکروهی حاصل نیست و نگرانی بجانب احوال خیرمآل آن برادر بسیار است ـ امید که در زمانِ صحت و مکانِ عافیت بوده باشند ـ واجب‌العرضِ شیخ ابراهیم جواب شده است، پیش

۱- الف: بتاریخ بیست و هشتم چهارشنبه ـ ۲- ب: سنه ۹۹۹ھ که خطاست ـ
۳- ب: خود ـ ۴- الف: سی ـ

بنده است - در دفاتر گذرانیده بملازمت فرستاده خواهد شد - به ایشان بندگی ما برسانند و بگویند که در اخلاص دوستی تقصیر نکرده ایم و نخواهیم کرد - معلوم نیست که درین مدت آشنایان شما بکار شما آنقدر آمده باشند - در وادی جاگیر و ماهیانهٔ شما و آن جماعتی که بی جاگیر در آنجا اند[۱]، حکم ماهیانه شده است و از ابتدای رجب که سر فصل خریف است شما را به همراهی ما جایگیر حکم کرده اند - میخواهم که پرگنهٔ داشته را بگیرم، خدا مبارک خواهد کرد - دیگر آنکه شما جلودار دیر دیر میفرستید، خوب نیست و در وادی شاه[۲] جمال‌الدین حسن[۳] فرمانی از روی لطف بسیار حاصل کرده به جلودار او داده خواهیم فرستاد و جلوداری هم بجهت آوردن ملا ابوالفضل و مریم فرستاده ایم - شما هم البته چیزها بنویسید و حکایات بسیار است اما فرصت نیست و فیل را چوکهنڈی[۴] بسقرلات پوشیده موم‌جامه تیار کرده بزودی[۵] بفرستند که بجهت برشکال درکار است - ان شاء الله زود خواهند[۶] فرستاد و هر قدر زری که کسان نواب اخوندی[۷] میرزا جعفر درکار داشته باشند البته البته خواهند داد و اصلاً اهمال نکرده[۸] از آنها بهمه وجهی خبردار بوده، اعتماد بمردم دیگر نکرده، خود وارسند - بخواجه ناصرالدین علی سلام رسانند و بگویند که در وادی عمارت کردن خود را معاف ندارند که عذر مسموع نخواهد بود[۹] - روز بروز از اوضاع خبردار میکرده باشند - تا امروز یقین که یاران را روانه کرده خواهند[۱۰] بود، والدعاء -

---

۱- ب : بی جاگیر اند، در اینجا . . .   ۲،۳- در الف : ندارد -   ۴- الف : چوکندی -   ۵- ب : زود -   ۶- الف : خواهید -   ۷- الف : اخوی -   ۸- ب : نگردد -   ۹- ب : ... تا مسموع خواهد بود -   ۱۰- الف : خواهید -

۱٦

بحکیم لطف الله

یه خط جو پنڈی میرک سے فتحپور بهیجا گیا بظاهر ۱۳ جمادی الثانی ۹۸۹ھ کے چند روز بعد تحریر هوا، جب اطلاع ملی که لطف الله ربیع الاول کی ٦ تاریخ کو فتحپور پهنچ گیا اور چند روز بعد حکیم کی طرف روانه هوگیا - بقیاس قوی اس خط کی تاریخ تحریر دو شنبه اواخر جمادی الثانی ۹۸۹ هجری هے -
(الف، ب، د)

از نرسیدن کتابات فرستاده یا نفرستاده از کاهلی شما همانقدر ملول شدم که از عدم وصول عرایض مشتاقانهٔ خود، مکتوب شریف که مشتمل بر خبر رخصت برادر بجان برابر، مصحوب ولد مهتر سعادت روانه فرموده بودند، رسید - ما هم نازله[1] [را به] منزلهٔ ده ده کتابت[2] تصور کرده در تواتر ارسال عرایض تقصیری نکرده ایم - الحمد لله که سخن نامه و پیام و گلهٔ دیر فرستادن و نفرستادن را بزود آمدن شما بانجام [رسانیده][3] و حرف شوق و آرزومندی دیرینه را مواجهاً از سر گرفته[4] میشود و حالا گله و شکایت هم از دیر آمدن شماست - همراهی شما بمردم محل از قسم همراهی همراهان دیگر نیست که تا در پرده سرا ضروری باشد - خبر آمدن شما از عرضداشتی که مصحوب نرائن[5] داس بدرگاه روانه کرده بودند، خوانده شد، مصراع :

هر که پیدا میشود از دور پندارم توئی

[دیوان کامل جامی، تهران ۱۳۴۱ ھ ش، ص ۷۰۴]

۱- الف، د : نازل - ۲- ب : کتاب - ۳- الف، د : رساند - ب : رسانید -
۴- الف : بر گرفته - د : از سر گروه شود - ۵- د : رام -

درکار بود - روانه نکردن[1] قاصد نه تنها ازین رهگذر بود[2] که متیقن بودم که هیچ قاصدِ صادر و وارد[3] صبا و شمال پیشتر از شما بما نخواهد[4] رسید - بلکه بواسطهٔ روحانی که واقع شده بود، دست محرومی که حواس باطنی و ظاهری را از استعداد جرأت خط نوشتن انداخته بود طاری شده بود[5] - ''العذر عند کریم الناس مقبول'' [خزینة الامثال، کانپور ۱۲۷۰ ھ ص ۱۳۲] آمدن بوقت شما بندگان حضرت و هم دولت خواهان صاحب شعور را منبسط دارد[6] و برادر گرامی آصف جاهی خواجه شمس‌الدین محمد به دعاگوئی مشغول اند - جواب رقعهٔ شریف بعد از رسیدنش بی مفاصله[7] نوشته شد - سه گهری از روزِ دوشنبه گذشته، در کنار پندی[8] سیرک که الحال حضرت با مردمِ محل، آنجا بسر[9] برند و احتمال آن دارد که اگر کوچ شود آخر امروز [10] شود - والدعاء -

---

۱۷

به حاجی صوفی -

جیسا کہ رقعہ کے پہلے جملے سے ظاہر ہے یہ علاقہ رهتاس سے فتحپور بھیجا گیا، حکیم اس وقت بادشاہ کے همرکاب پایۂ تخت کو واپس هو رہا تھا - (الف، ب، د)

عجب نیک آمدی مشتاق دیدار تو من بودم[11]

۱- ب، د : کردن - ۲- ب : است - ۳- در 'د' : کلمات 'صادر و وارد' را ندارد - ۴- د : خواهد - ۵- مفهوم کلمات 'بلکه بواسطه ... شده بود' نامفهوم ماند - ۶- د : ساخت - ۷- د : بتقاصد - ۸- د : ندی - ۹- الف، ب : بسر انجام - ۱۰- الف، ب : آن روز - ۱۱- الف : بودم من - د : میبودم -

بتاریخ بیستم شهر شعبان‌المعظم ۹۸۹ه[۱] از نزدیکی[۲] رهتاس بیار[۳] گرامی خواجه حاجی[۴] صوفی سلمه الله تعالیٰ نوشته میشود - الحمد لله علیٰ الصحه والسلامه، مکروهی جز مفارقت مکسّر[۵] احباب واقع نیست و سلامتی[۶] حاصل است و از شنیدن خبر رسیدن شما بحوالی جونپور[۷] بی نهایت خوشحال شده ایم - بحق آشنائی سوگند است که دل‌نگرانی بجانب آن برادر بسیار بود که مبادا بواسطهٔ خاطر جزویات دران ولایتِ خراب شده چندی دیگر خواهند که بمانند و از آنچه [آنجا] مانده باشند پشیمان نباشند[۸] - بهمه حال خوش آمدند[۹] و صفاها و نور آوردند - شوق ملاقات[۱۰] بسیار است و تعریفات و نکوئی‌های شما مکرر در مجلس بهشت آئین مذکور شده است - اگر میل آرزوی ملازمت حضرت خلافت پناهی داشته باشند بخدمات نیک ممتاز خواهند شد ان شاء الله تعالیٰ - اگر میل مدد معاش هم داشته‌باشند[۱۱] میسر است و اگر میل تجارت داشته باشند[۱۲] این معنی در فتح پور که پای‌تخت است[۱۳] بهتر میسّر است - بهتر و اولی آنکه در انجا[۱۴] بوده باشند - دو کلمه بنواب اقبال آثاری اسمعیل قلی خان[۱۵] نوشته شده است، کرم کرده[۱۶] خود به[۱۷] آگره رفته معامله که با بدیع‌الزمان نموده بود، صورت داده به فتح پور تشریف آورند و اگر دران سرکار فیل دندان‌دار نیک توانند بهمرسانند[۱۸] - سه فیلِ نیک

۱- ب : ۹۹۹ه که خطاست - ۲- ب : نزدیک - ۳- د : نهاپیر ؟ ۴- در الف، ب : ندارد - ۵- الف : تکسر - ب : تکثیر - در 'د' : ندارد - ۶- ب : سلامت - ۷- الف : بخوبی - ب : بجونپور - ۸- د : نشوند - ۹- ب : آمدید - ۱۰- د : ملازمت - ۱۱، ۱۲- الف : باشد - ۱۳- الف، ب : در فتحپور بهتر میسر است که پای تخت است - ۱۴- الف، ب : درینجا - ۱۵- الف، ب : اسمعیل خان - ۱۶- ب : گفته - ۱۷- د : تا - ۱۸- الف، د : بهمرسانید -

به قیمت دو سه هزار خریداری نموده همراه آورند و البته دران نواحی تفحص و تجسس نموده دو داه صورتی و دو غلام بچه، پخته[1] بفهم بهمرسانند و بهیچ وجه خود را معاف ندارند که عذر اصلاً و قطعاً مسموع نخواهد بود ـ بحق نمک که اگر آنچه نوشته‌ام بهم نرسانیدند[2] از شما خواهم رنجید ـ البته البته هزار البته که هر قدر سعی[3] داشته باشند، بوقوع آورند ـ یار عزیز خواجه محمد خان[4] را سلام رسانیده[5] بگویند که نیکوئی ها و همراهی‌های شما را چه عذر بگویم ـ انشاءالله تعالیٰ تلافی کرده شود ـ هر اراده که داشته باشند متوجه فتح پور شوند که خدا آسان کند ـ خواجه محمد خان[6] البته در وقت آمدن، غلام بچهٔ نیک بجهت ما بهمرسانیده خواهند[7] آورد،[8] والدعاء ـ

۱۸

بشاه حزن ولی

یه خط ۱۶ رمضان المبارک ۹۸۹ هجری (۱۴ اکتوبر ۱۵۸۱ء) کو لاهور کے علاقے سے فتحپور لکھا گیا، جہاں شاہ حزن ولی چند ماہ قبل حکیم لطف اللہ کے ساتھ دکن کی راہ سے آئے تھے - اس خط میں حکیم نے انھیں حاجی پور اور جونپور کے علاقے کی صدارت کا مژدہ سنایا ہے - (الف، ب، د)

۱- الف، د : غلام بچه بفهم - ۲- الف : نرساندند - د : نرسانند - ۳- د : هر سعی و رشد که . . . ۴، ۶- ب - ،د : جان - ۵- د : برسانند - ۷- ب : خواهد - ۸- الف، ب : فرستاد -

بیا و از دل من کوه های غم بردار
ز غم هلاک شدم، عمر[1] من، قدم بردار

نواب اعلم العلماء علامی فهامی ملاذالفضلاء[2] شاه حزن‌ولی سلامت بوده باشند - چون بیش ازین تاب مهجوری نمانده است و عهد[3] خوربزهٔ فتح‌پور هم که[4] گذشته و هنوز شروع در مویز انگور و[5] کشمش صوبهٔ پنجاب نشده است، مصلحت اینست که پی تقریب[6] حکیم همام بیش ازین درانجا توقف نفرمایند، بیت :

نه مرا طاقت صبر[7] و نه دل شیدا را
وقت آزردن ما نیست مرنجان ما را

تا خبر[8] بر آمدن شما از دکن[9] بحضرت اعلی خلد الله ملکه ابداً رسیده، از ده مرتبه متجاوز خصوصیات ملازمان پرسیده اند و آنچه در هر مجلس گنجایش داشته گفته شده است - حتی پریروز [حضرت]بدولت پرسیدند[10] که از آمدن ملا حزنی[11] بیشتر خوشحال شده ای[12] که از آمدن ملا میرزا جان ؟ - بنده عرض کردم که از مسایل[13] علمی[14] ما را از ملا میرزا جان امید استفاده است و از ملا حزنی[15] هم میسر است و چندین حلیات و قابلیات[16] دیگر ملا حزنی[17] را حاصل است که اخوند ازان بهره ندارد - مجملاً زود می‌باید آمد و هندوستان را رشک عراق و

۱- ب : جان - ۲- در الف : کلمات ''فهامی ملاذالفضلا'' را ندارد - ۳- د : مزه - ۴- د : از - ۵- در 'د' : کلمات ''مویز انگورو'' را ندارد - ۶- الف : که تقریب - د : که بقرب - ۷- د : طاقت و صبری نه . . . ۸- الف : تاخیر - ۹- الف'د: دکهن - ۱۰- الف' ب : بجای ''حتی . . . پرسیدند'' کلمات ''چون پرسیدند'' دارد - ۱۱- الف : حیرتی - ۱۲- د : ام - ۱۳- ب : رسایل - ۱۴- درالف : کلمات ''جان . . . علمی'' را ندارد - ۱۵- الف: حیرتی - ۱۶- ب: حثیات جلباب قابلیات - د: قابلیات و حسنات - ۱۷- الف : حیرتی -

خراسان [باید] گردانید ـ چه نویسم که از خبر مقدم مسرت بخش ملازمان چه مقدار شغف[۱] و خوشحالی یافته است ـ اگر اظهار آن نمایم اندیشه آنست[۲] که مبادا ملازمان در مقام ناز شوند، فرد :

اندیشه کنم هر شب و گویم یا رب
هجرانش چنین است وصالش چونست
[دیوان رودکی، تهران ۱۳۱۹ هش، ص ۱۰۳۷][۳]

دعا و نیازمندیِ فقیر قطع نظر از رقابت[۴] بخان[۵] خود برسانند ـ ملا مظهری کشمیری که از شعرای نیک است والحق طبع نیک[۶] دارد ـ عمده قابلیتش اینکه غایبانه از مریدان مخلص[۷] ملازمان است و از جانب ملازمان بشعرای عراق مناظره‌ها[۸] کرده و این از جمله سخنان اوست[۹] که در برابر حسن بیگ سنگز[۱۰] اوغلی گفته است که خجالتی از خبر اسم شریف دارد،[۱۱] بیت :

با رقیبان الفت از حد میبرد[۱۲] هان ای فلک
آنهمه تقریب اسباب جدائی ها کجاست

رباعی ملا مظهری[۱۳] :

آن دزد که پیوسته سخن می دزدد — گه از خسرو گه از حسن می دزدد
اشعار ولی و تونی و حزنی را — درپیش من از بیاض من‌می‌دزدد[۱۴]

۱- الف،ب : شفقت ـ د : سغف ـ ۲- الف : ایست ـ د: مینمایم ـ ۳- این بیت را به انوری (دیوان بتصحیح مدرس ص ۹۸۵) قطران تبریزی (تاریخ ادبیات صفا ج ۲ ص ۴۳۰) و ظهیر فاریابی (دیوان بتصحیح هاشم رضی ص ۲۹۱) نیز نسبت داده اند ـ
۴- الف، ب : رفاقت ـ ۵- ب: بجای ـ ۶- د: نیکی ـ ۷- ب : و مخلصان ـ
۸- الف، ب : مناظره ـ ۹- الف : سخن هاست ـ ب: سخنان است ـ ۱۰- د : شکر ـ ۱۱- در 'د' : کلمات ''که خجالتی . . . دارد'' را ندارد ـ
۱۲- ب، د : میرود ـ ۱۳- در 'د' : قبل ازین بیت زیر از حسن بیگ را نیز دارد ـ

دزد برسر کویتو جمعیت اغیارم سوخت
چه شد اما فلک تفرقه انگیز کجا است

۱۴- در 'ب' : این بیت را ندارد ـ

و بر سر این رباعی در تبریز آزار هم[1] کشیده و از آنها گریخته و حسن بیگ ملا مظهری[2] را دنبال کرده و ملا مظهری گفته است :

سبحان الله چه مضحکی داشت
آن از پی من دویدن تو[3]

خوشحال یافتن بندگان حضرت اعلیٰ خلدالله ملکه ابداً، در شکار گاه و همت و دلیری میرسامان ما در رکاب در آمدن، و بدیدن قراول و جان بسلامت بردن[4]، بعینه در رنگ خوشحالی دیدن شماست ـ در این طرفِ سرهند قبل ازین آمدن بارادۀ شما بود و حالا درین حسب‌الحکم شما را باینطرف دهلی باید آمد که فرمان جهان‌مطاع صادر شده که تمامی مردم که در فتح پور و آگره بوده اند اوّلا تا دهلی[5] تشریف آورند و بعد از بر آمدن جمیع[6] تا دهلی، سبقت شما را تا سرهند قبول نداریم بلکه متوقع بیشتر[7] ایم ـ فرمان جهان‌مطاعِ عالم‌مطیع که بطلب آن جماعت عزّ اصدار[8] یافته بود و الحال[9] که روز یکشنبه شانزدهم ماه مبارک رمضان است که همه روزه فی‌الحقیقت غرۀ شوال است[10]، بدست جلوداران خاصه میوها[11] ارسال فرمودند، خاطر یک مرتبه جمع شد که زود تر تشریف خواهند آورد ـ هنوز[12] اندک[13]

۱- الف : دربر ابراز - ۲- در 'د': ندارد - ۳- در الف' ب: این بیت را بصورت نثر نوشته اند بدین صورت : که سبحان الله چه مضحکی داشت آن ازپی دویدن - و نیز در 'د' : این نامه بهمین بیت ختم میشود و عبارت بعدی به رقعۀ دیگری پیوسته - ۴- در 'ب': این جمله بدین طور است: همت ولی را بر سامان قرار پا رکاب در آمدن دیدند مرا دل و جان بسلامت بردن - در 'د' : این جمله را ندارد - ۵- در الف' ب : ندارد - ۶- ب: جمع - ۷- د: بیشترهم - ۸- الف' ب : اعزاز- ۹- الف' ب : الحال بنده - ۱۰- در الف' ب : این جمله بدین طور است : که نیم روز غره فی الحقیقت شوال است - ۱۱- الف' ب' : میورها - ۱۲- درنسخ : تاهنوز - ۱۳- الف : یک - د : آمدن -

دغدغه هست که بازماندگان به امید[۱] شما میبودند چون شما تشریف می آورید[۲] به یکی از ملازمان امر فرمائید[۳] که از احوال ایشان با خبر باشد و یقین که بواسطهٔ خرجی تنگی نخواهند[۴] کشید ـ آنقدر که طلب نمایند[۵] حکم خواهند فرمود که برسانند[۶] و نواب حکمت پناهی هم برات باسم ملازمان قلمی فرموده اند ـ

حاجت به اینهمه[۷] مقدمات و مبالغه نبود[۸] اما چون خواجه ناصرالدین علی[۹] دران صد کروهی هست، بصد برابر آن مبالغه محتاج میداند ـ امیدوارست[۱۰] که پیشتر[۱۱] از رسیدن فرمان، بوصول خط فقیر، ملازمان از فتح پور بر آمده باختیار خود راهی شده باشند[۱۲] ـ احتیاج مبالغه در برآمدن نمیداند ـ بهمه حال اگر [تا] آنوقت بر نیامده باشند، باتفاق یاران بر آیند ـ اینقدر سعی فرمایند که عرضداشتِ حضرت به یکم حاصل کرده، یک دو[۱۳] روز پیشتر[۱۴] از آنها بشرف ملازمت و کورنش سر افراز[۱۵] گردند و خود را در رفاقت معطل ندارند ـ

در تاریخ مذکور این دو کلمه نوشته بود، در شب چهار شنبه [نوزدهم] شهر رمضان بندگان حضرت خلافت پناهی قبله گاهی از شکار گاه بطرف اردو می آمدند ـ شما را یاد فرموده[۱۶] بسی عنایات[۱۷] ظاهر[۱۸] کردند[۱۹] و شیخ ابوالفضل در یارفروشی خود را معاف نداشته اند[۲۰] ـ

۱- الف: نومید - ۲- الف: آوردند - ب: آوردید - د آورند - ۳- الف، د: فرمایند - ۴- الف، ب : نخواهد ۵- الف، ب : فرمایند - ۶- الف، ب : برساند - ۷- الف : باهمه - ب : اینهمه - ۸- ب : نیست و نبود - ۹- الف: چون ناصر الدین- ب: علی را - د: خواجه ناصر- ۱۰- در الف، ب: کلمات "بصد . . . امیدوار است" را ندارد - ۱۱- د : پیش - ۱۲- الف، ب : باشد - ۱۳- ب : یک روز- د : یک دوسه - ۱۴- در 'ب' : ندارد - الف : از آنها پیشتر - ۱۵- الف : سزاوار- ۱۶- در الف، ب : کلمات "شما را یاد فرموده" نیست - ۱۷- ب: عنایت - ۱۸- ب، د : اظهار - ۱۹- الف : کرده اند - ۲۰- الف: نداشت -

مجملاً خدمتِ آن صوبهٔ جونپور و حاجی‌پور تا پوربه[1] بشما حکم شده و صوبهٔ بنگ[2] تعلق[3] به حکیم عین‌الملک و میان دوآب[4] به‌شیخ فیضی دارد و کڑه[5] و مانک‌پور و این طرف[6] به شیخ ابوالفضل و سهرند و دهلی و آگره وکالپی[7] و مالوه و گجرات و حصار فیروزه[8] بفقیر و بعضی تقسیمات دیگرهم[9] شده است ـ بعد از تسلیمات[10] معلوم خواهد شد ـ

۱۹

بحکیم همام

یه رقعه اواخر ۹۸۹ھ (۱۵۸۱ء) میں نواح لاھور سے فتحپور بھیجا گیا جب حکیم بادشاہ کی معیت میں جہلم کی طرف جا رھا تھا ـ شاہ منصور کو اسی سال اس کی سرکشیوں کی پاداش میں سزائے موت دی گئی - مرزا جعفر نے ''ثانی منصور حلاج'' کے کلمات سے اس کی تاریخ نکالی جس سے اس خط کی تاریخ معین ھوئی - بتایا ھے کہ تین چار ماہ تک ھم فتحپور پہنچ رھے ھیں -

(الف، ب، د)

از بخت شکر دارم و [از] روزگار هم[11]

[دیوان حافظ، چاپ قزوینی، ص ۲۴۹]

سی کروهی لاهور را دست[12] چپ گذاشته که اردوی ظفرقرین بطرف دامن کوه میگذرد و امرای رفیع‌القدر جا بجا و تهانه به تهانه

۱- الف : آنصوبه تا پوربه - د : آنصوبه بشما . . . ۲- یعنی بنگاله -
۳- در الف، د: ندارد - ۴- در الف، د: ندارد - ۵- ب: آگره - ۶- در 'د' : کلمات ''این‌طرف'' را ندارد - ۷- الف، ب : کابل - ۸- در 'ب' : کلمات 'حصار فیروزه' را ندارد - ۹- الف، ب : تقسیمات شده - ۱۰- د : ملاقات -
۱۱- الف: از بخت خود بشکرم وز روزگارهم - ۱۲- د : در دست -

مشخص کرده[1] میگذارند[2] و بدولت‌العود الحمد گویان به فتح پور مراجعت بخیر و خوبی خواهند فرمود [که] در عرض سه چهار ماه صورت بیابد ان شاء الله تعالیٰ ـ اگر از امتعهٔ اینجا[3] چیزی[4] درکار داشته باشند اعلام فرمایند که سرانجام کرده فرستد و از آنجا[5] از سرکار ناصرالدین علی اگر دوپته[6] کار سیارگام[7] بوده باشد پنج [یا] شش[8] دستی[9] گرفته فرستند و اگر شما بجهت حضرت خواجه افضل هرچه تحفه و هدیه خواهید[10] فرستاد ازین بهتر وقت نمی باشد که ایشان در مشهد اقدس تشریف دارند ـ شیخ الاسلامِ مدرسه[11] و ناظر آستانه و مدارالملک خراسان اند، و معرکهٔ درس و بحث گرم میدارند ـ هر روز زیارت کرده در آستانه فاتحه میخوانند و قاضی حبیب، قاضیِ کاشان[12] هنوز در لاهور است و خواجه سلطان احمد [قوام][13] را هم حضرت خراسان بجهت آوردن اسپ و ضروریات دیگر[14] درین چند روز روان میکنند ـ بنده هم بعضی تحف و هدایا بجهت ایشان خواهم فرستاد ـ خط‌ها نوشته بودند، در راه تاراج شد ـ

قاضی نورالدین بسیار ترقی در اشعار کرده[15] ـ آنچه از هر کس و یاران شنیده بود[16] قلمی شده بنظر اصلاح[17] خواهد در آمد ـ ملا[18] شهاب‌الدین استرآبادی در ترکِ خدمت و صحبت خلق،[19] بجهت خدا جوئی میگوید بیت :

۱- د : امرای رفیع القدر را جا بجا جاگیر فرموده بآنها مشخص کرده - ۲- ب : میگذارد - در 'د': ندارد - ۳- د: آنجا - ۴- در الف، ب: ندارد - ۵- نسخهٔ 'د' : ازین ببعد تا "هنوز در لاهور است" فاقد عبارت است - ۶- الف : دوسه - ۷- الف : کارساز گام - ۸- الف : پنج و شش - ب : باپنج شش - ۹- الف : داهی - ۱۰- ب: خواهند - ۱۱- ب: مدرس - ۱۲- الف : قاضی حبیب و قاضی کاشان - ۱۳- درنسخ: قوم - ۱۴- الف،ب: بجهت آوردن ضروریات - ۱۵- الف، د : ترقی کرده - ۱۶- ب : شنیده شده بود - ۱۷- الف : صلاح - ۱۸- ازین ببعد نسخهٔ 'د' تا 'من از ناوکش پر برآورده باشم' فاقد عبارت است - ۱۹- الف، ب: در خدمت ترک صحبت خلق -

مه در گرداب دیده گوئی رویت
آن مه که بگیرد ابر را گم گردد[1]

قطعه :

خوش آن تیز دستی که تا سوی خنجر   کند میل صد زخم‌ازو خورده باشم
بسوی کمان دست نا برده باشد   من از ناوکش پر بر آورده باشم

حکایت :

دو جا غیرت کند زور[2] آزمائی   چنان گیرد کزو نتوان رهائی
یکی جائی که عاشق‌بیند از دور   ز شمع خویش[3] بزم غیر پر نور
دگر جائی که معشوق وفا کیش   به بیند نو گلی با بلبل خویش
که دیدی بی وفائی های مردم   بمردم آشنائی های مردم
حقیقت کو مروت‌کو وفا کو   اگر داری نصیب جان ما کو
چو خسرو جست از شیرین‌جدائی   معطل ماند شغلِ دلربائی[4]

[''فرهاد و شیرینِ'' وحشی بافقی، تهران ۱۳۳۹ ه ش، ص ۵۲۰-۲۷]

بیت :

چندان براهت آمده ام دمبدم که دی
می آمدی و من ز خجالت نهان شدم

رباعی :

از دیدهٔ کج دلبر رعنا را چه   از بدنامی عاشقِ شیدا را چه
ما در رهِ جستجوی چالاک شدیم   گر پای کسی لنگ بود ما را چه

۱- در اصل :
نه در گرداب دید و گوئی بر بخت
آن ماه که آب رابگیرد کم گردد

۲- د : مرد - ۳- الف، د : وصل - ۴- در 'د' : این بیت را ندارد -

بیت :

میخواهی[۱] [اگر] بقا و فیروز[۲] مخسپ
از آتش عشق دوست میسوز، مخسپ [۳]

در حالت تحریر ملاّ قیدی تشریف آورده و این مطلع خواندند :

کم حوصلهٔ وصلم و بی طاقت هجران
نه[۴] طاقت این دارم و نه [۵] حوصلهٔ آن

سی و هشت یاقوت از سرکار قاضی حسن بمبلغ بیست و سه اشرفی خریده شده بود - بجهت صفیه[۶] فرستاده شد، باو برسانند و از احوال او غافل نباشند و حرمت او نگهدارند[۷] - [در خانه] یک یک[۸] را دعاء و سلام برسانند - و اکثر کتابهائی که بنده بشما میفرستم[۹] اگر کس بنواب میرزا خان میرفته باشد البته آنجا[۱۰] بفرستند که فرصت[۱۱] کتابت نوشتن بسیار نداریم و ایشان هم ما را فراموش کرده اند - بعد ازین که بنواب میرزا جعفر چیزی[۱۲] مینوشته باشند بنویسند، در کتابتی که بملا محمد شریف چیزی بنویسند نمی نوشته باشند[۱۳] که ایشان جواب نخواهند نوشت - درین ولا الحمدلله والمنه که نواب میرزا[۱۴] جعفر در کمال تقرب[۱۵] اند - باوجود آنکه ملا محمد شریف هشتاد هزار تنکه

۱- درنسخ : گر میخواهی بقا . . . ۲- الف : فیروزه - ۳- الف، د : میسوز و مخسپ - ۴، ۵- ب : نی - ٦- الف : صفا - در حاشیهٔ آن : شفیع - ب : شفیع - ۷- درنسخ کلمات "و حرمت او نگهدارند" بعد از "سلام برسانند" است - ۸- الف : یک بیک را - ۹- الف : میفرستد - ۱۰- د : پیش او - ۱۱- الف، ب : فرجه - ۱۲- ب : خبری - ۱۳- در 'د' : کلمات "در کتابتی . . . نوشته باشند" را ندارد - ۱۴- الف، ب : میرزا خان جعفر - ۱۵- د : نفرت -

غیر حاضرِ چوکی، ایشان را گذرانیده اند ایشان هنوز او را بخاطر نمیگذرانند[۱] -

فرامین حسین خان و قاضی حسن و محمد رشید که بمهر رسیده امروز برآمده بود، بخدمت فرستاده شد - بایشان برسانند و همین کتابت مکتوب خود هم خیال کرده از[۲] عریضهٔ علیحده نوشتن گله نکنند که فرصت نیست[۳] - شما هم[تا] یک دو ماه دیگر چشم کتابت نوشتن نداشته باشید[۴] -

خویشِ نواب آصف خان که درینولا آمده خواجه غیاث‌الدین محمد نام دارد - بسیار جوان نیک است - در رنگ میرزا هدایت الله، وزیر سلطان خواجه[۵] بسیار خوشنویس است - شکسته را کمتر از آصف خان نمی نویسد[۶] - خواجه افضل در مشهد[۷] است - ملا مهدی علی[۸] را به لاهور بجهت ابتیاع بعضی اسباب[۹] فرستاده بود، هنوز نیامده - چون بیاید آنچه آورده باشد ما قسمت[۱۰] شما خواهیم فرستاد - محمود نام یتیمی که توشکچیِ خواجه بود همراه موسیٰ یتیم گریخته به آگره آمده - البته البته کس فرستاده[۱۱] او را پیدا کرده بزودی بفرستند که هیچ کس نداریم -

---

۱- ب : نمی توانند گذرانید - در 'د' : کلمات ''ایشان هنوز . . . نمیگذرانند'' را ندارد - ۲- ب : آینده - ۳- در الف' ب : بجای ''گله نکنند . . . نیست' کلمات''انتظار نداشته باشد'' را دارد - ۴- در الف' ب : این جمله را ندارد - ۵- در 'د' : کلمات ''در رنگ . . . خواجه'' را ندارد - ۶- د : می نویسد - ۷- د : متهرا - ۸- د : ملا علی - ۹- د : اسپان - ۱۰- د : بسمت - ۱۱- در 'د' : کلمات ''کس‌فرستاده'' را ندارد -

دیگر[1] بشما نوشته ایم[2] که میرزا جعفر نوشته بودند ازان وقت که خبر وصول مقدم شریف به فتح پور رسیده بندهٔ شما منتظر می بود که چون کتابت خدام حکمت‌پناه مخدومیم تمام شود، تحشیه نمایند که بعد از عرض اشتیاق، مطلب[3] دیگر، جواب نوشتنِ سخنان ایشان است ـ به هزار مشقت کتابت ایشان تمام[4] شد ـ اکنون آمدم بر سر مدعا، حقا که نه بمرتبه[ای] مشتاق ملازمت است که بشرح راست آید ـ این معنی حواله به ضمیر منیر [باید] کرد، مصراع :

هان ای ضمیر دوست محل گواهی است

کشمیری آمده و ملا محمد شریف در کمال یاری [و] جهتِ استقلال است ـ مظهری کشمیری آمد و مقدمات مطایبه‌آمیز حکیم جیو عوض مقدمات که بنده در وقت کتابت نوشتن بیاد ایشان نمود و از کنگایشِ چند که درمیان بنده و خدام درباب حضور گذشته بود، اظهار نمود ـ اعتقاد بنده این بود که گذشت ـ گذشته[ازین] ایشان خود نمی خواهند[5] که انتقام کشند ـ بعد از یک سال، خطابِ سریع الانتقام[6] بودن را عموماً از گیلانیان و خصوصاً از خود، رفع نمایند ـ اگرچه[7] رفع آن به عدم انتقام هم میشود و اما[7] بطول انتقام لازم است ـ آصف خان را به تعجیل طلبیده اند ـ به اشتیاق، مرتبهٔ[8] دیگر دیروز کس بطلب ایشان رفت ـ دیگر ها را مشتاقیم ـ کی باشد که همه یکجا شده باشیم ان شاء الله تعالیٰ ـ بهمین اختصار رفت ـ

۱- د : مکرر - ۲- بعد ازین در 'د' : کلمات "خواجه ناصر الدین علی‌را سلام میرساند و سفارش سر رشتهٔ سوال جواب نگاهداشتن میکند" را نیز دراد و بهمین کلمات دران نسخه‌نامه تمام شده است - ۳- ب : منتظر مطالب - ۴- الف : طیار - ۵- الف : خود حالامی خواهند - ۶- الف : سریع الانتقال - ۷- ب: چه - ۸- ب : اشتیاق به مرتبه . . .

حاشیه : بخدمت نادرالعصری ملک‌الشعراء خواجه حسین ثنائی دعاء و سلام رسانیده آرزومند ملازمت دانند ۔ پریروز یکی از شعراء نظمی گفته بخدمت آورده بود ۔ حضرت بدولت فرمودند که ما شعر خواجه حسین ثنائی را که قرینه ندارد نشنیدیم شعر ترا مردک خواهیم شنید ۔ دو مرتبه درین هفته تعریفات کرده ایم ۔ نواب آصف خان و نواب میرزا قابلا[۱] عموم قرار داده اند[۲] که هرگاه از بنده ملزم شوند، راه[۳] بمعقول برند خصوصاً[۴] وقتی که ملازمان مخاطب گله گذارد[۵] فقیر بوده باشند ۔ سخن حضور را میرزا جعفر درمیان اندازند و الّا به سخن نپردازند ۔ تاریخ خواجه منصور را میرزا جعفر ''ثانی منصور حلاج[۶]'' [۹۸۹] یافته و خوب یافته است ۔ خواجه ناصرالدین علی را سلام میرساند و سفارش سر رشتهٔ سوال و جواب نگاهداشتن میکند، والدعاء ۔

۲۰

بملا حیاتی بعد آزرده شدن او و از اعتراض مردم بر شعر خودش ۔

بگمان غالب یہ خط ۹۸۹ ھجری میں لاھور سے فتحپور لکھا گیا ۔ ان دنوں حیاتی گیلانی رفتہ رفتہ مشہور ھو رھا تھا اور لوگ اسے حسد کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے ۔ حکیم نے حیاتی کو تسلی دی ھے ۔ (الف، ب)

۱- الف: مرزا آقا ملا - ۲- الف: داده - ۳- الف: و راه - ۴- ب: خصوص -
۵- در نسخ: گذاری - ۶- ب : ثانی جعفر منصور حلاج -

هذا مطلع خدمت ملا حیاتی، درست مطلع ایست، و احدی را دران جای سخن نیست - خوب گفته اند - جای تحسین دارد - اما مستمع مستعد را ضرور است که بجهت خاطرنشان کردن استعداد خطاب خود بدل، سرجنبانیدن را به استعداد آن مصدق دخل[۱] میکرده باشد - اما شاعر را ضرور نیست که هر دخلی را متصدیِ جواب شود، بلکه بعضی را به سکوت می تواند گذرانید و بعضی را به قبول و بعضی را به تواضع[۲] از سر وا میتواند کرد[۳] - شعر اینست و دخل آنچه بعد ازین نوشته میشود - فرد :

ما دست خویش را به گریبان فروختیم
پای امید نیز به دامان فروختیم

نا امیدی که دست خود را وقف گریبان دیده[۴] است، بی صبری او بیش از آنست که پای امید را بداماں تواند فروخت و آن با صبر و تمکینی[۵] که پای امید بدامن تواند کشید[۶] هرگز بمحلهٔ تنک سرایان راه[۷] نمی تواند برد، اگرچه هر دو از عالم نومیدی[۸] سخن میکنند و دست هر دو از دامن معشوق کوتاه است اما، مصراع :

[مقیم کوی ترا فسحت حرم تنگ است]
ز کعبه تا سر کویت[۹] هزار فرسنگ است

۱- ب : دخلی - ۲- در 'ب' : کلمات 'و بعضی را بتواضع' نیست - ۳- در الف : بجای 'از سروا میتواند کرد' کلمات ''تواند از سر ادا کرد'' آمده - ۴- ب : دریده - ۵- الف : تمکین - ۶- الف : نتواند نشهند - ۷- در الف : ورق دارای کلمات 'بمحله تنک سرایان راه' از بین رفته - ۸- الف : نامیدی - ۹- درنسخ : کویش -

[جامی، تذکرهٔ بوستان خیال، نسخهٔ خطی دانشگاه پنجاب (ذخیره شیرانی)، شماره ۱۱۹۵، ۱۲۳۰، ردیف ت]

هر کس خواهد که به شاعر بی انصافی کند، صاحب این مطلع را از مخاطبی[1] تاب شنیدنِ این مصراع نیست[2] ـ مصراع :

گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را

[کلیاتِ سعدی، چاپ علمی، تهران بی تاریخ ص، ٦٩٥]

شوق صحبت بسیار است ـ امید که الله تعالی صحت و شفا بخشیده باشد، والسلام علیکم ـ

۲۱

به خانخانان

عبد الرحیم خان (فرزند بیرم خان) کو خطاب خانخانان ۹۹۲ھ (۱۵۸۴ء) میں فتح گجرات کے موقع پر ملا تھا، لہذا یہ خط اس تاریخ کے بعد لکھا گیا - حکیم ابوالفتح خانخانان کی چوکی میں حاضری دینا بھول گیا - اس خط کے ذریعے معذرت کی ہے - اس سے ظاهر ہے کہ یہ رقعہ حکیم نے فتحپور ھی میں خانخانان کے پاس بھیجا ـ
(الف، ب، ج)

استقامت ذات شریف و عنصر لطیف، حمیده صفاتی که وجود کثیرالجودش[3] برغم[4] فلک کجرفتار، فرحت رسانندهٔ خواص بجای[5] عوام است و استدامت دولت بی زوالش مسئول[6] هر نیکو سرانجام، نظام[7] کارخانهٔ دنیا را رکن رکین باد و عین الکمال[8] از حواشیِ مجلس

۱- ب- صاحب این مطلع از سخن مخاطب را . . . ۲- در 'ب' : قبل ازین کلمات 'خوب گفته اند' را نیز دارد - ۳- الف : کثیر الوجودش - ۴- ب' ج : بر رغم - ۵- ج :و - ٦- الف : مشغول - ب : موبی' که بگمان غالب تحریف 'مربی' است - ۷- ج : انتظام - ۸- ج : مزاج عین الجمال -

فیض‌بخش، بدور باش غمزهٔ خوبان، مردود و مهجور ـ از چگونگی مزاج وهاج که فرحت[1] بخش خاطر شکسته‌دلان است و از کیفیت احوال خیرمآل،[2] اطلاع بخشیده و دلهای نگران را مجاور خاک آن آستانه دانسته، موانع محدثهٔ نوم و نسیان[3] را مزید علت[4] [غیبت] روز چوکی تصور فرموده[5] معذور دارند ـ والدعاء ـ

۲۲

به خانخانان

در شفاعت محمد مومن

یه خط فتحپور سے احمد آباد (گجرات) بھیجا گیا کیونکہ خانخانان وهان کا حاکم هوکر گیا هوا تھا - بقیاس قوی یه رقعه ۹۹۳ھ کو لکھا گیا - (الف، ب، د)

سنگ میزان پشیمانی اگر نیست سبک
جرم هر چند گران است خدا می بخشد

[دیوان محتشم کاشانی (تشبیه) خطی، مملوکه دکتر مولوی محمد شفیع مرحوم، ص ۱]

بعد از تشیید[6] قواعدِ عبودیت، دوستان صادق‌الاخلاص را، وسیلهٔ شفاعتِ مذنبین شدن از زمانیکه[7] اکابر قوم [در] گذرانیدن و بخشش[8]

۱- ج :صحت - ۲- در 'ب': بجای 'کیفیت ... مآل' کلمات 'چگونگی مزاج وهاج' را دارد - در 'ج': این کلمات را ندارد - ۳- الف : یوم النسیان - ب : یوم النشار - ج : التیام - ۴- ج : غلبه - ۵- در 'ب' : بجای 'تصور فرموده' کلمهٔ 'دانسته' آمده - ۶- الف : تشید - ب : تشئید - ۷- ب : زبان ۸- الف : رنجش -

را سرمایهٔ سربلندی‌ها[۱] دانسته، اختیار فرموده‌اند[۲]، الی یومنا هذا مشهور و مقررِ اسلاف و پسندیده و مستحسنِ خلق است و امروز که بزم اهلیت و معرکهٔ جوانمردی از وجود باجود آن معدن مروت و احسان، محسودِ ایام سابق و حال است، امیدوارست که رسوم پسندیده را رواج و رونق دیگر باشد و تقصیراتِ محمد مومن به استدعای مخلص بخشش[۳] یافته وسیلهٔ ترقیات او گردد[۴] تا[۵] یکقدم از ''التایب من الذنب کمن لا ذنب له'' [حدیث، از مشکوة شریف، باب توبه][۶] پیش مانده از اثر[۷] شفاعت دوستان بی بهره نباشد[۸] و الحمدلله که امروز ارباب استعداد را به تنها[۹] ملجاء[۱۰] و مآواء[۱۱] اند و نیز گنجایش دارد که امثال مشارٌ الیه، در حواشی دولتِ ایشان، بحظ وافر[۱۲] محظوظ و بهره مند باشند - یقین است که در ملازمتِ اول، موبی الیه را، به انبساط خاطر فقیر،[۱۳] از سر پیش افگندگی و خجالتِ تقصیری، بیرون آورده[۱۴] مهم او را به اربابِ دخل حواله ندارند[۱۵] و فی الجمله[۱۶] منت‌دار باشند که در آنچنان قحط الرجالِ احمد آباد[۱۷] اینچنین یارِ همزبانی فرستاده‌ام، فرد:

تا کار جهان جمله چنان نیست که خواهند
کارت بجهان جمله چنان باد که خواهی[۱۸]

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی، تهران ۱۹۵۹ع، ج ۱، ص ۱۹م]

۱- الف: سرمایهٔ بلند بها - ۲- الف: فرموده - ۳- الف: باستدعا بخشش . . .
۴- ب: گردید - ۵- الف: که یا - ۶- الف'ب: التائب من الذیت - ۷- د: ابر - ۸- ب: نباشند - ۹- د: نهایتی - ۱۰- در الف: ورق دارای این کلمه از بین رفته - ۱۱- الف'ب: پناه - ۱۲- ب: اوفی - ۱۳- در'ب': کلمات ''موبی الیه . . . فقیر'' را ندارد - ۱۴- الف: آورند - ۱۵- الف: نیارند - ۱۶- ب: و از بنده فی الجمله - ۱۷- در'د': ندارد - ۱۸- در'د': این بیت را ندارد -

۲۳

به خانخانان ۔

یه رقعه بهی غالباً ۹۹۳ هجری میں فتحپور سے احمد آباد (گجرات) بهیجا گیا۔ (الف، ب، ج)

سفارش دیوانه‌ها نوشتن هر چند از عقل دور و بدیوانگی نزدیک است اما دیوانه رضا چنان مینماید که مسخرگی و جنون را وسیلهٔ آشنائی کهتر و مهتر گردانیده باشد و منظور نظر خواص و عوام گردیده،[1] چه امروز از زخارف دنیا کامیاب و کامران است ـ بطریق عاقلانِ این روزگار از وسیله و واسطه بیزار و در آزار است و همگی همتش مصروف آنکه[2] تنها براه یافتن در مجالس[3]، قناعت ناکرده بوسیلهٔ حسن خدمات پسندیده در خاطرها جا کند ـ با آنکه اسمعیل خان عمر باو بخشیده، معرکهٔ خاص و عام را به انفرده سایر و دایر بود و در اکثر[4] مخاطب و متکلم هم میشد و هنوز تکرار محافل خاقانی[5] ادارک نکرده[6] بود و از احتساب ملک علی و حضرت خواجه دولت و شرارت مهتر سعادت در امان بوده ـ هوس سیر گجرات پای ثباتش را ازین عرصه برکنده با دل و دست کشاده احرامِ زیارت آن آستانه[7] بسته، التماس سفارش با حسن نیت و[8] مستدعی تحریر این چند کلمه[9] شد ـ امید که از همه ریزه‌چینان خوان احسان بهره‌مند گردانند[10] تا او را

۱- در الف کلمات "و منظور . . . گردیده" را ندارد - ۲- ج: مصروف بر آنست که - ۳- ج: مجلس - ۴- ب: کثرت - ۵- ج: فحاقی جانی - ۶- در 'ب': 'ادراک نکرده' را ندارد - ۷- ب: آستان - ۸- در نسخ: او - ۹- الف: کلمهٔ چند - ۱۰- الف: گردانیده او را . . .

از در بدری فارغبال و آسوده‌حال[1] بزودی معاودت بدربار دست تواند داد و خود را از روی کمال خودنمائی در عرصهٔ خاص و عام بآشنا و بیگانه تواند نمود ـ چون عرض مختصر بود زیاده اطناب[2] ننمود[3] ـ بعزت و اقبال مستدام باشند ـ

۲۴

بملا حیاتی گیلانی

۹۹۳ هجری (۱۵۸۵ء) میں یہ خط فتحپور سے برھانپور بھیجا گیا جہاں ملاحیاتی نے خانخاناں کے زیر سر پرستی مستقل سکونت اختیار کر لی تھی - (الف، ب)

چون بر محل تنگ[4] بود، عطش استعلام احوال فرو[نه] نشست بل افزود ـ باید که میدان کاغذ را وسیع گرفته سمند قلم را بنوعی جولان دهند[5] که گوی سبقت از فارسانِ[6] ترقیمِ اخبار ببرند ـ تا خطهٔ[7] پرسرورِ برهانپور را رشک ارم ساخته‌اند[8]، ابوابِ مراسلات مسدود گشته ـ حقا که همیشه در سویدای دل جا دارند[9] ـ بر خلافِ مافات، ابواب مکاتبات را مفتوح داشته، گاهی بنوک قلم عنبرین رقم، یادِ مشتاقان نمایند، والسلام ـ

۱- الف : احوال - ۲- ج : مبالغه - ۳- الف : چون عرض بمختصر بود بزیاده ننمود - ۴- الف : نیک - ۵- ب : میدهند - ۶- الف : فارسیان - ۷- الف : خط - ۸- ب : اید - ۹- الف : دهند -

۲۵

بمیران صدر جهان

یه رقعہ ۹۹۴ھجری (۱۵۸۶ء) سے پہلے تحریر ہوا کیونکہ اس سال مکتوب الیہ حکیم ھمام کی رفاقت میں توران کی سفارت پر گیا تھا - صدر جہان کے نام جو خطوط حکیم نے توران بھیجے وہ سب دوسری نوعیت کے ھیں لہذا قرینہ یہی ہے کہ یہ رقعہ فتحپور یا ھندوستان کے کسی دوسرے شہر سے بھیجا گیا -

(الف، ب، ج، د)

صدر سخن را سخنی لایقِ صدر صاحب اعظم اعزّ نصره آراستن میّسر نمیشود، پس بدعائی[1] اختصار کردن اولی‌تر[2]، بیت :

ز نقش روی تو مشاطه دست باز کشید

که شرم داشت که خورشید را بیاراید

[کلیات سعدی، چاپ علمی تهران، بی تاریخ ص ۷۳۶]

حق سبحانه و تعالی آن سایه‌بان رحمت را که بحقیقت آفتاب جهان‌افروز است، تا سایه و آفتاب در ضد اند از ضدان و حسودان محمی و محروس داراد[3] - والدعاء -

---

۱- الف، ج : بر دعا - د : بدعا - ۲- ج، د : اولی باشد - ۳- الف، ج : دارد -

۲۶

بآصف عهد خواجه شمس‌الدین خوافی نوشته ـ

اوائل ۹۹۴ هجری (اوائل ۱۵۸۶ء) کا لکھا ہوا یہ خط فتحپور سے حسن ابدال بھیجا گیا جہاں خوافی خان متعین تھا - یہ رقعہ سرحد کی شورش، بیربل کی موت اور دربار میں حکیم ابوالفتح کی حاضری بند ہونے سے پیشتر کا ہے - (الف، ب، ج، د)

خدام رفیع‌مقام وزارت و رفعت‌پناهی[1] استظهاری آصف‌جاهی اعتضادی نجیبا خواجه شمس‌الدین محمد همگی[2] بصحت و سلامت بوده دوستکام[3] باشند ـ یوم‌التحریر غرهٔ تیر[4] ماه الهی سنه ۳۰[5] حامل صحیفة الاخلاص شمس‌الدین[6] محمد گیلانی اقتداءً به سنت سنیهٔ آبای خود کرده روش تجارت را بر سایر طرق[7] کسب معیشت ترجیح نموده[8] با بضاعت مزجات روانهٔ خدمت[9] آنحدود بود ـ منع او ازین روش محمود[10] نا مستحسن نمود ـ ایجاباً لالتماسه[11] سفارش کردن او را مزید اسباب توجه ملازمان دانسته[12] ـ امتیاز او را از سوداگران دیگر تنها بر قوت ممیزهٔ خود بارگران ندانسته دوستان را هم ممنون سازند و از منازل مخوفه بسلامت گذرانیده[13] بقدر مقدور تکلیفات ما لایطاق را ازو در گذرانند[14] و اگر بانفراده اینقدر مدارات میسّر نباشد[15] از مبارز معرکهٔ مروت و جوانمردی امیر شریف آملی سلمه‌الله استمداد همتی[16] فرموده از چاریک چاریکار[17] کاروانش بسلامت بگذرانند و سلامت باشند، والدعاء ـ

۱- ج،د: پناه - ۲- ج: همیشه - د: همگین - ۳- د: سلامت دوستکام بوده باشند - ۴- د: هتم [هفتم؟] ماه الهی - ۵- در 'د': ندارد - ۶- د: نورالدین - ۷- ج: طریق - ۸- الف، د: کرده - ۹- فقط در 'د' - ۱۰- د: محموده - ۱۱- الف: الاالتمسه - د: بالتماسه - ۱۲- در 'ج' کلمات 'لالتماسه . . . دانسته'' را ندارد - ۱۳- ج: گذرانند - ۱۴- در 'ج' کلمات 'بقدر . . . در گذرانند' را ندارد - ۱۵- د: باشد - ۱۶- ب: همت - ۱۷- الف: جاری کار - ب: حاربه - ج: چار - د: چاریک -

۲۷

[بنواب شاه فتح الله شیرازی]

یہ رقعہ ۹۹۴ هجری (۱۵۸٦ء) کے شروع میں اس وقت لکھا گیا
جب حکیم ابوالفتح کشمیر سے براہ حسن ابدال زین خان کوکہ
کی مدد کے لیے کابل کی طرف جا رہا تھا - (ب)

نواب اعلم‌العلماء احکم‌الحکماء شاه فتح‌الله را جهان جهان آرزومند است و در نشرِ محامد و ثبتِ مناقب نزد اهالی و موالی ماوراءالنهر مقصر نبوده، شرایط آنرا بعمل آورده ـ خدام بااحترام، افادت و افاضت‌پناه مخدومی استظهاری قاضی جیو را عرض بندگی و ضراعتی مینماید ـ از ملا اقبال عجب دارد که ایشان[1] هر ماه یک کتابت از شما گرفته بجهتِ تسلّی خاطر من نمی فرستند[2] ـ خدام بااحترام عدالت‌درگاه را حق تعالٰی آسوده دارد ـ بندگان شریف[3] درچه فکر اند ـ از یاد شان خود را معاف نمی خواهیم حق تعالٰی ایشان را بر شرایطِ استفهام مستقیم[4] داراد ـ

جالینوس الزمانی مَلَکی مَلِکاتی حکیم حسین را که امروز درینجا[5] شبیه[6] و عدیل ندارند، سلام فراوان برسانند و ما را فراموش نکنند و بدعای خیر یاد میکرده باشند و برادر عزیز مولانا محمد شریف سرمد یا در دربار بسعادت کورنش ممتاز باشد[و] یا در کشمیر همچو [من] از سعادت دیدار محروم باشد ـ باری هر جا باشد سلامت باشد ـ اخوی امین الدین را

۱- دراصل : از ایشان عجب دارد که ملا اقبال . . . ۲- دراصل : فرستد -
۳- دراصل : شریفاً - ۴- دراصل : برشرایط مستقیم - ۵- دراصل : درینجا استفهام - ٦- دراصل : سنیه -

حیاتی و ملا عرفی بسیار مشتاق‌اند ـ از واردات وحی سمات مدتهاست که بهره‌ور نگشته ـ خدام منشی‌الملکی خواجه بیگ یکمرتبه از روی عنایت بنده را یاد نموده کتابت نوشته بودند ـ بنده در مقام خواب شده دو کلمه به ایشان نوشته فرستاده ـ نمی دانم که رسیده باشد یا نه ـ از نیک مردان [امید] توجه مصلح رود ـ میر طوغا[۱]ن را فرستاده ایم، والدعاء ـ

۲۸

در جواب کتابت بهرام انارالله برهانه ـ

۹۹۴ھ (۱۵۸٦ء) میں اکبر نے دربار میں حکیم ابوالفتح کی حاضری بند کر دی تھی کیونکہ سرحد کے معرکے میں راجہ بیربر اور حکیم کے درمیان اختلاف نے درشت کلامی کی صورت اختیار کر لی تھی - راجہ مارا گیا تو لاش تک نہ ڈھونڈی جا سکی ـ قاضی بہرام نے ہمدردی کا خط لکھا لیکن شاید کوئی بات طنزاً تحریر کر دی جس کے جواب میں حکیم نے سخت سست جملے تحریر کیے - شاید یہ خط لاہور سے فتحپور بھیجا گیا - (الف، ب)

بدان خدای که بر خوان پادشاهی[۲] او
به نیم پشه رسد کاسهٔ سر نمرود
که نزد همت من بس تفاوتی نکند
ازانچه چرخ بمن داد یا ز من بربود

[دیوان جمال‌الدین اصفهانی، باهتمام ادیب نیشاپوری، تهران بی‌تاریخ ص ۳۰]

۱- دراصل: طومان - ۲- ب : آفرینش -

تمام کلام غیر منضبط[1] انتظام مولانای[2] بهرام بنظر اندیشه ملحوظ گردید و ربط مقدمهٔ ثانی با اولی بچندین[3] تأمل معلوم نگردید۔ چه[اگر] مقصود او ازین تصنیف، خود فروشی‌واظهار کرامات بود خودرا به نصیحت محتاج‌تر داند تا دیگری نیز[4] بمقدرات[5] الٰهی خاطر خود را[6] خورسند گرداند۔ از رد و قبول مردم، دل‌آزرده و خوشوقت نگردد و کلام ارباب ''خسر الدنیا والاخره'' [پاره ۱۷ سوره ۲۲ (الحج) آیه ۱۱] ایشان را[7] مستحسن ننماید۔ آنقدر نصیبی که از عالم سخن ایشان راست، هم به ایشان ارزانی باد۔ الله تعالٰی ازین[8] قبیل درِ فیض را بر ارباب همت رفیعه[9] مسدود گرداناد چو مسدود گردانیده است ، خاطر ازگفتار خود فراهم آورده خود را ولی[10] نتراشد[11] که درین بازار ولایت فروخته را نمی خرند۔ این‌متاع هم در جوال ایشان پسندیده است۔ قلم برداشتن‌وپسندیده نگاشتن‌کار هر آشفته دماغی نیست۔ مردمان را دو قسم دان۔ آنکه تقصیر عبارت از ایشان معذرت طلب باشد، نادرالوجود است و آنکه عبارت ایشان را معذرت باید خواست ، از[12] تقصیر آن معذرت[13] چرا باید خواست۔ همت را ازان رفیع تر و فطرت‌را ازان بلندتر دارند که در باب فقرای باب‌الله سوء[14] ظن پیش آورندو به جمع و تفرقهٔ زخارف[15] دنیا مسرور و محزون ندانند[16] ۔ ''ان بعض الظن اثم'' [پاره ۲۶، سوره ۴۹ (حجرات) آیه ۱۲]۔

قطع نظر از فطرت اصلی الحمدلله که امروز از اهل تجربه‌ام و مثل این حادثه از ده مرتبه بیشتر بیازموده و فیض الٰهی را به دو شاهد

۱- درنسخ : منظبت - ۲- ب : ملا - ۳- الف: بعد از چندین - ۴- الف: دیگری را هر که - ب : دیگری را نیز - ۵- الف: بمقدورات - ۶- در 'ب' کلمات ''خاطر خود را'' نیست - ۷- درنسخ : جزایشان - ۸- ب: ازان - ۹- ب : رفیع - ۱۰- ب : دل - ۱۱- الف : تراشد - ۱۲- الف : در- ۱۳- ب : عذر - ۱۴- درنسخ : سوی ظن - ۱۵- ب : بجمیع تفرقه و زخارف - ۱۶- الف : دانند -

عدل که تجربه و برهان[1] باشد از یقینیات[2] دانسته، توهمات و شبه و شکوک را از پیرامن مقصود دور داشته‌ام ـ

چندین اوقات که صرف این تصنیف نمرده اگر صرف آش خوردن میکرد در دنیا و آخرت بکار او بیشتر می آمد ـ بعقیدهٔ بنده هر که ایشان را نصیحت می کند به نصیحت محتاج‌تر است اما بملاحظهٔ حقوق آشنائی در جواب از سلوک ملاحظه کرده، بمقتضای ''ما لایدرک کله لایترک کله'' [خزینة‌الامثال، کانپور، ۱۲۷۰ هص۱۷۷] عمل کرده به دو سه کلمه قناعت رفت ـ الله تعالی همگنان را [به] طریق احسن روزی گرداناد[3] و از خودپسندی‌باز[4] آورده از غرقاب خود فروشی نجات دهاد[5] تا هر کسی به عیوب نفس خود مشغول گشته به دیگران نه پردازد و دو اسپه در پی مقصود تازد تا بمرادی که مطلب را شاید، واصل گردد و یقین است که ارباب استعداد از نصیب خود محروم نه خواهند بود ـ از رهگذر دوستان نگران نباشند[6] و خاطر را به همه[7] چیز که پیش آمده خورسند داشته از هر چه بدل نداشته[8] باشد فوت آن را باعث الم نه دانند و این معنی را اولین پایهٔ انسانیت دانسته[9] و از ملال خاطر ما نیندیشند، بیت:

شاد بر آنم که دل من غمیست
کامدن غم سبب خورمیست

۱ـ ب: امتحان ـ ولی در حاشیهٔ آن 'برهان' افزوده شده ـ ۲ـ در نسخ: یقینات ـ و در حاشیهٔ الف 'تعینات' ـ ۳ـ ب: کناد ـ ۴ـ ب: بر ـ ۵ـ الف: دهد ـ ۶ـ الف نگرانی نکشند ـ ۷ـ ب: بهر ـ ۸ـ ب: داشته ـ ۹ـ الف: اندیشند ـ

۲۹

به آصف‌خان -

(در جواب)

یه خط اواخر ۹۹۴ هجری (اواخر ۱۵۸۶ء) میں اس وقت لکھا گیا
جب سرحدی معرکے کے بعد حضور شاہ حاضری بند ہو گئی
تھی - شاید لاہور سے فتحپور بھیجا گیا - (الف، ب، ج، ط)

جواب رقعهٔ شما نوشتن آسان نبوده، حالا که از نظم و نثر نگارستانی ترتیب داده خجالت دوستان را روانه کرده اند[1] بیت :

جز این صرفهٔ کار خود می ندانم[2]
که هم نامهٔ تو بتو وافرستم

تاکی در برابر هر فقرهٔ نثرش[3] بدر سرای مولانا شرف الدین علی یزدی بگدیه روم و تاچند در عوض هر بیت مثنویش بخانهٔ شیخ گنجه بدرویزه[4] دوم[5] - چه بودی که این تگ و دو[6] را جز خجالت ثمره و کاشکی این تگاور[7] را جز شرمساری نتیجه مرتب بودی، نظم :

همی ترسم از ریش‌خند ریاحین   که خار مغیلان به بستان فرستم
سخن هست فرزند جانم ولیکن   خلف می نیاید[8] مگر جان فرستم

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی تهران ۱۳۴۰ هش ص ۶۷۹]

بهبود آنست که ازین وادی خود را در گذرانم و در عرفیات سخن گویم تا بتوانم - نمیدانم که مبارکباد فتحی که بتازگی بمشارکت یاران و دوستان کرده اند، مماشات کرده تقدیم کنم یا تهنیت فتح الباب

۱- ب : بودند - ۲- الف، ج : نمی دانم - نیز درین نسخ این بیت را بصورت نثر نوشته اند - ۳- ب : اش - ۴- ب، ط : بدریوزه - ۵- الف، ط : روم - ۶- ب : پوئی - ۷- الف، ج : تگا پو، ط : تگا پوی - ۸- ج : نماید -

ملک سخنوری که دران باب، بی مبالغه بزعم من شریک و سهیم ندارند[۱]، مقدم دارم - میدانم[۲] که شکر ترقیاتی که شما را درین[۳] ایام جدائی دست داده بمذهب حق‌شناسی دوستان فرض و تدارک تنزلاتی که در اوقات مفارقت، نامرادان را پیش آمده بر ذمت قابلیت هنرمندان قرض است[۴] - اظهار شوق و آرزومندی که بر هر سخن مقدم داشتن رواست،[۵] درین عریضه که از تکلفات رسمی مبراست، اگر تأخیری رفته باشد سزاست[۶]، بیت :

بیا بیا که فراقت مرا بجان آورد
بیا که بی تو نفس بر نمی توان آورد[۷]

[کمال‌الدین اسمٰعیل اصفهانی، تاریخ ادبیات صفا، ج ۲، ص ۸۷۳]

۳۰

[یکی از دوستان]

اواخر ۹۹۴ هجری (اواخر ۱۵۸۶ء) میں یہ خط ٹانڈہ (ضلع ہوشیارپور) کے اطراف سے فتحپور کسی دوست کو لکھا گیا جس نے حکیم کی احوال پرسی کی تھی - خط میں اپنی نامرادی اور دربار سے رابطے کی آرزو کے اشارے موجود ہیں - (الف، ب)

کتابت مقرون به فنونِ الطاف و خطاب مشحون به شئون[۸] اعطاف که رقمزدۀ کلکِ مشکبار گوهر نثار گشته بود، رابطۀ افتخارِ ذرّۀ خاکسار[۹]

۱- ج،ط: بی شریک و سهیم اند - ۲- ج: نمیدانم - ۳- الف، ب: در -
۴- ب: تنزلاتی که دوستان نامراد را در اوقات مفارقت پیش آمده قرض است -
۵- الف، ج: سزا - ط: هنر - ۶- الف، ج، ط: روا - ۷- در 'ط': این بیت را ندارد - ۸- در نسخ: شیون - ۹- ب: بیمقدار -

و واسطۀ اعتبار قطرۀ بیمقدار شد [و] سر او را [۱] بعرش محیط [سود][۲]، مصراع :

هرگز هوای وصل[۳] تو از ما برون[۴] نرفت

هر چند مدت مهاجرت مدید و بعید است اما، فرد :

همیشه خاطر قاسم بذکر [و] فکر شماست
خدای عز و جل[۵] هم بدین حدیث گواست

امید [از] مقصود سراپردۀ شهود و مقدورِ کارخانۀ وجود آنکه نقابِ دوری از پیش بردارد و نقشی که متضمن وصال باشد بر لوح زمان نگارد[۶] ـ امید به کرمِ واجب‌الوجود و نعم صاحب‌الجود[۷] آنکه دست قدرت از آستین غیب بیرون آید و گره هجران[۸] که اشک نمونۀ آنست[۹]، بکشاید ـ بیت :

نصیب من ز تو گر درد[۱۰] و آه می آید
خوشم که یاد منت گاه گاه می آید

[دیوان شاهی خطی، ذخیرۀ دکتر شیخ محمد اکرام ص ۳۲]

صحیفۀ شوق‌انگیز تعطش اشتیاق و صفۀ دلاویز وفاق[۱۱] که چون گلبرگ بهاری مرغ دل را موجب نوای ناله و زاری گشت ، به نکهت پرورانِ خاطرِ عشاقِ پریشان که از سر و سامان گذشته[۱۲] [و] معتکفان زوایۀ ناشادی[۱۳] را [که] زبانِ حال [شان] بدین ترانه مترنم است، بیت :

قانون عیش ما ندهد نغمۀ مراد
کز تاب گوشمال غم دهر ساز[۱۴] یافت

۱- در الف : بجای 'سر اورا' کلمۀ 'سزا وار' است - ۲- در 'ب' : بجای 'قطرۀ ... محیط' کلمات 'خاکسار شد' را دارد - ۳- ب : فصل - ۴- در 'ب' : بجای 'ما برون' کلمات 'جان ما' را دارد - ۵- ب : خدای بی همتا... ۶- ب : بگمارد - ۷- الف: صاحب الوجود - ۸- الف: اشک هجران - ۹- ب: است - ۱۰- ب : دود - ۱۱- الف : صفه دلاویز وفاق وصحیفۀ . . . اشتیاق - ۱۲- ب : گذشت - ۱۳- ب : شادی - ۱۴- ب : تاب -

و مقیمانِ بادیهٔ نامرادی را که لسانِ مقال بدین زمزمه متکلم دارند، از ورود رقعهٔ دلفریب، اطمینانِ تام حاصل گشت و بغایتِ خورمی روی نمود [و] آوازهٔ طرب[1] و شادمانی و گلبانگ سروری از دایرهٔ چرخ چنبری متجاوز گردید[2]، والدعاء -

---

۳۱

بنواب اعظم خان کوکه [میرزا عزیز]

حکیم نے معتوبیت کا زمانه اکثر و بیشتر ٹانڈه میں بسر کیا - یه خط غالباً ۹۹۵ ھ (۱۵۸۷ء) کے آغاز میں وهیں سے فتحپور گیا هے جب اسےعنقریب حاضری بحال هونے کی خبریں ملیں - خط میں اس امر کی طرف اشارات موجود هیں - (الف، ب، ج)

دریچهٔ نظر و رهگذار خاطر[3] من
بجز خیال تو بر[4] هرچه هست مسدودست[5]

[دیوان عبید زاکانی خطی، مملوکه دکتر مولوی محمد شفیع، ص آخر]

بندهٔ دردمند و مخلص ارجمند[6] ابوالفتح حواشی بساطِ عزت، بلبِ ادب می بوسد، و همگی همت و تمامی نیت مصروف و مقصور[7] آن دارد که عرایضی که از خصوصیاتِ مجلس انس حاکی تواند بود، در هر مدت متقارب[8] بملازمت ارسال دارد و دریوزهٔ آن کند که لوازم اخلاق

۱- الف: طویت - ۲- الف: است - ۳- ب: همت - ۴- الف: از- ب: در -
۵- ب : نگشاید - ۶- ب: آرزومند - ج : نیازمند - ۷- الف، ج : مقصور بر -
۸- در الف: بجای 'در هر مدت متقارب' کلمات 'درین باب به تفاوت' و در 'ب': بی تفاوت ، را دارد -

کریم از قوه بفعل آورده سطری چند که خلاصهٔ ایام و لیالی و عقدی چند از درر[1] و لآلی که گوش و گردن روزگار را زایدا[1]وصف آرایش و نمایش تواند بخشید، مرقوم کلک عنبرفام گردانند[2]، تا تفاخر و سرافرازی دوستان مخلص را به نیکو وجهی[3] و بهترین وسیلتی بهم رسانیده باشد اما ملاحظهٔ سوء[4] ادب و تضییع[5] اوقات خجسته آیات[6]، از تواتر و توالی این جسارت، زبان قلمِ تیز رفتار را[7] کوتاه دارد، مصراع :

به آفتاب ز ذرّه چه جای پیغام است

شکر و سپاسِ روزگار که[8] برخلاف عادت خود، بامشتاقانِ مهجور از راه مرافقت و موافقت پیش آمده، [به] طی مسافتِ[9] دوری، او کمرِ سعی و اجتهاد، [بر][10] میان جان بر بسته است و متعطشان زلال وصال را، از تشنه لبی و ناکامی بادیهٔ هجران، بسر چشمهٔ آبِ زندگانی میخواهد رساند[11] ـ بچه زبان شکر توان گفت و بتازگی آنچه بنواب اقبال آثاری ملاذی میرزا خان، مرقوم قلم خجسته رقم فرموده بودند، بنظر درآمد[12] و هزار گونه دعا[13] باجابت مقرون، از دل سرزد ـ

مهربانیت را شماری نیست
زندگانیت را شمار مباد[14]

[آقا جی، تاریخ ادبیات صفا، ج ۱، ص ۴۳۰]

۱- الف: دُر- ۲- الف: گردانید- ب: گرداند- ۳- ج: حجتی- ۴- ب: سوی- ۵- در نسخ: تضیع- ۶- ب،ج: ساعات- ۷- ب: نیز- ۸- ب،ج: که روزگار- ۹- ج: مسافات- ۱۰- ج: در- ۱۱- ج: بخواهد رسانید- ۱۲- ج: در آوردزد- ۱۳- الف: دعای- ج: دعائی- ۱۴- ج: شماری نیست-

والحق امروز بغیر[1] ازان محرمِ سرادقاتِ انس، دیگر که سزاوار و لایق بوده باشد[؟] که پرده از عذارِ شاهدِ نفس‌الامر[2] تواند کشاد و داد[3] راست قولی[4] و درست فعلی تواند داد، مصراع :

قبول خاطر و لطف[5] سخن خدا داد است

[دیوان حافظ، بتصحیح قزوینی، ص ۲۷]

بیت :

عالم ز زلف یارم گشت است عنبرین بو
لیکن چنان دماغی کین بوی بشنود[6] کو

فرد :

بیش ازین در نامه می نتوان[7] نوشت
این حکایت را بباید دفتری

همیشه کامران و کام‌بخش بوده باشند، والدعاء[8] ـ

---

(۳۲)

حسب احوال خود بحکیم همام ـ

۱۸ جمادی الاول ۹۹۵ھ (۱۶ اپریل ۱۵۸۷ء) کا لکھا یہ خط فتحپور یا هندوستان کے کسی دوسرے شهر سے توران بهیجا گیا جهاں حکیم همام به سلسله امور سفارت گیا هوا تها ـ

(الف، ب، ج، د)

دردی که ز هجران تو بر جان کمال[9] است
الا بوصال تو مداوا نتوان کرد

[دیوان کمال خجندی، بتصحیح عزیز، تهران ۱۳۳۷ھ ش، ص ۱۰۱]

۱- در الف، ب : ندارد ـ ۲- الف : نفس اماره ـ ۳- ب : قرار به ـ
۴- ج : گوئی ـ ۵- ب: نظم ـ ۶- ب: نشود ـ ۷- الف : نمیتوان ـ
۸- در الف، ب: این جمله را ندارد ـ ۹- ب : فقیر ـ

بتاریخ روز دوشنبه هژدهم جمادی‌الاول سنه نهصد و نود و پنج[1] [۹۹۵ھ] که خاطر فقیر از اصلاح[2] آلودگیهای نفس ناطقه بنومیدی مجموع[3] بود، چه ازالهٔ علل و امراض نفس بوسیلهٔ مطالعهٔ کتب اخلاق اکبر خطر[ها][4] و اعظم خطا[ها] تواند بود - امید زوال امراض و علل بدنی بمطالعهٔ کتب طبی هیهات هیهات چقدر تواند بود - دوری زمین و آسمان را در جنب بُعد محسوس از معقول، هر چند در کارخانهٔ الٰهی اینکس خود را بیدخل تر فراگیرد، برخود کار آسان‌تر کرده است[5]، بیت:

فرزند بنده ایست خدا را غمش مخور
تو کیستی که به ز خدا بنده پروری[6]

نظم:

تو بحکم خدای راضی شو ورنه بخروش [و] پیش قاضی شو
تا ترا از قضاش برهاند ابله آنکس که اینچنین داند

الله تعالیٰ دوام دولت[7] ملازمت کارآگهانرا نصیب روزگار محتاجان گرداند[8] تا بعد از تحصیل فضایل اربعه وجه همتِ بلندنهمت بمناسبات وقت و زمان مصروف[9] دارند - اخوی خواجه نعمت‌الله که راست گفتار و درست کردار خود را بما نموده است، اصالتاً و نیابتاً مهمسازی‌ها کرده که کامیاب و کامران[10] بحکومت وطن خود، از دیوان اعلیٰ مرخص شده بوداع مخلص آمده - اظهار این معنی کرد که اگر بگرامی برادر

۱- الف: ۲۹، شهر جمید الاول ۹۹۷ھ- ج: ۱۸ جمادی الاول ۹۹۹ھ- د: ۱۷ جمادی الاول سنه ۹ھ- ۲- الف، ج: اختلاج- ب: خلاج - ۳- ج: بنا امیدی بود - ۴- الف: اکثر خطر او اعظم خطا - ج: اکثر خطراً و اعظم خطائی - ۵- ب: باشد - ۶- در 'د' مصراع اولی بجای ثانی است - ۷- الف، ب: دوام ملازمت- ج: دولت ملازمت - ۸- الف: گرداناد - ب: داراد - ۹- ج: منصرف - ۱۰- ج: کامروا -

بجان برابر کریم‌الدین نجیب[1] حکیم همام خطی بفرستند، در وصول آن سعی میتوانم کرد - بحکم غلبۀ شوق طبیعت، معذوری[2] و بیدماغی را در ضروریات دیگر صرف کردن و برغبت هرچه تمامتر متوجه دوات و قلم گردیدن[3] بر ذمۀ محبت[4] واجب نمود، بیت:

با[5] یاد تو چونکه دست بر خامه نهم
خواهم که دل اندر شکن نامه نهم

هر چند[6] اضطراب خاطر فقیر را در مفارقت یارانِ زبانی مکرر مشاهده فرموده بتجربه رسانیده‌اند اما شدت تأثیر الم جدائی[7] آن برادر مهربان زبان‌دان را برآن قیاس کردن این دردمند هجران زده را فارغ بال اندیشه کردن است ، بیت:

فراق تو ای مایۀ زندگی   چگویم که بامن چها میکند

هرگز چنین نبودم کز درد دل بنالم
این بار بر دل من غم میکند گرانی

---

(۳۳)

به برادر نجیب حکیم همام نوشته[8]

یه رقعه بهی غالباً ۹۹۵ھ (۱۰۸۷ء) هی کا هے جو شاید فتحپور سے توران بهیجا گیا جهاں حکیم همام بحیثیت سفیر گیا هوا تها۔   (الف، ب، ج، د،)

رسول و قاصد و پیغام و نامه حاجت نیست
که درمیان من و تو همین من و تو بس ایم

۱- در الف، ج، د: ندارد -   ۲- د: مقدوری -   ۳- ب: شدن-   ۴- ب: محب -   ۵- الف، ب، ج: بر-   ۶- ج: چه -   ۷- الف: اما تأثیر الم - ب: اما شدت تأثیر جدائی- ج: اما اثر الم جدائی- د: تأثیر جدائی برادر-
۸- الف، ب: بفضایل پناه ملا میرزا جان که از دارالسرور لاهور به بخارا روانه کرده بودند، نوشته اند - ولی طبق ص ۹۱ س ۱۰ ممکن است بخواجه شمس الدین محمد گیلانی به کابل روانه کرده باشد -

باکمال یبوست دماغ بآن[1] برادر بجان برابر خطی نوشتن که یاد از رطوبتِ دماغ دهد، خلاف اسلوب ایام معاشرت میداند، بیت:

هر چند غم هجرت[2] پوشیده همی دارم
هر کس که مرا بیند داندکه غمی دارم

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی تهران ۱۳۴۰ ه ش، ج ۲ ص ۸۷۸]

کس روانه[3] کردن خود را تقریب قاصد فرستادن ایشان ندانسته، محمد خطائی را بخدمت فرستاده ـ باین دو کلمه خود را بیاد میدهد ـ اگر گلهٔ نامه دیر[4] فرستادن شما[5] را باعثِ گله کردن شما از تأخیر ارسال مراسلات نمیدانست درین باب طومارها می نوشت ـ هرگاه [از] شدت الم جدائی آن برادر، بمظان اجابت، دعا در حضرت قاضی الحاجات معروض است، اگر در خلال[6] نامهٔ خود ازان ننویسد رواست[7] و چون تقدیر ازلی بر مصالح کلی نافذ است از عدم وجدان مرضیاتِ خود اگر چون ماهی بر تابه بطپم سزاست و جز درد دل نوشتن خود که ملال افزاست اگر سوانح یومی را باعث انشراح خاطر شریف تصور میکردم، ملکین یمین و یسار را روزنامچه نویسی تعلیم میتوانستم کرد، و اگر فلک را لایق شکایت میدانستم بهتر ازان برادر مخاطب نداشتم و اگر میدانستم که با قضاء و قدر کس بس میتواند آمد به تضرع و زاری پیش نمی آمدم و اگر نمیدانستم[8] که فلک در برآوردن حاجت مهجوران از من

۱- د: برآن- ۲- دیوان چاپی: عشقت- ۳- د: روان- ۴- ج: نه- ۵- د: کتابت شما- ۶- الف، ج، د: حال- ۷- د: بنویسد روانیست- ۸- در 'ب' کلمات ''بهتر ازان......نمیدانستم'' را ندارد-

عاجز تراست از شعار[1] اجلاف[2] عار نکرده گریبان آسمان میگرفتم و آنچه دوران از تقلب[3] حدثان و جلای اوطان با ما کرده اگر یک یک[4] را بر شمارم ازان میترسم[5] که او بستیزه فراغت[6] های نا کرده یک یک[7] بر من شمارد و ممیزی درمیان نباشد که از کرده و نا کرده فرق تواند کرد و این دل آزردهٔ هجران را بجواب دعوی این کج رو[8] عاجز کش درماندگی دست دهد، بیت :

چندگوئی ز چرخ و مکر و فنش
بخدا گر کری کند سخنش

معمورەها خراب شده، جهان را دیده گیر و گرد جهانِ ناهموار برآمده انگار و در هر شهر و ولایت همچو خود دو سه[9] گرفتار هوا و هوس را مردم عادی[10] پندار و از نیکان[11] و نیکنامان آوازه می‌شنو[12] و در آرزوی سیرت پسندیده ایشان عمری صرف میکن[13]، بیت :

پروانه نمی[14] شود مگس لیک بسوز
تا تهمتی شیوهٔ پروانه شوی

[کلیات عرفی شیرازی بتصحیح جواهری تهران، بی تاریخ ص ۴۳۳]

۱- الف، ب، ج : اشعار - ۲- د : اخلاف - ۳- د : تغلب- ۴- الف : یک بیک بر شمارم - ۵- د : هراسم - ٦- ج : از ستیزه - ۷- الف : یک بیک- ۸- ج : رفتار - ۹- ج : دوسه چند دون گرفتار......
۱۰- در نسخ: آدمی ۱۱- ج، د: مردان - ۱۲- الف: شنود - د : شو-
۱۳- ب، ج د : کن- ۱۴- د: می-

(٣٤)

بنواب خانخانان [نوشته شد]

۹۹۵ هجری کو یہ رقعہ خانخانان کے اس خط کے جواب میں لکھا گیا جس میں حکیم کو یہ خوشخبری دی گئی تھی کہ مستقبل قریب میں تمہاری حاضری بحال ہو رہی ہے - (دیکھیں ص ۵۷ س ۱۳) غالباً یہ خط ٹانڈہ سے فتحپور یا گجرات بھیجا گیا - (الف، ب)

هوس باد بهارم بسوی[1] صحرا برد
باد بوی تو بیاورد و قرار از ما برد[2]

[دیوان حافظ، بتصحیح هاشم رضی، تهران ۱۳۴۱ ه ش ص ۲۰۰]

بتازگی دل از دست دادۀ نامۀ نامی، و بتجدید از خاک برداشتۀ ملاطفه گرامی، ابوالفتح از رسوم و آداب[3] عرفی که نه باندازۀ حوصله مشتاقان است، قدم[4] بیرون مانده[5] در عرضِ مدعیات ضروری اقدام[6] می نماید و از اظهار اشتیاق که نوعی از سوء[7] ادب و نحوی از بی صرفگی دران ملحوظ و منظور می‌توانددبود، اجتناب و احتراز اولی و انسب میداند و الحق کدام مرتبه[8] از مراتب شوق و عزامِ تقریرِ[9] ناقص این دل‌شکسته، به تحریر در آید[10] که زیبا تر ازان در مرآتِ[11] ضمیرِ آفتاب نظیر، که نعم‌البدل[12] جامِ گیتی نماست، صورتِ جلوه‌گری ننموده[13] - سرّ نکته درویشان که چون[14] اسرار محبت بزبان [نیاید و[15]] درین مرتبه

۱- الف : طرف - ۲- ب : باد بوئی ز تو آورد و دل از ما برد- ۳- الف: عادات - ۴- الف: قدوم - ۵- الف: نمانده - ۶- الف: اقتدام - ۷- الف : سوی - ۸- الف : پیشه- ۹- ب : به تقریر- ۱۰- الف: آرد - ۱۱- در 'ب': ندارد- ۱۲- الف: نعم‌البدل است - ۱۳- الف : نموده- ۱۴- در نسخ: که اسرار محبت چون...... ۱۵- در نسخ : آمد که-

باین[۱] معنی در سراچهٔ خیال، نازک‌تر جلوه‌گری می نماید، فاش نگردیده[۲] - بی شایبهٔ تکلف، ذرین دفعه[۳] که خود را در اظهار ما فی‌الضمیر درمانده و عاجز می یابد[۴] و هیچ عبارتی را درمیانِ مدعا کافی نمیداند بلکه جمیع نزاکت‌های سخن را در اخفای معنی مقصود حجاب میداند و بدرد دلِ آن جماعتی که در اظهار معنی توحید و نکات مواحید[۵]، درآوردن[۶] عبارات و اشارات[۷] را، سّد شاهراه روشن[۸] معرفت شناخته بخاموشی توسل جسته بحقیقت رسیده‌اند، رسیده[۹] و ادراک این معنی عظمی که نزد اهل حق و حقیقت، معظمِ ادراکات[۱۰] کایه است، از میامن پرتو محبت آن آفتابِ سپهرِ عظمت و ابهت میداند و بمدارک جسمانی و مشاعر روحانی، در صدد شکرگزاری میباشد، فرد:

من بآن پیر باغبان مانم
که ز باغ تو خوشه چین باشد

در تشریح و تفصیل و اجمال[۱۱] و اهمال شرح حال خود که خاطرِ ملکوت ناظر را، متعلقِ چگونگی آن[۱۲] میداند، متردد[۱۳] و متفکر است که اگر سخن برسمت[۱۴] تکلف نوشته شود، با[۱۵] آنکه طبع[۱۶] را هرگز بآن راضی نمی تواند ساخت[۱۷]، به ادعائی[۱۸] هم متلقی[۱۹] نخواهد شد و اگر در صدد شرح ناسازی‌های روزگار و جفاهای فلک کجرفتار، بنوعی که زمانه دادِ آن داده خواهد، در آید باآنکه بر مقدرات[۲۰] که شرح مجمل آن قصهّ

۱- ب : پاس - ۲- ب : نکرده باشد - ۳- الف : وقعه - ب : دفع -
۴- الف: باید- ب: داند - ۵- الف: مواجید - ۶- ب : درمیان آورده -
۷- الف : استعارات - ۸، ۹- در 'ب' : ندارد - ۱۰- ب : ادراک
۱۱- ب: احتمال - ۱۲- ب: گذاشتن - ۱۳- ب: متردد است ۱۴- الف: بسمت- ۱۵- ب: یا- ۱۶- الف: طمع- ۱۷- ب: نمود - ۱۸- ب : یاد غا - ۱۹- ب: تلقی- ۲۰- الف: مقدورات-

ایست دور و دراز، اندیشه‌مند است که مبادا از رهگذر دل شکستگی‌ها و خاطرخستگی های این فدوی، گرد ملال پیرامون خاطرِ زکیهٔ فارغ بالان[1] حضّارِ عالیِ[2] مجلس گرامی که انشاالله به حسب صفت بخلود دوام موصوف بوده باشند، گردد که باعث زیادتی کامرانیِ روزگارِ دّوار[3] [و] پرّ آزار، خواهد بود، فرد :

جفاکارا دلت خوش باد هر چند
بدوران تو خوشنودی نمانده است

و هم چشمداشت این معنی داشته و دارد که همچنانکه خود را از[4] حواشی ضمیرِ اکسیر[5] تأثیر، محو و منسی نمیداند احیاناً به ارسال نامه و پیغام که در مدت مفارقت بآن، در هر مرتبه جانی تازه یافته، ممتاز و سرافراز گردانند[6] که درین[7] آب و هوا به نیم[8] جان[9] مستدرک، هر لحظه در معرضِ فناء ، زندگانی نمی تواند نمود، فرد :

چو نیم مرده چراغی است آتشین جانم
که در هوای تو در[10] رهگذار باد صباست

از تقصیرات خدمت حکیم همام[11] گله واقع‌شده[12] - اگر نامرادی های او معلوم فقیر نبودی هر آینه ترک علاقهٔ اخوی[13] واجب نمودی - چون

۱- ب: فارغ‌البال- ۲- در 'ب': ندارد - ۳- ب: کامرانی حسب روزگار پر آزار... ۴- ب: در- ۵- در نسخ: اکثیر - ۶- ب: یافته گردانند- ۷- الف: در- ۸- الف : نسیم- ۹- ب : جانی- ۱۰- ب: بر- ۱۱- درالف : ندارد - ۱۲- ب: واقعه شده بود - ۱۳- ب : احداث-

او در بصیرت و صافی الضمیر، برادر کلان فقیر است ـ اگر[1] بحسب ظاهر کثرتِ حیاء، او را از دوام ملازمت مانع آمده باشد، بیت:

فرستم زلف را تا یک فن آرد
شکیبش را رسن در گردن آرد

زیاده ازین درازنفسی، اگرچه قسمی از بلاغت است اما اطالت دران، موجبِ ملالتِ خاطر دانسته بدعا اکتفاء می نماید[2]، چه مکتوب نوشتن تحقیقاً[3] نحوی از سخن کردن است با مکتوب‌الیه[4]، و دران اطالت مطلوب[5]، اما ملاحظهٔ ادب و تجویز عدم[6] ملالت خاطر اشرف هم، قسمی از عاقبت اندیشی و احتیاط است وللاحباب[7] فیما[8] یعشقون[9] مذاهب'' [خزینةالامثال کانپور ۱۲۷۰ ھ، ص ۲۰۶] والسلام ـ

(۳۵)

بمیرزا عزیز کوکه نوشته

یہ رقعہ ۹۹۵ ھجری (۱۵۸۷ء) میں لکھا گیا ـ دراصل یہ وہ منشور بادشاھی ہے جو فتنۂ یوسف زئی کے خاتمے پر اطراف میں نشتر کیا گیا ـ (ط)

اللّٰہ تعالیٰ آن عنصر دانش و سربلندیِ هوشمندی را در مراتب، خردمند [و] سربلند داراد و در رضاجوئی پادشاه صوری و معنوی و ولی نعمتِ دینی و دنیوی از عمر [و] دولت، سرخوش گرداناد و خاطر همیشه ازین جهت که رابطهٔ دولت‌خواهی و نعمت پروردگیِ یک درگاه، امری

۱ـ الف: اکثر ـ ۲ـ در 'ب': کلمات ''اما اطالت.........مینماید'' را ندارد ـ ۳ـ الف: حقیقتهای ـ ۴ـ الف: بجای ''با مکتوب الیه'' کلمات ''با مطلوب'' را دارد ـ ۵ـ در 'ب': کلمات ''و دران اطالت مطلوب'' را ندارد ـ ۶ـ الف: عدم تجویز ـ ۷ـ در نسخ: والاحباب ـ ۸ـ ب: فهما ـ ۹ـ الف: یعسون ـ

است اتحادبخش، میخواهدکه طریقِ مراسلات فیمابین مسلوک گردد تا باین وسیله لوازم این نسبت بتقدیم رسد و گویائی و شنوائی مقدماتِ نفس‌الامریه که قحط آن مخصوص این زمان است و علی‌الخصوص از طوایفِ عالم ابنای دنیا ، ازین عطیت عظمیٰ محروم‌اند ، گردد - لیکن ازانجاکه سلسلهٔ محبت را گسسته دارند، زهرهٔ عشرت‌انگیز را چنان زره پوش گردانید که خود ازان چون یک حلقهٔ زره پنداشت و حکیمی که در محاربهٔ تیغ صبح شعله افشان، سپهر هراسان را ، باوجود زره کواکب در زیر سپر آفتاب گرفته، بیاراست، بیت :

بلندی دهِ آسمان بلند　　گشایندهٔ دیدهٔ هوشمند
جهان آفرین وز جهان بی نیاز　　بهنگام بیچارگی چاره ساز
خرد دانش آموز تعلیم او　　دل از داغ‌دارانِ تسلیم او

و بعد از تصدیر این مقام و تصویر این خیال، نعت سرورِ لایق که دُرِ برج سعادت بلکه دُرِ درج شهادت را از مشهدِ[1] لب، به سنگِ بدگهران نثار کرده، درةالتاج تارکِ مروت ساخت و مدح دلاوری که ماهِ علمِ عالم‌گیر را گسترده، معاندان را در قعرِ چاه بدر انداخت، بیت :

گرانمایه تر تاج آزادگان　　گرانمایه تر ز آدمی زادگان
محیطی چگویم چه بارنده میغ　　بیکدست گوهر بیکدست تیغ
بگوهر جهان را بیاراسته　　به تیغ از جهان داد دین خواسته

صلّ وسلم اللهم علیهم الی یوم‌الدین - اما بعد بر رأی ارباب ذوی‌الاقتدار مستور نخواهد بود که غرض از خلقِ ماسوی‌الله و ایجاد ما خلق‌الله جز تکوین جوهر ذات حضرت رسالت‌پناه و باعث بر ابتداءِ

۱- در اصل : شهد

آنحضرت جز ابتداء گم شدگانِ ضلالت‌دستگاه نیست، چه در وقتی که آن عالیقدر جهانِ کون و فساد را غیرت عالم ملکوت و رشک فضای لاهوت گردانیده بود، همیشه همت مبارک بر مداومت غزا و مواظبتِ جهاد مقتصر و منحصر داشته، مضمون کریمه ''ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظةالحسنة'' [پاره ۱۴ سوره ۱٦ (النحل) آیه ۱۲۵] را بمجامع سکان کون [و] مکان میرسانیدند ـ ازانجمله هر که بسعادتِ ''من یهدی‌الله فهوالمهتد'' [پاره ۱۵ سورة ۱۸ (کهف) آیه ۱۷] مستسعد[1] شدی بر فلک توفیق بدرجهٔ ''افمن شرح‌الله صدره للاسلام'' [پاره ۲۳ سورة ۳۹ (الزمر) آیه ۲۲] مشرف گشتی و آنکه بشقاوتِ ''و من یضلل[2] فلن تجدلهٗ ولیاً مرشداً'' [پاره ۱۵ سوره ۱۸ (کهف) آیه ۱۷] گرفتار بودی، به تیغ آبدارِ ''قاتلوا[3] المشرکین کافه'' [پاره ۱۰ سورة ۹ (توبه) آیه ۳٦] برگذشتی و چنانکه در باقی خصایل و سایر شمایل اقتداء به سننِ سنیه و اتباع مرضیهٔ آنحضرت بقدر وسع لازم است، همین شیوه نیز بر سلاطین جمجاه خصوصاً، و بر سایر مسلمین عموماً سمت وجوب دارد ـ پس ما نیز این مقدمه را حرز جان و ورد جنان ساخته مترصد این امر عظیم ایشان می بودیم تا درینولا جمعی از تجار که ممر عبور و ورود ایشان بر بعضی از بلاد هند که بحوزهٔ این اقلیم است [یا] سمت تلاحق دارد، واقع بود، التجا بدرگاهِ دین پناه آورده عرض کردند[که]فوجی از مخالفانِ راه دین و معاندانِ شرع سیدالمرسلین که از سایر کفره و فجره بسلطنت و ایالت ممتازند دست تعدی کشاده عاملانِ اسفار و قاطعانِ براریّ و تجار را ضرر میرسانند ـ اینمعنی بخاطر دریامآثر گران آمده، با فوجی از لشکر کواکب حشر که از عکسِ آفتابِ تیغ‌افگن، در آینهٔ جوشنِ

۱- در اصل : مستعد ۲- دراصل : تضلیل ـ ۳- در اصل : اقتلوا ـ

اطلس، سپهر را از شعلهٔ آتشِ دولت محمدی و فروغ شعشعهٔ ملت احمدی، روشن دارند و آن دیار ظلمت‌آثار و زمین کدورت آئین را، غیرتِ سپهرِ منیع و فلکِ رفیع ساخته، خیام و اطناب را نمونهٔ نجوم و شهاب گردانیدیم و چون خبر وصول رأیتِ آفتاب درایتِ اسلام، بدان مقیمان نشیمن ظلام رسید، آن جماعت نیز با سپاه بیحد و لشکری بیعد، باستقبال دولتِ روز افزون متوجه گشتند و آن طایفهٔ مکارِ غدار که از روی شقاوت با رخسار چون پرِ زاغ چشم بمتاع حیات این فرقه سرخ کردند و خون فاسد در بدن ایشان بجوش آمده، سودای شبیخون داشتند - از قوت دولت خسروی و یمن دولتِ قوی، قیاس تدبیر ایشان مخالف ارادهٔ تقدیر افتاده و ظن تخمین ایشان ناموافق آمد، چنانکه وقتی که طایرِ شب‌هنگام پرواز زمانه را از آتشِ بال خود، دل‌گرم ساخته بود و مهر انتقام آتشِ قهر در دودمانِ شب ظلمت آئین انداخته خبر وصول ایشان از یک فرسخی به عسکر[1] ظفر قرین رسید، آواز طبلِ رحیل بگوش تیزهوش قاید دولت اسلام رسید - ازینجانب نیز هژبرانِ بیشهٔ شجاعت و سروری، و نهنگانِ دریای جلادت و دلاوری که هر یک در میدان مردمی[2] و مردانگی، و مضمار چستی و چابکی از یکدیگر قصب‌السبق ربوده بودند به[3] قصد افروختن نایرهٔ جدال و قتال روان شدند - بر مخالفانِ حیلت‌پیشه و معاندان مکراندیشه، سمت ظهور می یافت و نیز میدانستند که [جواب؟] فریب و رنگ و افسون و نیرنگ را جز بزبان تیغ مجال نمانده، بطریق اضطرار، بترتیب قواعد کارزار و تمهید قوانین جنگ و پیکار مشغول شدند که وقتی که طلیعهٔ صبح با تیغ چون آب و سپر زرینِ آفتاب، خونِ زنگی شب

۱- در اصل : بمعسکر - ۲- در اصل : مردی - ۳- در اصل : و-

را بر خاک میدان زمانه میریخت، دو صف در مقابل یکدیگر چون دوکوه گردون ستوه بایستادند، بیت :

دو لشکر بهم بر کشیدند کوس
چو شطرنجی از عاج و از آبنوس

هر یک بر زمانه راه امن و امان بسته و صولت اشتداد از کرهٔ خاک شکسته ـ هر دو جانب مردان کاری و دلیران کارزاری، همه چون کوه پایدار، بر مراکب گردون شکوه[1] سوار، که هنگام جولان با کرهٔ فلکِ قمر وطابق النعل بالنعل، بودندی و از زخم نعل گردون[2] نوردِ شان، ساکنان افلاک از گاو زمین صدای ''یالیتنی کنت تراباً'' [پاره ۳۰ سوره ۷۸ (النبا) آیة ۴۰] شنیدندی و از آتش برگ نعلشان هلال نعل وش [در] آتشِ غیرت سوخته و بزمین فرو رفته و از دود آن جرم خورشید منیر [بر] چرخ اثیر، چون آینه، از آهِ حسرت، ظلمت و کدورت پذیرفته، بیت :

درآمد دو لشکر به جنبش چو کوه — کزان جنبش آمد جهانرا ستوه
ز غریدن نالهٔ کرِ[3] نای — در افتاد تن‌لرزه بر دست‌و پای
ز فریادِ روئین خم از پشت پیل — نفیر نهنگان بر انداز نیل
جلاجل زنان از صداهای زنگ — بر آورده خون از دل خاره[4] سنگ
سنان بر سر موی بازی کنان — بخون روی دشمن نمازی کنان
ز فولاد پوشانِ لشکر شکن — تن کوه لرزیده بر خویشتن

۱- در اصل: مراکب‌گردان ستوه- ۲- دراصل : گردان - ۳- دراصل : کره-
۴- دراصل : خواره -

دلیران جنگ‌آزمای مرد افگن، و مردان دار آرای سکندر شکن که هر یک در میدانِ جلادت صفدری بودند، همه [به] دریای نبرد، غرق آهن گشته از عکسِ اشعهٔ لمعاتِ تیغ‌آبدار، سپهر دوار را لرزان داشتند، بیت :

آستین افشان علم در رقص از آواز کوس
پای کوبان از تزلزل همچو اسپان کوه و در
رمح خونین کرده کوته بر اجل راه دراز
نای روئین گشته بر بالین کُشته نوحه‌گر
در دل رزم آزمایان نوک پیکانِ سنان
چون مژه بر چشم عاشق غرقه در خون جگر

در ظلمتِ گرد زبان سنانِ خون آلود، راست چون علَم آتش درمیانِ دود، و رسیدن به پیکان آبدار، بر سپرهای[1] زرنگار چون قطرات بارانِ نیسان بر فراز گل هنگام بهار و رماح خونین پیرامن آئینهٔ جوشن چون خطوط شعاعی حوالی خورشیدِ روشن، بیت :

اگر سیماب باریدی چو باران   فتادی[2] بر سنانِ نیزه داران

هوای گرد آشامِ ظلمت انجام، از زخم تیر و صدای نفیر و کوسِ رعدصریر ندای[3] ''او کصیب من‌السماء فیه ظلمات و رعد و برق'' [پاره ۱ سورة ۲ (بقره) آیه ۱۹] در داده و خروش زبانهٔ آتش رزم ساکنان فلک را از مضمون ''یجعلون اصابعهم فی اذانهم من‌الصواعق حذرالموت'' [پاره ۱ سورة ۲ (بقره) آیه ۱۹] خبرداده، بیت :

بدست تیغ گریبان زندگی زده چاک
بپای عمر در افتاده دامن خذلان

۱- در اصل : سپهر - ۲- در اصل : ستادی - ۳- در اصل : صررندی .

و چون از دم نای روئین آتش پیکار اشتغال پذیرفته امداد فیضِ الٰہی و اسعاد فضل نامتناهی مژدهٔ روح‌پرور از آتش کایم بمسامع اهل اسلام رسانیده شوکتِ کوکبهٔ محمدی و غلبهٔ عنایت سرمدی حملهٔ فتح و ظفر بر سپاه مخالف آورده، اکثر دشمنان تباه‌کار و هندوان سیاه روزگار که چون دود دعوی سرفرازی میکردند، مانند اخگر بخاکِ سیاه یکسان شدند و آنچه امید خلاص و سودای مناص داشتند، همچون زاغ و زغن در بیابان بی‌پایان، طعمهٔ عقاب اجل شدند و این فتح بزرگ‌پایه و نصرتِ گرانمایه موجب شکر لایزال و حمد مهیمن متعال گشت ''و.... الحمد لله الذی اَذهب عنّا الحزَن'' [پاره ۲۲ سورة ۳۵ (فاطر) آیه ۳۴] و چون اینمعنی را در خاطر جمهور دانش و بینش بلکه مجموع آفرینش باعث امن حضور و مورث سرور میدانست، این نامهٔ[۱] گرامی و مرسلهٔ نامی باطراف و اکناف، ارتکاب نموده، توفیق نعمت عظمٰی ''لَئِن شکرتم لازیدنکّم'' [پاره ۱۳ سورة ۱۴ (ابراهیم) آیه ۷] را مستدعی میباشد - انه خیر موفق و معین والسلام -

(۳۶)

بصدارت پناه میران صدر جهان -

۸ رمضان‌المبارک، غالباً ۹۹۵ هجری کا لکھا یہ خط شاید ثانڈہ سے توران بھیجا گیا جہاں وہ حکیم ہمام کے ساتھ سفارت کے فرائض سر انجام دینے گیا ہوا تھا - حکیم نے میران کو ان کے بیٹے محمد علی اور دوسرے افراد خاندان کی خیریت بتاتے ہوئے تسلی دی ہے - (الف، ب، ج)

خلاصهٔ نیکان و پاکان هندوستان میران[۲] صدر جهان سلمه الله و ابقاه از بازمانده‌های خود فارغ‌بال بوده[۳] وکالتاً و اصالتاً از آب و هوای

۱- در اصل: مایه - ۲- ب: میر - ج: امیر - ۳- الف، ب: نبوده،

ولایت بحظ وافی[1] محظوظ و بهره‌مند باشند - راست گفتار و درست کردارخواجه محمد علی خزینه‌دار، سر رشتهٔ داد و ستد فرزند ارجمند را بدستور کما کان مستحکم تصور فرموده خود را مستعد خدمات اعلی‌تر ازان تصور فرمایند - امیر [طوغان[2]] و ملا شرف الدین[3] علی را نیازمندیم و محمد حسین بوسیلهٔ دوام حضور و آگاهی، خود را بیشتر از بیشتر در خاطر اشرف[4] جا خواهد کرد - بتاریخ هشتم[5] شهر رمضان روانه کرده شد -

[حاشیه]

بعضی ضروریات بموجب تفصیل علیحده مصحوب خواجه محمد علی خطائی نزد خواجه شمس‌الدین محمد گیلانی به کابل روانه کرده شد - موافق مصلحت بشما خواهد رسانید - عجالة الوقت بجهت نواب نامدار قل بابا[6] کوکلتاش پنج توقوز[7] پارچه و چند خرقه[8] ترکیب روانه کرده شد، گذرانیده عذر خواهی نمایند[9] - فرزندان ما و شما بیاد شما همه[10] بصحت و سلامت اند - الحمد لله علی ذلک - از اوضاع فقیر بکلی خاطر مجموع[11] دارند که بعنایت الٰهی همه دشمنان در مقام دوستی‌اند - سهم پسر[12] عزیز درین چند روز صورت می یابد، در هر خط سفارش نوشتن مصلحت[13] ندارد - غریبان بی خانمان خراسان را از هر قسم امداد بهره‌مند گردانیده، مرهم جراحت آنها بوده باشند -

---

۱- الف : اوفر - ج : وافر - ۲- الف، ج : طوفان - ب : طومان - ۳- ج : میر شریف الدین - ۴- الف، ب : خاطرها - ۵- ب : دوم - ۶- الف : بجهت قل‌بابا.... ب : بجهت نواب قل بابا.... ۷- الف : توقز - ۸- الف، ب : حقه - ۹- ب : فرمایند - ۱۰- در ب، ج: کلمات ''ما.... همه'' را ندارد- ۱۱- ج: جمع- ۱۲- الف، ب: میر- ۱۳- ج :لائق-

فرصت را غنیمت شمرند و از سلسلۀ اتراک خدمتگاری چند بهم رسانند[۱]۔ جائیکه دشمنان بواسطۀ انقطاع ضرر ایشان ازان شریف‌الذات و ارتفاع منافع آن حمیده صفات از ایشان در دعوی اشتیاق باعتقاد دوستان صادق باشند[۲] جای آنست که دوستان از اظهار شوق و عزام، عرق شرم بر جبین آورده باصل مناسبات ذاتیه توسل جویند و از اسباب و علل مرجوع‌الزوال[۳] آرزومندی نام و نشان درمیان نیاورند و جمعی که بشرف نسبت اتحاد ممتاز اند از استماع حرف فریقین شاد و در وصال[۴] و هجران شاکر و آزاد باشند، والدعاء۔

---

(۳۷)

[بخانخانان نوشته شد]

۲۳ شوال ۹۹۵ هجری کو یه خط ٹانڈه سے فتحپور بهیجا گیا - لکھا ہے که آپ نے حاضری بحال ہونے کی خوشخبری ضرور دی تھی لیکن کوئی حکم نامه نہیں ملا - کیا ہی اچھا ہو اگر آپ کی وکالت سے کوئی 'صریح فرمان' میرے نام آئے جس میں مجھے دربار طلب کیا گیا ہو۔ خط ابھی بھیجا نه تھا که شاید شیر بیگ اور رضوی خان فرمان لیکر پہنچ گئے چنانچه حاشیے میں جو ایک علیحده خط کا درجه رکھتا ہے اظہار مسرت و ابلاغ دعا کے ساتھ فرمان کے ملنے کی اطلاع دی ہے - (الف،ب،ج،د)

چه نویسم که دل از دست فراقت چه کشید
یا ز نادیدنت این دیدۀ غمدیده چه دید

[کلیات سلمان ساوجی، انتشارات زوّار، تهران، ص ۳۰۰]

کمترین بنده[۵] بجان مشتاق ابوالفتح که از درستی پیمان و شکستگی خاطر، شگفته و آزرده میباشد، امیدوار است که شرح حال

۱- در الف: این رقعه بهمین لفظ ختم میشود- ۲- ب: در دعوی صادق باشند-
۳- ب : مرجو الذوال - ج : مرجوه الذوال - ج : مرجوه رجوع الزوال - ۴-
ج: وصل- ۵- فقط در 'د'۔

نامرادان قدری[۱] به مشافهه بموقف عرض برسد[۲] و طی بساطِ نامه و پیغام که باعث زیادت اضطراب مشتاقان است، نموده آید،[۳] بیت :

وصال او ز عمر جاودان به
خداوندا مرا آن ده که آن به

[دیوان حافظ، بتصحیح قزوینی، ص ۲۹۰]

بالله العلی‌العظیم که اگر یکمرتبه دیگر خود را بآن آستان برساند،[۴] بروزگار[۵] خود دیگرباره دعوی نخواهم داشت[۶] - چه خوش باشد که بوکالت روزگار[۷] ملازمان این مصالح را اسباب مهیّا داشته تقریب طلب فقیر را درمیان آورده فرمان صریح بفرستند[۸] تا احدی را مجال و وقت بی مزه نبوده باشد - بتاریخ بیست[۹] و [سوم][۱۰] شهر شوال ۹۹۵ھ[۱۱] از مقام تانده[۱۲] و بعد از تشریف آوردن رضوی خان بتاریخ بیستم[۱۳] شهر مذکور و تشریف آوردن نواب شاه جمال‌الدین حسین بتاریخ بیست و یکم[۱۴] شهر مزبور قلمی نموده میشود که چون[۱۵] خدمت منور خان خواجه سرای متوجه ملازمت گردیده، با وجود او شاید از اوضاع ما خبردار بوده باشند، بعرض رساند آنچه تحقیق فرمایند -

[حاشیه]

کتابتی که برادرم میر همایون از متیان پور[۱۶] مصحوب جلوداران نواب نامداری اقبال آثاری[۱۷] مظفر خان ارسال داشته بود و مجملی از

۱- الف، ج، د : فدوی - ۲- د : رسد - ۳- ازین ببعد نسخهٔ ب فاقد عبارت است و تا ''همراه منور خان آمده بود'' ندارد - ۴- الف' ج : رساند - ۵- الف، ج : بر روزگار - ۶- د : گذاشت - ۷- ج : روز روزگار - ۸- الف: فرستند- د: فرستد ۹- در 'د': ''بتاریخ بیست ...تحقیق فرمانید'' را ندارد- ۱۰- الف، ج : سیوم- ۱۱- ج: ۱۰۸۷- ۱۲- الف: ماند- ۱۳- ج : بیست و یکم- ۱۴- ج : بیست و دوم- ۱۵- فقط در 'ج' - ۱۶- الف' د : سایر - ۱۷- الف: پناهی -

اوضاع نجباء در خانه اعلام فرموده بودند، رسید، و عجب بمحل فرمان را فرستاده اند[۱] - الحق کرامات حضرت خیال توان کرد و بس - در وقتی که شیر بیگ بخشی بآن برودت[۲] و رضوی خان بآن حرارت[۳] تشریف آورده‌اند، در مقام اینکه[۴] آن داغ اعتبار ندارد و دو داغ نیک[۵] که ما آورده ایم می باید کرد[۶]، و صد مهمل دیگر که ماحصل ندارد میخواهند[۷] که هر صباح بر زبان آورند - دران اثنا[۸] فرمان رسید و عالمی را شگفته گردانید[۹] و بازار[۱۰] فصاحت و بلاغت رواج یافته [و] سودای مهملات و مزخرفات از خاطر بدر رفت، بیت:

بماناد آن دوست کو دوستان را
غذای دل و راحت جان فرستد

[از قاضی حمیدالدین - دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی، تهران ۱۳۴۰ ه‍ ش ج ۲ ص ۵۴۳]

این فرمان هم همانطور برمحل آمده که دربارهٔ اسباب اردوئی[۱۱]، همراه منور خان[۱۲] آمده بود، مصراع:

[چو حد محمدت اینجا رسید وقت دعاست]
خدای در دو جهانت معین و یاور باد

[دیوان ظهیر فاریابی، باهتمام تقی بینش، مشهد ۱۳۳۷ ه‍ ش ص ۷۰]

تفصیل احوال قلمی نموده[۱۳] مصحوب جلوداران خود در غرهٔ

۱- الف، ج: بودند - ۲- ج: طرف رود - د: رو - ۳- ج: جرأت - ۴- الف: عینک - ج: نیک - ۵- الف، عینک - ج: اینکه - ۶- در الف: بجای 'می باید کرد' کلمات ''اینک بمقام عینک داغ کرده'' را دارد و این عبارت (در مقام...... باید کرد) مغشوش مانده - ۷- ج: میخواستند - ۸- در 'ج' د: کلمات ''دران اثنا'' را ندارد - ۹- الف: کرد - ۱۰- د: ما را - ۱۱- ج: داد دهی - د: داودی - ۱۲- د: منصور - ۱۳- الف: ب: فرموده -

ذی‌قعده روانه خواهد نمود ـ درینولا[۱] بواسطهٔ گرمی هنگامهٔ بازار تمغا، هیچ احدی یکپارچه بجائی[۲] نمی تواند فرستاد و بعد ازین مردمِ تانده[۳] به اکبر آباد[۴] خواهند آمد ـ خاصه و ململ خریده شود[۵] که این خدمت[۶] از جمله اسباب سعادات آخرت[۷] و ترقیات درجات دنیاست[۸] ـ شما باعث بوده بعرض[۹] حضرت رسانید و نوعی توجه[۱۰] نمایند که تمغا بخشیده شود، انشا الله تعالیٰ ـ در وادی خواجه منور خان[۱۱] بشما سفارش مینویسم ـ کرم کرده موافق[۱۲] حالت نامرادی های او باو کار فرمایند که هم اوقات گذر[۱۳] داشته باشد و هم آخر وی[۱۴] بشلاق گرفتار نشود ـ زنهار[۱۵] بمردمی که از ایشان کار بسیار نمی آمده[۱۶] باشد ـ به آن جماعت کارهای کلان نفرمایند که آنچه درین سفر بر فقیر ظاهر شده اینست که اکثر کروریان که مردگان خر اند و کاری[۱۷] از اینها بر نمی آید[۱۸] ـ از روی حماقت معامله همه[۱۹] خراب کردند و بعد ازان از شلاقِ ایشان[۲۰] هیچ فائده نیست، والدعاء ـ

۱- در 'ج': قبل ازین 'با کهاران' را نیز دارد ـ ۲- د: بجای خود- ۳- الف، ب، د: مانده- ۴- ج، د: آگره- ۵- الف: نمیشود- د: خریده چه سود- ۶- الف: کفایت- ۷- الف: از جمله نقصان اسباب سعادات- ب، د: این خدمت آخرت و اسباب ترقیات - ج: این خدمت مزید سعادت آخرت - ۸- ب، د: دنیا را - ۹- ب: بتوجه - ۱۰- فقط در 'د': ۱۱- ب: منصور- ۱۲- ج: موافقت- ۱۳- الف: گذر او - ۱۴- فقط در الف - ۱۵- ج، د: زنهار که- ۱۶- ج: برآمده- ۱۷- الف، ب: کار- ۱۸- الف، د: نمی آمد ـ ۱۹- الف، ج، د: مهم خراب کردند- ۲۰- ب: ایشان را-

(۳۸)

به نواب خانخانان نوشته شد

یه خط ۹۹۵ هجری (۱۵۸۷ء) میں حاضری بحال ہونے پر ٹانڈہ یا فتحپور سے گجرات بھیجا گیا - گویا خانخانان کا شکریہ ادا کیا ہے کیونکہ اس نے بادشاہ سے حکیم کے لئے سفارش کی تھی اور دربار میں حاضر ہونے کا ،صریح فرمان، بھجوایا تھا - اس امر کے واضح اشارات زیر نظر خط میں بھی موجود ہیں اور خط نمبر ۳۷ کا حاشیہ بھی اس پر دال ہے - (الف، ب ج،)

گه بادل[۱] پر نشاط و گه دل ریشم   گه با کف پُر سیم و گہی درویشم[۲]
گه واپس جمله و گہی در پیشم   من بوقلمون روزگار خویشم

سر قلم شکسته بودم و دهن دوات بسته و معالجۀ درد سرِ گفت و شنود[۳] را صندل خاموشی دانسته[۴] و سادگی‌های محبت را بر شیوه دانی‌های[۵] روزگار[۶] و رسوم و عادات ترجیح کرده باخود میگفتم، مصراع :

[صد گله دارم ولی چون‌باشد آنرو در نظر]
کیست کین ساعت زبانم را بگفتار آورد

[دواوین امیر خسرو، نولکشور ۱۸۷۱ء، ص ۲۰۱]

که بناگاه باد قبول از مهب مصرِ محبت وزید و خلاصة‌الکلامِ صداقت و نهایت المرأم وفا که دستورالعمل آشنائی را سجلی بود ناطق و ابطال

۱- ج : لب -   ۲- ج : گہی با کف پرسیم درویشم-   ۳- ج : شنید-
۴- ب : مالیده -   ۵- ب : ذاتیهای -   ۶- در ب، ج : ندارد -

دعوی خصم را تمسکی فایق، در نیمروز[1] انتظار بر سر کوچه و بازار[2] اهلیت، مصراع :

رسید از دست محبوبی بدستم

[گلستان سعدی، بتصحیح قریب تهران ۱۳۱۰ ه ش، ص ۶]

انبساط خاطر افسرده‌دلان را مفرح محزون از شفاخانهٔ طبع نکته‌دانان روانه[۳] کرده بودند، در ظلمتِ شب اندوه، ید بیضا نموده و اندمال جراحت شمشیر قضاء و قدر را به کلمات[۴] طیبات مرهمِ رسل و رسایل ارسال داشته بودند، در شفا بخشی خاطر رنجوران معجزهٔ[۵] عیسوی بکار برده ـ سخن درمیان است و تکلف بر کران[۶] که قبول آمیزش برچیده نظم و برگزیده نثرش، دشوارپسندانِ نادره سنج را از تصفح[۷] کتب متقدمین و متأخرین جمعیت خاطر بخشیده و کیفیت حسن ترکیب و پسندیده معانی و سنجیده الفاظش، گرمی هنگامهٔ دقیقه شناسان را از احتیاج[۸] جام و ساقی مستغنی گردانیده، بیت :

ساقیان لهجهٔ او چون شراب اندر دهند
هوش گوید گوش را[۹] هان ساغری کن ساغری

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی، تهران ۱۳۳۷ ه ش ج ۱، ص ۴۷۱]

بیت :

بی‌تکلف او سخن گوید چنان   کز پی پانصد تأمل دیگران

[مثنوی معنوی، دفتر دوم، تهران ۱۱ ص ۲۴۰]

۱- الف ، ب: نیم- ۲- در الف : ندارد - ۳- الف: روان - ۴- الف: بنکات- ۵- الف : معجز - ۶- الف، ب : کنار - ۷- ب : تفحص - ۸- ب: اخلاج - ۹- ب : گوش گوید هوش را......

قلم گرفتن[۱] و شروع در مدعا نویسی[۲] کردن و داد فصاحت و بلاغت دادن و بازار جوهریان معنی را درهم‌شکستن حق ایشان است و ایشان را سزاست، بیت :

گفتی اندر[۳] باطنش دریاستی　　جمله دریا گوهر گویاستی

[مثنوی معنوی، دفتر دوم تهران، ص ۲۳۰]

بذل مجهود کردن و شکسته بستهٔ چند[۴] فراهم آوردن و روی سخن‌را به تزویر[۵] عبارات آراستن و به حیلهٔ استعارات آرایش دادن از برای باز نمودن مرتبهٔ ایشان کار و خدمت ماست، بیت :

جمله ادراکات بر خرهای لنگ　　او سوار باد پران چون خدنگ

[مثنوی معنوی، دفتر سوم، تهران ص ۵۶۷]

آمدم برسر مدعا اول اظهار شوق کنم یا عذر مهربانی‌های شمارا بخواهم یا شکر و شکایت دوستان بنویسم یا درد دل خود اعلام نمایم[۶] ـ اَولی وُ انسب[۷] آنست که ازین مقدمات لب بر[۸] بندم و شگفتگی خاطرِ بالفعل و توجهِ خاطر حضرت ظل الٰهی را که سرمایهٔ نشاط و مایهٔ[۹] انبساط است بعرض رسانم، بیت :

ملک دل از جلوه اش دارالسرور مصر شد
رنج یعقوبی و اندوه زلیخائی گذشت

۱- ج : کردن ـ　۲- در الف، ب: ندارد-　۳- ج : گفته در-　۴- ج : چند ناروا ـ　۵- ج : تصویر ـ　۶- الف : درد اعلام نمایم ـ　۷- در الف ، ج : ندارد ـ　۸- ج : به ـ　۹- ب : بادهٔ ـ

و خاطر گرامی را که همگی متعلق به اصلاح حال دوستان است از تردد بر آرم - حضار گرامیِ مجلسِ عالی[1] قاضی حسن و حسین خان و خدمت نور محمد و خدام[2] بخشی الملکی خواجه نظام‌الدین احمد، ختم کلام بدعای ایشان هم از زبان ایشان که سریع‌الاجابت است، اولی و انسب است، بیت:

دعای تو بر هرچه دارد[3] شتاب　　　من آمین کنم تا شود مستجاب

والدعاء -

---

(۳۹)

به نجیب‌الدین حکیم همام

اواخر ۹۹۰ هجری (اکتوبر ۱۵۸۲ء) میں یہ خط فتحپور سے توران بھیجا گیا - (الف، ب، ج، د)

هر جا که ز خوناب جگر چشم تری هست
از حادثهٔ هجر من آنجا خبری[4] هست

خوشحالی در فراق دوستان حرام و خون دل خوردن حلال است - اظهار معنیِ شوق و محبت را عبارتی پسندیده در کارخانهٔ قضاء و قدر

۱- الف، ج: حضار عالی مجلس‌گرامی - ب: حضار مجلس عالی‌گرامی- ۲- ب: قاضی حسین و خدام... ۳- ج: هر که آرد- ۴- الف، ج: اثری -

نصیب نه شده ـ لب بدندان گزیدن و نوشتجات خود را خود دریدن سودی ندارد و قلم گرفتن و گرد متبدلات[1] گشتن و حرفی چند دور از مقصد نوشتن غمزدائی و بهجت‌افزائی را شایستگی ندارد[2] و زبان بستن و خاموش نشستن در تنگنای حوصلهٔ آرزومندان 'نعوذ بالله منها' یاد از بیگانگی بلکه دیوانگی میدهد ـ تسلیهٔ خاطر مضطرب را بوجوه اقناعی قناعت ضروری دانسته با خود مقرر میکند که غرض دوستان در ارسال مراسلات نه اثبات محبت است بلکه محبت مستغنی از ثبوت است [3] و نه آنکه حاشا زمان مشغولی مکاتیب [4] را بدلی بجهت خلاصة‌الحیات اوقات مکالمه که همچو عمر رفته بدلی ندارد، با خود مقرر میتواند[5] کرد بلکه مقصود آنست که نگرانی خاطر مکتوب الیه را که نسبت بحال خود مشخص[6] میداند، تدارکی نقش بندد یا آنکه تقریب یاد آوری مجدد[7] را باعثی بر ذمهٔ مروت ایشان ثابت کند ـ لهذا بکوتاهی‌های عبارت نارسای خود بناکامی راضی شده شروع در عرض مقدمات مینماید که زیادتی [و] شدت الم[8] مفارقت آن برادر بجان برابر، خصوص درین سفر خیراثر، نه تنها ازین رهگذر است که فیما بین در مدت حیات امتداد جدائی باین درازی نکشیده بود و نه تنها ازین وجه است که مشقت[9] سفر را درین مرتبه ایشان متحمل اند و راحت حضر را بنده مرتکب بلکه بیشتر ازین رهگذر متأثر است که آن برادر شریف‌الذات را در معالجهٔ امراض نفس ناطقه صاحب ید طولی میداند و این حیران

۱- الف، ب، ج : متداولات - ۲- ازین بعد نسخهٔ 'د' فاقد عبارت است - ۳- الف: در ارسال مراسلات مکاتیب نه اثبات محبت مستغنی از ثبوت است- ۴- ب: مکاتبات- ۵- ج: تواند - ۶- ج: نسبت مشخص بحال خود.... ۷- ب: مجدداً - ۸- الف: زیادتی الم شدت- ۹- ج : مشقت یعنی حرمین سفر..

کارخانهٔ الٰهی را بوسیلهٔ مطالعهٔ کتبِ اخلاق که هم از ثمرات نصائح[1] ارجمند ایشان است استعدادِ دریافتِ بعضی از سخنان بلند صوفیه که بمذاق اهل روزگار ناگوار است، دست داده ـ بر خصوصیات بیماری دور از کار خود پی برده ـ در اکثر اوقات صالحات با خود دست و گریبان است و از چندین رهگذر[2] درِ گفت و شنود بر خود گشوده و هزار خلاف طبع از خود شنوده ـ اوّل آنکه بشومی مطالعهٔ بعضی از رسایل[3] طبی سعادت اطلاع بر معایب نفس ناطقه را شقاوت و ضبط دماغ فرض کرده، ارادهٔ ارتکابِ تناول انواع مسهلات مصلح مزاج بر خود عرض میکند و تصرف در اسباب ستهٔ ضروریه فرض میداند و گاه بنا بر تغییر[4] اسلوب سخن از قانون مقررهٔ[5] چهل ساله متیقن میشود که خرافت لازمهٔ سن سبعین در اربعین باستقبال شتافته باشد و گاه از روی مدارا میگوید که مدار بر تخیلات[6] خود نهادن و مقدمات عقلیه را در جنب آن وزنی نه نهادن و آنچه سالها مردم را نکوهش بران کرده باشند[7] امروز در مکافات‌خانهٔ دنیا خود را بدان سرزنش نفرمودن[8] متزلزل بودن و عدم استقامت رأی خود بدور و نزدیک نمودن است ـ هیهات هیهات، مصراع :

ما کجائیم و ملامت گر بیکار کجاست

[دیوان حافظ، بتصحیح قزوینی، تهران، ص ١٥]

۱ـ الف، ب: ثمرات الهی نصائح... ۲ـ ج : ازین چند راه ـ ۳ـ الف، ب : مسایل ـ ۴ـ در نسخ: تغیر ـ ۵ـ ب : مقرر ـ ۶ـ ب: مخیلات ـ ج: متخیلات ۷ـ الف: بدآنچه مردم را بدان سالها نکوهش کرده باشد ـ ج: آنچه مردم را سالها نکوهش... ۸ـ الف، ج: فرموده ـ

بیت :

بی غم عشق تو صد حیف ز عمری که گذشت
پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم

[دیوان هلالی چغتائی، تهران ۱۳۳۷ ه ش، ص ۱۰۹]

سخن مختصر آخرین حرفی که گریبان مرا از دست تصرف نفس شوم خلاصی[1] تواند بخشید[2] جز این نیست که امروز چون همت آن نداری که دست از دنیا بداری و بیکباره[3] بمعبود خود روی آری، همان به[4] که تا آمدن آن رازدان اسرار نهانی سرّ این راز را باآشنا و بیگانه درمیان نیاری و دست از معالجهٔ من بداری، چه عاشقان خسران زدهٔ دنیا را سرعت در معالجهٔ امراض که مخالف مزاج معشوق ایشان باشد[5] و احتمال نفع آن جهان [هم] باقی نباشد[6] ، واجب نیست - سیّما طبیب را در مداوای خویش[7] تأنی لازم [دانسته] [8] اند، بیت :

ای دوای نخوت و ناموس ما
ای تو افلاطون و جالینوس ما

[مثنوی مولانا، چاپ امیر کبیر، دفتر ۱ تهران، ۱۳۳۶ ه ش ص ۲]

باز آ که در فراق تو چشم امیدوار
چون گوش روزه دار بر الله اکبر است

[کلیات سعدی، تهران، چاپ علمی بی تاریخ، ص ۵۴۰]

۱- ب، ج : خلاص - ۲- ج : کرد - ۳- الف : یک بار - ب : یکباره -
۴- ب : بهتر- ۵- ب، ج: نباشد - ۶- ج : آن جهانی باقی داشته باشد -
۷- الف: خود - ۸- در نسخ : داشته -

(۴۰م)

[در جواب] بخواجه شمس الدین [نوشته]

حاضری بحال ہونے کے بعد یہ خط غالباً اواخر ۹۹۵ ہجری (اوآخر ۱۵۸۷ء) میں فتحپور سے حسن ابدال بھیجا گیا کیونکہ کابل والی مہم کے واقعات کا ذکر اس خط میں موجود ہے جو اسے ۹۹۴ ہجری (۱۵۸۶ء) میں پیش آئی - (الف، ب، ج، د)

خود رنجم و خود صلح کنم عادتم اینست
یک روز تحمل نکنم طاقتم اینست

[دیوان وحشی بافقی، تہران ۱۳۳۹ ھ ش، ص ۲۷]

مراسلات شریف و مکاتبات لطیف که خدام وزارت و رفعت پناهی[۱] اعتضادی استظهاری اخوت و محبت آثاری خواجه شمس‌الدین محمد سلمه الله ابقاه که بعد از تمادی[۲] ایام جدائی[۳] و نسیان ارسال داشته بودند، ورود آن باعث زیادتی شوق بدریافت[۴] صحبت کثیرالبهجت[۵] گردید[۶]، بیت:

آمد خبر یار و ز خود بیخبرم کرد[۷]
فریاد که مکتوب تو مشتاق ترم کرد[۸]

چون شما را درین ایام بیشتر از بیشتر به نصایح دوستانه[۹] محتاج میداند، اگر بر[۱۰] قانون تکلفات عرفی[۱۱] سخن رانده شود

۱- ج، د: پناه - ۲- الف، ب، ج: امتداد - ۳- فقط در 'ب' - ۴- فقط در الف - ۵- ب: کثیر المرت - که بگمان غالب 'کثیر المسرت' بوده و بسهو کاتب بدین صورت در آمده- ۶- ب: شد - ۷- الف: آمد خبری یار زخود بیخبرم کرد- ۸- در 'ب' این مصراع را ندارد - ۹- الف' ب: دوستان - ۱۰- ج: به - ۱۱- د: عرفی تکلفات -

بمقتضای صداقت بلوازم نفاق تبدیل کرده باشد - نعوذ بالله ازان جمعی که حق را از دشمنان پوشیده دارند، فکیف [آنکه][۱] از اصدق اصدقا - در اصل معلوم بوده باشد که با سلاطینِ روزگار قرار[۲] آشنائی[۳] را از روی[۴] استعداد فطری[۵] نمیتوان کرد و معاشرت و مزاجدانی را باستفاده[۶] از سابقین خود در خدمت، یاد کرده مطالعه و ملاحظه کیفیت و نسبت خود در هر مدتی می باید کرد و اگر آن نسبت را روز افزون نیابد[۷] همگی همت را مقصور[۸] آن دارد که بتازگی بوسیلهٔ خدمت پسندیده یا بکلام دلفریب در خاطر مخدوم جا کند و کسی که کیفیت نسبت خود را به تفاوت فاحش متزلزل یابد، مع‌ذلک در ازدیاد اسباب تنزل باشد نه از روی تجرد[۹] و بلندی فطرت، در نظر بصیرت بخفت عقل و سوء تدبیر موسوم خواهد بود و تغیّر[۱۰] اسلوب[۱۱] شما همانا که ناشی از [آرزوی][۱۲] ادراک معنی تنزل[۱۳] تواند[۱۴] بود، شاهد عدل است که شما را مجال انکار این ادراک نمانده - پس سبب مرض را ذکر باید کرد تا باعث زیادتی حسن ظن گشته شما را دلنهاد معالجه گرداند - اول آنکه نهایت اخلاص و حسن عقیدت در خود می بینی و ارسال عرایض که مشتمل بر استدعای اصلاح احوال خود وغیره باشد و به تجربه[۱۵] بی منفعت یافته و نامهربانی عظیم الاثرِ ارباب دخل را در بی سر انجامی خود دخیل دانسته، در تقدیم بعضی از

۱- در نسخ :ازانکه- ۲- فقط در الف - ۳- ج : روشنائی - ۴- ب : آشنائی بی استعداد- ۵- الف، ب: فطرتی- ۶- د: باستعاره- ۷- د: یابد- ۸- الف: مصروف- ۹- ج: تجرید- ۱۰- د : بعد - ۱۱- الف، ب، ج : سلوک - ۱۲- در نسخ : آزردگی - ۱۳- در ج' د: ندارد - ۱۴- ج : خواهد - ۱۵- د: بی تجرید-

لوازم دولت‌خواهی که لازمهٔ بلندهمتان[1] است، بی استعدادی خود در نظر می آوری، بیت:

تا ازان نور جهان افروز ماندم[2] در حجاب
از زمین در وحشتم[3] با آسمان در ماجرا

دیگر رنجش خاطری که ناشی[4] از کمال عطوفت باشد باکمال دلبستگی در رنگ آزردگیِ خاطر پدر عطوفت است[5]، نسبت به فرزندان قابل نافرمانبردار،[6] که بی اصلاح[7] خود بهم رسانیده و باوجود حقیقت همهٔ این مقدمات اگر برخی از خلاصهٔ ایام حیات[8] مصروفهٔ هندوستان را صرف ملازمت حضور و خرج مزاجدانی میفرمودند، امثال این مقالات[9] استقامت رأی رزین را انحراف بخش نمیگشت و از فطرت خود مهتدی گشته به نصیحت اصدقا احتیاج باقی نمی ماند - الحمد لله والمنه که تا امروز امری که به خوبترین وجهی تلافی پذیر نباشد روی نداده مگر فی‌الجمله بدمعاشی و تعدی که از رهگذر جاگیرداران[10] کابل راه یافته تجدید مراسم میت[11] مظفر خان مرحوم را که در عمل حاجی پور یادگاری گذاشته باعث جلاء وطن جمعی کثیر از رعایا گشته و در اخذ مال قنوات کابل باعث بدعت[12] شده - توجیه را احداث فرموده بخاطر گذرانند[13] که مآل آن همه از مستزادات ظلمی خواهد بود، والدعاء -

---

۱- ب، ج: همتا: د: همتی - ۲- د: بودم - ۳- ج: جنگم و -
۴- د: با شما - ۵- در الف، ب: ندارد - د: باشد - ۶- الف، ب: نافرمانبر - ج: نافرمان - ۷- الف، ب، ج: اطلاع - ۸- الف، ج، د: خلاصهٔ حیات ایام - ۹- د: مقدمات - ۱۰- الف، ب، د: جاگیر داری -
۱۱- الف، ب: سید - ۱۲- د: بدعی - ۱۳- الف، ب: گذرانیده‌اند -

(۴۱)

بسعادت مآب میر صدر جهان نوشته[۱]

غالباً ۹۹۵ هجری (۱۵۸۷ء) کا لکھا یہ خط فتح پور یا ٹانڈہ سے توران بھیجا گیا ہے، جہاں وہ حکیم ہمام کے ساتھ بطور سفیر گیا ہوا تھا - (الف، ب، ج، د)

خدمت حضرت سیادت و نقابت پناه استظهاری میر[۲] صدر جهان سلمه الله تعالی همیشه همت مصروف خیریت احوال خیر مآل خود[۳] دانسته در لوازم یاری و برادری‌ها[۴] نعم‌البدل همه خوبان بوده، نجیب‌الدین حکیم همام را غمگین نگذارند[۵]، بیت:

کوی یار و هر طرف چندین رقیب سنگدل
حال چون باشد همایون را تن تنها درو

بندگی خواجه محمد علی [خطائی] در لوازم خبرداری[۶] و شرایط خدمتگاری[۷] بیشتر از بیشتر توجه مبذول داشته، همه مهمات را از خود دانند۔

---

(۴۲)

رقعه بخواجه حسین ثنائی

اواخر ۹۹۵ھ یا اوایل ۹۹۶ ھجری کا لکھا یہ خط لاہور کے علاقے سے آگرہ اور فتح پور بھیجا گیا - خواجه حسین ثنائی رمضان ۹۹۶ھ (جولائی، اگست ۱۵۸۸ء) میں فوت ہوئے، جس سے ظاہر ہے کہ یہ خط اس سے کئی ماہ پہلے لکھا گیا ہے- (ط)

خدام ملک الشعرای نادرالعصری خواجه حسین ثنائی، همیشه بوسیلهٔ واردات غیبی مسرت بخش خاطر مهجوران بوده حسد روزگار برو

۱- الف، ب: رقعه بمیران صدر جهان- ۲- الف، ب: امیر- ۳- ج: خود را دانسته- ۴- الف: برادری- ۵- ج: ندارند- ۶- الف: خیر خواهی- ۷- در 'د' کلمات "در لوازم....خدمتگاری" را ندارد -

پیش از حسد او بروزگار باد ـ چون اکثر، خاطر شریف را بانزوا و تجرید و گوشه نشینی راغب و مایل می یابد اگر گاهی بوسیلهٔ مرض سریع‌الزوالی، انحراف مزاجِ صحت‌امتزاج که همچو ایامِ فراغتِ اربابِ استعداد، قریب‌الزوال دست دهد روزی چند از خانهٔ شریف که بیت‌الشرف خورشید تواند بود، بیرون نیایند[1] دوستانِ صادق حمل بر شق اول کرده، در مقام عیادت در نمی آیند بلکه در مقام اعتراض می آیند که این چه کسالت طبع است و هوسِ انزوا که آشنایان را معدوم انگاشته با بیگانه‌وشی چند بسر می برند ـ حقا که این همه مقدمات بهانه و عذر تقصیرات است و بدرشد از کاهلی ها ـ نعوذ باللّٰه منه امید که سلامت بوده همگی از اوضاع خیر مآل اطلاع فرموده، برجوع خدمت منت نهند، و از تقصیراتِ جمعی که دران جا عذرِ بسیار نموده[2] خدمت را معذور[3] گشته اند، دیده و دانسته درگذرند ـ

---

(۴۳)

بخواجه حسین ثنائی [نوشته شد]

اوایل ۹۹۶ هجری (۱۵۸۸ء) کا لکھا یہ خط لاہور کے علاقے سے
آگرہ اور فتح‌پور کی طرف بھیجا گیا ـ (الف)

خدام رفیع مقام ملک‌الشعرا کریم‌الذات خواجه حسین از حوادث روزگار و سوانح لیل و نهار محفوظ و از مستلذات ایام بوقلمون بحظ وافر بهره‌مند باشند ـ انزوا و گوشه‌نشینی از اندازه بیرون رفت ـ امید که انحراف مزاج به استقامت تبدیل یافته باشد ـ عذر لنگ را زیاده

۱- در اصل : بیایند ـ ۲- در اصل: بسیار دران عداز جا نموده ـ ۳- در اصل: معدود ـ

ازین در میدان معذرت گنجایش پای محکم کردن نمانده ـ احباب را حرمان ملاقات از حد گذشته ـ بهمه حال چگونگی احوال را اطلاع بخشیده خاطر دوستان را بتمامی، متعلقِ رفاهیتِ منزلین و خیریتِ دارینِ خود دانسته از دلها دور ندانند و آنچه بر مرآتِ ضمیرِ غیب‌نما از صور معانی لاریبی سمت جلوه گری یافته باشد، نیازمندانِ گوش‌بر آواز را ازان نغمهٔ دلفریب به منتهای آرزو رسانند[1] ـ

---

(۴۴)

بخواجه حسین ثنائی [نوشه اند]

اوائل ۹۹۶ هجری کا لکھا یہ خط لاهور کے علاقے سے فتحپور کی طرف بھیجا گیا ـ طهران والے نسخه کے مطابق یه عرفی کا خط ھے جو اس نے حکیم ابوالفتح کو لکھا لیکن اسکے پہلے جمله میں کہا گیا ھے که آپکی خیریت معلوم کئے ھوئے مدتیں گذر رھی ھیں ـ عرفی چونکه اکثر حکیم کے ساتھ رھا اس لئے شاید یه خط اسکا نه ھو ـ دوسرے جملے میں کہا ھے که آپ نے روحانی مقاصد کے لئے تنہائی اختیار کی ھے ـ گوشه گیری و تنہائی حکیم کی عادت نه تھی بلکه خواجه حسین ثنائی اکثر یوں کیا کرتے تھے ـ اس کا ثبوت ھمیں پچھلے دو خطوں (۴۲،۴۳) سے بھی ملتا ھے- پھر سبک اور انداز کے اعتبار سے بھی یه رقعه حکیم ھی کا معلوم ھوتا ھے- (الف، ب، ط)

مخلص نوازا عمرها رفت که زبان مروت ملازمان از پرسش احوال[2] تنها ماندگان تلخ‌کام، احساس مرارت[3] نیک نفرموده ـ اگر بمقتضای اشتهای روحانی، حلوای وحدت نوش‌جان میفرمایند، تشویش هجوم مگسان، با[4] طیران قدس از دست و دهان[5] حلاوت‌سنج دور باد و اگر با مخدرات[6]

۱- در اصل: رساند ـ ۲- الف: حال ـ ۳- الف: مرارات ـ ۴- ط: هما ـ ۵- ط: زبان ـ ۶- الف، ب: مخدرهٔ ـ

عشرت[1] سرای معانی خلوتی[2] دارند، عشرت مخلد و نتیجهٔ معاشرت، سریع‌الظهور باد و اگر از رهگذر سوانح روزگار غبار کدورتی بر آئینهٔ[3] ضمیر الهام‌تصویر نشسته، اشعار فرمایند که موافقت ظنی را بمشارکت یقینی مبدل سازد و اگر عیاذ بالله از آنجا که شعبده‌بازی های سپهر بازیچه طراز سیمیا[4] پرداز است، از ناصیهٔ اعمال[5] مخلصان صحیح‌الاخلاص، نقش تقصیری که فی‌الحقیقت نمود بی‌بود است، مشاهده افتاده، پیک[6] بی‌گناهان انتقام دوست را حوصلهٔ تأخیر عقوبت نیست - بهرحال جوابی که مشعر بر کیفیت احوال باشد شفقت فرمایند - امید که ازین دو احتمال، اول[7] را در حوصلهٔ وقوع گنجایش نبوده باشد - بالله‌التوفیق - والدعاء -

---

(۴۵)

به شیخ ضیاءالله[8] ولد شیخ محمد غوث نوشته -

شیخ ضیاءالله کے خط کے جواب میں غرۂ ربیع الاول ۹۹۶ هجری کا لھکا یہ خط لاھور کے علاقے سے آگرہ بھیجا گیا جہاں ان دنوں مکتوب الیہ شاھی عبادتخانے میں متعین تھا - (الف، ب، ج، د)

دوست دارندهٔ خردمندان و ستایندهٔ[9] دانشوران، گماشتهٔ ایزد منان و برداشتهٔ حضرت سبحان، شیخ زبان دان، ضیاءالله[10] که در حرکات[11] و سکنات جسمانی و روحانی، رضای پروردگار خود را منظور داشته، بنگاشته خاطر دوستان خود را خوش داشته بودند[12]، مصراع :

چنان خوشحال گردیدم که پنداری ترا دیدم

۱- الف : مخلد - ب : ندارد - ۲- ب : عشرت - ۳- فقط در 'ط'
۴- ب : سما - ۵- فقط در 'ط' - ۶- فقط در 'الف' - ۷- فقط در 'ط'-
۸- الف، ب: ضیاالدین - ۹- ب، د: شناسنده- ج: ستائیده - ۱۰- در ب، ج، د: کلمات ''شیخ‌زبان دان ضیاالله'' در آغاز رقعه است- ۱۱- الف: حرکتات-
۱۲- الف: بود -

شوق صحبت روح افزا و محبت[۱] دوستان را هرگاه در مشافهه[۲]، باعتضاد اشارات و عبارات[۳]، بعالم ظهور نتوان آورد، غایبانه بنوشته‌ای تنها، متصدی بیان آن شدن از کوتاهی خرد نویسنده خواهد[۴] بود - حاشا که فقیر خود را بآن راضی تواند نمود[۵] و کاش آرزوی ملاقات قبل از زمانِ مقدر اثری داشتی[۶] تا بمقتضای آرزوئی که غیبت[۷] نمی شدی،[۸] خود را لحظه‌ای ازان خالی ندیدی - اگر بمبلغ علم خود عمل توانستمی کرد هرگز از شدت الم دوری که موافق علم الٰهی[۹] است جز خورسندی کاری نداشتمی تا بشکایت چه رسد و اگر از اخبارِ قبضِ[۱۰] خاطر خود که اکثر[۱۱] ناشی از فوت سعادات[۱۲] و خیرات[۱۳] است دوست دارندگانِ کمال[۱۴] را مسرت رسانم، هر آینه بهتر از آنست که به اعلامِ انبساط خاطر ناحق[۱۵] شناس خود، که در اغلب[۱۶] منبی[۱۷] از نابایستی چند است و بمیزان خرد خوشی را ناشایست[۱۸] است، دانادلان را ملول گردانم - الله تعالیٰ از[۱۹] حوادث روزگار دل‌خوشی بخشاد - در غرهٔ ربیع الاول ۹۹۶ھ[۲۰] از لاهور روانه کرده شد -[۲۱]

---

(۴۶)

در جواب بشیخ ضیاء الله نوشته -

پہلے خط سے چند روز بعد یہ خط ۹۹۶ ہجری میں لاهور ہی کے علاقے سے آگرہ بھیجا گیا - (الف، ب، ج)

خوش بود حال حافظ و فالی به بخت نیک[۲۲]

بر نام[۲۳] عمر و دولت احباب میزدم

[دیوان حافظ، بتصحیح قزوینی، ص ۲۱۸]

۱- الف، ج، د: شوق محبت دوستان - ۲- الف: مشافه - ۳- الف: اشارت و عبارت- ۴- ب: نخواهد - ۵- د: کرد - ۶- د: داشته- ۷- الف، ج، د،: عیب- ۸- الف: باشد- ۹- د: الله- ۱۰- ب، ج، د: فیض- ۱۱- الف: در اکثر- ۱۲- الف، ب، د: سعادت- ۱۳- ج: خیر- ۱۴- ب: دوست دارکما کان- ۱۵- ج: حق- ۱۶- الف: اغلب اوقات مبنی از.. ۱۷- ب، ج: منشی - د: مبهمی - ۱۸- ج: ناشایسته - ۱۹- ج، د: به - ۲۰- در 'د': این تاریخ را ندارد - ج: ۹۹۲ - ۲۱- در الف، ب، د: کلمات 'از....شد' را ندارد- ۲۲- دیوان: خوش بود وقت حافظ و فال مراد و کام- ۲۳- ب: یاد -

گرامی رقعه که از روی یادآوری[۱] بعد از فراموشی، انبساط خاطر دوستان را روانه کرده بودند بگونه گونه مهربانی از خاطر بیمار دردپردازی کرد و تعظیم قدوم میمنت لزومش را اگر وسیلهٔ[۲] تعویذ صداع هجران دانم رواست و تکریم نقش مبارکش را اگر نعم‌البدل دم عیسٰی[۳] خوانم سزاست، بیت :

کشید خط تو خط بر لب شکر دهنان[۴]
بدست چرب زبانی و نغز گفتاری

همه نکات پسندیده و عبارات برگزیده که عشاق در مقام اغراق بمکتوب الیه نویسند و نویسندهٔ این مکتوب را بی اغراق[۵] در اظهار اشتیاقِ آن خلاصهٔ آب و گل، تسلٰی نمی بخشد و مرافقت جسمانی را در جنب مناسبت[۶] روحانی قدری و وزنی نمی بیند، چه آدم گری[۷] عطیه‌ایست الٰهی و موهبت نامتناهی[۸] ـ اما در عالم اسباب از آدمیان یاد گرفتنی است و شرف ادراک خدمت و صحبت تمامان و نیکنامان[۹] ناقصان را دولتی[۱۰] است عظمٰی و ناتمامان را موهبتی[۱۱] کبرٰی ـ پس از ظهور عجز از ادای شکرِ ایجادِ موجدِ حقیقی باظهار تقصیر از منت داریِ وجود شریف نیکان و نیک سرانجامان قیام نمودن، هر آینه از متممات شیوهٔ اهلیت تواند بود، بیت :

ای از بهشت جزوی و از رحمت آیتی
حق را بروزگار تو بر ما عنایتی

[کلیات سعدی، چاپ علمی، تهران بی تاریخ، ص ۶۶۲]

۱- ج : یاد کرد ـ ۲- ب، ج : بوسیده ـ ۳- ب، ج: عیسوی- ۴- الف: سخنان- ۵- در 'ج': ''در مقام اغراق......بی اغراق'' را ندارد- ۶- الف، ب: مناسبات ـ ۷- ج : آدمی گری ـ ۸- ج: عطیه ایست موهبی ـ ۹- ج : نیکان و نیک سرانجامان ـ ۱۰- الف، ب: قوتی ـ ۱۱- الف، ب : تربیتی ـ

از نازکی‌های مزاج شریف[1] ملاحظه نموده[2] اختصار کلام را بر طویل راجح دانسته بدعای دوام دولتِ روز افزون قیام و اقتداء[3] می نماید ـ روزی که ما را[4] نمی شناختند[5] محب و قدردان بودند[6] ـ چه بلا شد امروز که می شناسند و قدر هم میدانند[7]، نمی خواهند[8] ـ زهی ضعف[9] طالع، بیت :

اگر یاد آیم و گر[10] نایمت یاد
همیشه یاد تو در جان من باد

همیشه مسرور در حضور[11] و کامگار[12] و نامدار[13] و سرافراز باشند، بیت :

تا کار جهان جمله چنان نیست که خواهند
کارت بجهان جمله چنان باد که خواهی

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی، تهران، ۱۳۳۷ ھ ش ج ۱، ص ۱۹م]

بنده زادهٔ شما فتح الله تسلیم کرده دعای دوام دولت دارین عرض[14] مینماید و خود را بوسیلهٔ مشغول بودن بکاری[15] میخواهد که در خاطر اشرف جا دهد ـ طوبی لک[16] و حسن مآب ـ [پاره ۱۳ سوره ۱۳ (رعد) آیه ۲۹] والدعاء ـ بتاریخ بیستم[17] ربیع الاول ۹۹۶ھ[18] از لاهور روانه کرده شد[19] ـ

۱- الف، ب : لطیف ـ ۲- الف، ب: کرده- ۳- ج : اقتدام ـ ۴- الف، ب: مرا ـ ۵- ب : شناختید- ۶- ب : بودید، ج : بودیم ـ ۷- ج : قدرهم که خواهید نمی شما را نمی شناخته باشم- ۸- ب: خواهید- ۹- ج: ضعیف- ۱۰- الف: 'و در'- ب : ور- ۱۱- الف، ج: پرحضور- ۱۲- ج: کامیاب- ۱۳- ج: کامران- ۱۴- ب: عرضداشت- ۱۵- ج: بکار خود- ۱۶- در قرآن مجید: لهم ـ ۱۷- ج: هشتم- ۱۸- الف، ب : ۹۹۹ھ که نظر به فوت او در ۹۹۷ھ غیر ممکن است در 'ج': ندارد ـ ۱۹- ب : شده است-

(۴۷)

بشاه جمال الدین[1] نوشته

۱۵ جمادی الاول ۹۹۶ هجری کو یه خط لاهور کے علاقے سے شاه جمال‌الدین کے نام گلبرگه (دکن) بهیجا گیا - اکثر نسخوں میں یه خط شاه منصور کے نام ظاهر کیا گیا هے جو صحیح نهیں کیونکه شاه منصور کو تو ۹۸۹ ھ میں پهانسی دے دی گئی تهی - (رک: رقعه نمبر ۱۹، ص ۵۸) (الف، ب، ج، د)

این نه جواب مکتوب[2] شاهی[3] است که[4] درو رسوم و آداب[5] مرعی بوده باشد بلکه این دردنامه‌ایست مشتمل بر اظهار[6] بیماری های نفس اماره[7] - ای سیّد پر استعداد و ای درکار دنیا اعمی[8] و بی سواد، حلاوت و مرارت روزگار دیدی و چشیدی و نیک و بد زمانه را دانستی و فهمیدی - وقت آن آمده که بر سر[9] تمیز و انصاف آئی و اگر بکلی خود را ازان فریبنده جادو نتوانی گذرانید، بهمگی ظاهر و باطن فریفتهٔ او نباشی و سخنان اکابر و اولیای کبریٰ را تزریق ندانی و تصوف را مرادف مهمل نگردانی و برخی از دردیهای زندگانی چند روزه را صرف مطالعهٔ کتب اخلاق گردانیده بر معایب نفس اماره[10] اطلاع پیدا کرده آدم شناس شوی و به استعداد[11] مطالعهٔ مهلکات و منجیات، کیمیائی بدست آورده سرمایهٔ آنجهان[12] فراهم[13] آوری[14] - اگر دانستمی که

۱- الف، ب، د: بشاه منصور - ۲- الف، ب: رقعه- ۳- ج: سامی- د: شما- ۴- الف، ب: تا - د: کز- ۵- الف، ب: عادات - ۶- د: این دردنامه مشتهر بیماری های نفس - ۷- ب: ناطقه - ۸- الف: عامی - د: عالی ۹- ج: باثر - د: بسر - ۱۰- فقط در 'ب' - ۱۱- ج: استبداد - ۱۲- د: اینجهان- ۱۳- الف: بدست - ۱۴- الف، ب: آری-

بهمان دریافتی[1] که ازهم جدا شده ایم، باقی خواهی بود هرگز ازین مقوله سخن درمیان نمی آوردم[2] اما اعتماد بر فطرت اصلی او و [استمداد][3] روح گرامی شاه ابراهیم مرحوم و اعتماد[4] [بر] توسعهٔ[5] مشرب خود [و] نظر[6] بر استماع دشنامی[7] چند کرده بسخن در آمده‌ام و بر شما معلوم است که درین وادی از خود منکر تری[8] گمان نداشتم، اما امروز بر گذشته متأسفم و از آینده[9] ترسان و لرزانم[10] که مبادا از غفلتی[11] که روشنائی[12] عقل را پوشیده دارد آینده حکم گذشته پیدا کند و این التذاذی که از مطالعهٔ کتب پیشینگان بهم رسیده، در رنگ ذوقی باشد که از خواندن اشعار انوری مداح حاصل میشود، بیت :

صرفنَا العمرَ فی لَهوٍ و لعبٍ
فآهًا ثُمّ آهًا ثمّ آهًا[13]

اگر مقلب‌القلوب عاقبت محمود خلقت کرده[14] از گذشته و آینده غمی نیست و اگر خلاف اینست هم بحمد الله غمی ندارم، مصراع :

قضای نوشته نشاید سترد

[دیوان حافظ، باهتمام هاشم رضی، تهران ۱۳۴۰ ه‍ ش ص ۲۰۰]

هر چند بعد ازین تسلیم و رضا درِ موعظت[15] و نصیحت بسته[16] بهتر است اما کلمةالحق[17] بشارت آمیزی روی داده بود، نتوانستم[18]

۱- د: دریافت- ۲- الف: نیاوردم- ۳- الف، ب، ج: امداد- و در 'د': ندارد-
۴- فقط در 'ب' - ۵- ج: توسعت - د: توسع - ۶- د: سعی - ۷-
الف: دشنام - ۸- د: می گریزی - ۹- در الف، ج: متأسفم و ترسان -
۱۰- ب: لرزان - ۱۱- د: غفلت - ۱۲- ج: روشناسی را پوشیده -
۱۳- در نسخهٔ مطبوعه دیوان انوری این بیت پیدا نشد- ۱۴- ب: گردانیده -
۱۵- الف: موعظ- ب: مواعظت - ۱۶- ج: بستن- ۱۷- الف: کلمهٔ چند -
۱۸- الف : نتوانم-

که از شما دریغ دارم ـ اگر شما را بجهت مصالحِ دنیا[1] می آوردند اینهمه فهم درکار نبوده که همیشه[2] سهم دنیاوی[3] شما ازان در ضرر باشد ـ سهمسازی[4] دنیاداران را دیده و سنجیده باشی ـ ای برادر کار دین[5] دقیق و باریک است ـ روشن ضمیر عالی فطرتی می باید تا[6] از دقایق اسرار الٰهی بهره‌مند تواند شد[7]، طوبی لک[8] و حسن مآب، [پاره ۱۳ سوره ۱۳ (رعد) آیه ۲۹] در روز جمعه یازدهم[9] جمادی لاول ۹۹۶ھ[10] نوشته از لاهور روانه کرده شد ـ

---

(۴۸)

در جواب بقاضی نور الله شوستری در وقتی که او در بیماری خود نوشته بود ـ

۵ رجب ۹۹۶ هجری کا لکھا یہ خط لاہور سے فتحپور بھیجا گیا ـ
(الف، ب، ج)

گرامی رقعهٔ کامل‌الذاتی که استقامت ذات سامیش مسئول هر صحیح و بیمار است، شفا بخشِ خاطر رنجوران [بل][11] نعم‌البدل آبِ‌حیات بود ـ عرق شرم بر جبین و سر خجالت بر زمین افگند[12] ـ دعای[13] دوستان از زبان نیکان مستجاب باد ـ تا[14] استجابت دعاهای ما گمراهان را دران درگاه بار نیست، کلفتِ[15] خبر بیماری سریع‌الزوال شما از [خلاصِ] خود

۱- ب: مصالح فهم های دنیا- ۲- د: همین- ۳- ب: فهم‌دینی- د: فهم دنیا- ۴- ب، ج، د: فهم های- ۵- الف: دینی- ۶- د: عالی فطرتی باید که- ۷- د: بود- ۸- در قرآن مجید بجای "لک" کلمهٔ "لهم" است که حکیم بمناسبت مخاطب آنرا تصریف کرده- ۹- د: پانزدهم- ۱۰- الف، ب: ۹۹۹ھ که نظر به فوت او در ۹۹۷ھ غیر ممکن است- ۱۱- در نسخ: را- ۱۲- ج: افکنده- ۱۳- ب: دعاهای- ۱۴- ب: به- ۱۵- الف: از کلفت-

مایوس شدگان[1] را دل[2] کوب‌تر نموده[3] - فرد :

مرگست[4] دوری از عدم تشویش هستی دیده‌را
یا رب ز خواب نیستی در حشر بیدارم مکن

[نورالدین قراری، ارمغان آصفی، آگره ۱۳۲۳ ھ ق، ج ۲، ص ۲۱۴]

پریشانیِ[5] خاطرِ شخصی که بمعایب نفس ناطقه رسیده باشد و بصد ناامیدی[6] دست از اصلاح خود شسته، تصور فرموده، همتی در کار ما پست‌فطرتان دارند، تا خود را از تحت‌الثرای طبع خلاص کرده، به اقصای غایت[7] نفسِ ناطقه توانند[8] رسانید[9] و اهل روزگار را از شر[10] خود خلاصی توانند بخشید[11] - پنجم رجب‌المرجب ۹۹۶ھ[12] نوشته شد -

---

(۴۹)

بحکیم همام [نوشته شد]

۸ رجب ۹۹۶ هجری کو یه خط لاهور سے ایران و توران کی طرف بهیجا گیا - یہی وہ نامه ہے جس میں بتایا ہے که نه صرف میں بلکه بادشاہ بهی تمهاری جدائی کو محسوس کرنے لگا ہے اور کہتا ہے

۱- الف : شدها- ۲- ب : ج، لکد- ۳- ازین ببعد در الف : از خلاص خود از مرض، در 'ب': از خلاصی از مرض خود، در 'ج' خاص خود دیدار مرض، را نیز دارد- ۴- ب: مرگیست- ۵- الف، ج: پریشان- ۶- ب: نومیدی- ۷- ج : علو - ۸- الف، ب : توان - ۹- الف: رسید - ۱۰- الف، ج: سر- ۱۱- ازین ببعد در 'ج' عبارت ذیل را دارد که‌گویا از طرف کاتب نسخه افزوده شده : در کشمیر وقتیکه شاه فتح الله فوت شده و نواب حکیم ابوالفتح ازان خبر یافتند این را بدیهه گفتند - بعد از نوزده روز خودهم برحمت ایزدی پیوستند - قطعه :

کاروان شهید رفت از پیش　　آن ما رفته‌گیر و می اندیش
از شمار دو چشم یک تن [کم]　　بحساب خرد هزاران بیش [رودکی]

۱۲- در الف، ب: این تاریخ را ندارد-

که جب سے حکیم ہمام گیا ہے کھانے میں وہ لذت نہیں رہی۔ تاریخی اعتبار سے یہ خط نہایت اہم ہے کیونکہ اس سے ایرانی حکومت کیساتھ تعلقات، سلطان خدا بندہ کے حالات اور دکن کی مہمات پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ (الف، ب)

من ناتوان بیاد[1] کسی گشتم ای طبیب
آن داروییم بده که فراموشی آورد

[دیوان امیر خسرو، نولکشور ۱۸۷۱ء، ص ۲۳۰]

اللّٰه تعالیٰ آن سرور دینی مَلَکی صفات را که در تهذیب اخلاق و تحصیل ملکاتِ کامله، اثرِ خیرش بدور و نزدیک رسیده و میرسد در سفر و حضر[2] کامران و فیض‌رسان داراد۔ الم شدت مفارقت از حوصلهٔ تحریر و تقریر بیرون است۔ از دور رفتن چه مایه دل نگرانی زیاده شد به بیان احتیاج ندارد۔ الحمد للّٰه والمنه۔ هر جا باشند بعزت و آبروی بوده باشند[3]۔

کتابت تا باینجا رسیده بود که حضرت خلافت پناهی[4] قبله‌گاهی سلیمان‌مکانی بنده را در جیره‌خانه طلبیده، عرضداشتِ خطوطی[5] که از حکمش[؟] نوشته بودند و همان لحظه رسیده بود یک یک[6] را حکم فرمودند بمسامع عز و اجلال رساند۔

چندان آثار توجه از حضرت ظاهر شده که بشرح راست نیاید۔ بنواب سپه‌سالاری حکم فرمودند که چون سفر حکیم همام دور و دراز شد باو خرجی بفرستند که دران سفرها[7] او را محنت نباید کشید۔ آنچه

۱- دیوان خسرو: زیاد- ۲- ب: سفراً و حضراً- ۳- در نسخ جملات 'ازدور. . . زیاده شد و ''هرجا. . . . بوده باشند'' بعد از 'عز و اجلال رساند' که درآخر پیراگراف دیگر است، آمده- ۴- الف: پناه- ۵- الف: عرضداشت از خطوطی- ب: عرضداشتی و خطوطی- ۶- ب: بیک- ۷- در اصل: لشکرها-

از خواجه محمد حسین هروی بوسیلهٔ خواجه یوسف گیلانی قرض کرده بودند به تمام و کمال ادا کرده شد و آنچه از خواجه شمس‌الدین محمد قرض کرده بودند بزودی ادا کرده خواهد شد ـ جزوی[۱] مصحوب ملا صلحی فرستاده [شد] ـ خاطر از رهگذرِ خرجی جمع فرمایند که در همین چند روز مدد خرج خواهد رسید و در خرج اندیشه ناکرده بهمه مردم که بشما خوب پیش آیند چنان روش آدم گری[۲] بجا آورند که دیگران را هم هوس دوستی و آشنائی شما شود ـ زنهار و الف زنهار که تنگی نه کشند و مارا از حال خود غافل و نامهربان ندانند ـ حضرت بذات اشرف چندان توجه دارند که احتیاج به مهربانی برادران نیست ـ مکرر میفرمایند که تا حکیم همام رفته خوردنی لذت ندارد ـ شما ای[۳] حکیم بخاطر نرسانید[۴] که در عالمِ برادری، شما از جدائی او بیشتر از ما دل نگرانی داشته باشید ـ تا مثل حکیم همام کجا پیدا میشود ـ خواجه هر ماه نیز کسان خود[۵] میفرستد ـ گفته شد که هرچه داشته باشد[۶] از خود بدهد[۷] و اگر زیاده میخواسته باشد قرض[۸] کرده بدهاند ـ [۹]

فرزندان بصحت و سلامت اند ـ فتح‌الله و ابوالوفا[۱۰] و عایشه بانو تسلیم کرده بندگی میرسانند ـ فتح‌الله بسیار ترقی کرده، زیاده[۱۱] از آنچه در گمان آید ـ عبدالصادق[۱۲] و فاضله‌بانو و والده‌اش خوشحال اند ـ در هژده روز کس میرود و می آید ـ مشق عبدالصادق[۱۳] را همیشه

۱- در 'ب': جملهٔ ''و آنچه... جزوی'' را ندارد ۲- الف: روش و آدم گری- ۳- ب: این- ۴- ب: برسانید ۵- ب: خواجه کسان خود برسر کسان خود میفرستد - ۶- ب: باشند - ۷- بدهند - ۸- ب: عرض - ۹- بدهانند - ۱۰- در نسخ: بعد ازین ''نورالدین محمد'' نیز هست - ۱۱- ب: بزیاده- ۱۲- الف: عبدالحاذق و خوشحال- ۱۳- الف: عبدالحاذق -

میفرستند ـ اوضاع در خانه همان طور است که پیشتر نوشته بود ـ در اندک روزی ملازمان داغ خواهند بود ـ قطعِ نظر از تکلف، من آنقدر نمی توانم نوشت ـ

ده روز پیشتر ازین خانخانان را وکیل کرده بودند و عضدالدوله راجه تودرمل را حکم فرمودند[۱] که در هفته، در روز یکشنبه و پنجشنبه[۲] به یتشخانهٔ[۳] خانخانان رفته مهمات ملکی صورت‌داده خلاصهٔ مهمسازی هفته درین دو روز، بموقف عرض رسانند ـ مقرر است که اگر معاملهٔ بدخشان زودتر سامان یابد خانخانان در پنجاب خواهند تشریف داشت ـ یاران و دوستانِ شما در کمال خوشی[۴] و خوشحالی‌اند ـ قاضی نورالله و قاسم‌بیگ، میر عدل و میر[۵] شریف آملی و خواجه حسین[۶] ثنائی در حکم معدودالمرة ـ ملاحیاتی[۷] و ملاعرفی و ملا مظهری و ملا نظیری بدعا مشغول اند و صحبت را بی وجود شریف ذوقی نیست، بیت:

بی تو حریفان بباغ چنگ و [نئی][۸] میزدند
نی ز نوا مانده بود چنگ صدائی نداشت

علی قلی بیگ خندان اوغلی را شاه سلطان محمد خدابنده به‌ایلچی‌گری فرستاده، بقندهار آمده ـ اسپان خوب میگویند آورده ـ ظاهراً چشم امدادی ازین درگاه، بمقتضای سبق آشنائی دارند ـ جواب جمیع مقدمات اینجائی

۱ـ الف : راجه عضدالدوله را حکم فرمودند ـ ۲ـ ب : در هفته پنجشنبه و یکشنبه ـ ۳ـ الف : آتش خانه ـ ۴ـ ب : دوستی ـ ۵ـ الف : امیر ـ ۶ـ در، ب، این اسم را ندارد ـ ۷ـ ب : ملا صافی ـ ۸ـ در نسخ : نی ـ

و آنجائی، موقوف عرض احوالِ شماست - محمد صادق خان درین هفته میرسند و محب علی خان هم می آیند - قلیچ خان عرضداشت کرده بود که حکام دکن عادل‌خان را واسطه کرده میخواهند که پیشکش هر ساله بدرگاه قرار داده ولایت خود را از آمدن و گرفتن لشکر پادشاهی[1] مصون دارند - بتاریخ هشتم رجب‌المرجب ۹۹۶ھ[2] از لاهور نوشته‌شد -

---

(۵۰)

در جواب رقعهٔ حسین ثنائی که [در] حالت نزع نوشته بود -

یہ خط ۱۰ رمضان ۹۹۶ ھجری کو لاھور سے مکتوب الیه کے اس رقعے کے جواب میں فتح پور بھیجا گیا جو اس نے مرض الموت میں لکھا تھا - چند روز بعد ثنائی کا انتقال ھو گیا چنانچہ شوال ۹۹۶ ھجری کے لکھے ھوئے ایک خط میں حکیم نے ھمام کو یه افسوسناک خبر توران بھیجی (رک: رقعه نمبر ۵۲، ص ۱۲۵) (الف، ب، ج)

کتابت جگر سوز خدام نادرالعصری خواجه حسین ثنائی سلمه‌الله تعالیٰ و ابقاه[3] که مبنی[4] به نهایت یأس از امید صحت بود، رسید و کلفت خاطر را باعث شد - این راه همه را در پیش است - فرزندان خود را بخدا بسپارند[5] و از مخلوق[6] خاطر خالی[7] دارند که تربیت کننده خداست - بدرگاه عظمیٰ که متوجه اید[8]، چیزی نمی[9] طلبند که نداری[10] - عجز و مسکنت و شکستگی و نیازمندی میطلبند - الحمدلله که این متاع خانهٔ شماست - از هرچه خدای کرده و میکند[11] راضی و شاکر باش - صحت و

۱- ب: پادشاه - ۲- در الف: ندارد - ب: ۹۹۹ھ که نظر به فوت او در ۹۹۷ھ، خطاست - ۳- ب: والابقاه - ۴- ج: مبتنی بود بر - ب: مبنی بود به - ۵- ب: بسپارید - ۶- ج: مخلوقات - ۷- ج: جمیع - ۸- ج: اند - ۹- ج: می - ۱۰- ج: دارند - ۱۱- الف: خدا کرد و کند -

مرگ[۱] را برابر انگار - غم فرزندان و یاران مخورکه آنها همچو شما در حمایت حق[۲] محفوظ[۳] اند[۴] -

از امید صحت تا رمقی باشد طمع مبرکه[۵] شاید روزی چند در مرضیات الٰهی بیشتر از بیشتر سعی کنی - نگران خاطر مباش که آشنایان به استمداد[۶] شما بی‌مروت نیستند - متعلقان شما را از خود دانسته غمخواری خواهند کرد[۷] - برای تسلّی خاطر آن جماعت این سخن نوشته‌ام - تسلّی خاطر شما از سخنان اول چشم دارم - وقت هشیاری در[۸] زمان آنست که ارباب استعداد خود را بصاحبِ کریم و رحیمِ مشفق، و عطوفتِ پروردگار خود سپاری و هوشیار خود باشی - آنچه[۹] باعث تفرقهٔ خاطر باشد از نزدیک خود دور کنی - والدعاء - دهم رمضان سنه[۳۳] اله[۱۰]

---

(۵۱)

بحکیم همام [نوشته شد]

جیسا کہ خط کے آخری جملے سے عیاں ہے یہ رقعہ غرۂ شوال ۹۹۶ ھجری کو لاھور سے بخارا بھیجا گیا - (الف، ب، ج، د)

زبان‌دانان مجلس فراست‌دانی و رموزخوانان سواد پیشانی که در هر چشم‌زدن صد مدعا توانند خواند[۱۱] چگونه تاب آن دارند که بصد نامه و پیغام خصوصیت مافی‌الضمیر نتوانند[۱۲] فهمید و فهماند - چه جای آن‌دارد

۱- ب، ج : موت - ۲- ب: در حفظ حمایت الهی.. ج: در عنایت الهی اند - ۳- الف: محظوظ- ۴- در 'ج' این رقعه بهمین کلمه ختم میشود، بجز تاریخی که درآخر دارد- ۵- ب: بامید آنکه ۶- الف : استعداد - ۷- ب : غمخوارگی تواند کرد - ۸- ب: و- ۹- ب: و جمعی که - ۱۰- در الف، ب : این تاریخ را ندارد - ۱۱- ب : نوشت و خواند - ۱۲- ب: توانند-

که صاحبانِ فهم و طبع سلیم را [تقرب بدرکسی][۱] به[۲] نامه و پیغام حاصل آید ـ هر چند گرامی‌تر شغلی که گریبان[۳] جان مشتاقان را از دست کشا کشِ اضطراب و بیقراری خلاصی تواند داد، همین مشغولی به گفت و شنودِ خصوصیات مهر و محبت دوستان و دوستداران باشد اما چون آمد و شدِ رسل و رسایل از قواعد مقررهٔ هجران و رسوم مستمرهٔ دوریِ یاران است، بی اختیار فرحت[۴] طبعی را لازم دارد و به برکت[۵] از خود سیر[۶] آمدن که لازمهٔ جدائی آن عزیز برادر است، باعث انتباه تمام‌شده ـ همگی[۷] همت مصروف آن است که حواشی خرم نشیمنِ خاطر خود را از سوگواران عدم‌آباد امکانی که هر هفت وجود عاریتی را چشم بند دریافت دانایان روزگار کرده، در بادیهٔ طلب، [خودرا] حیران و سرگردانِ نایافت مطلوب از خواست دوستی و ناخواست دشمنی[۸]، دارند[۹]، خالی کرده، عشرت‌سرای جاودانی آنجهانی را ترتیب دهد که فلک و ملک در جرگهٔ[۱۰] رقاصانش بچرخ[۱۱] درآمده[۱۲]، دوستی‌ها و دشمنی‌ها چشم زخم آن گرامی مجلس را سپند سر آتش باشد[۱۳] ـ امید که حق تعالی از گفتار کم کرده برکردار افزاید تا خواننده ملول نشود و نویسنده بتنگ نیاید ـ اوضاع فقیر را موافق خاطر دوستان دنیادار[۱۴] و خلاف‌رضای این سوگوار[۱۵] تصورکرده[۱۶] از نیک سرانجامان آن[۱۷] دیار استمداد همتی و استدعای نهمتی فرموده[۱۸] توجه مبذول

۱- الف: نفرت پدرکشی - ب، د: تقرب بدرگشتگی - ج: نفرت بدر گشتگی -
۲- الف، د: با - ۳- الف، ب: گریبان گیر- ۴- الف، ب، ج: وحشت-
۵- ج: رکاکت - ۶- ب: سر آمدن جدائی آن...... ۷- د: همین -
۸- در 'ج' د کلمات ''از ...دشمنی'' را ندارد- ۹- ج، د: دارد - ۱۰-
د: حرکت - ۱۱- د: برقص - ۱۲- الف: توانند درآمد- ب، ج: آمده -
۱۳- ج: باشند- ۱۴- الف: دنیا- ۱۵- الف، ب: سوگواران- ۱۶- در
'د': کلمات ''خلاف.. کرده'' راندارد - ۱۷- ب: این - ۱۸- الف، ب: طلب فرموده -

دارند که شاید به برکت انفاس بزرگان از گرداب حیرت خلاصی یابد و جاذبهٔ عنایت ایزدی[1] در یابد ـ و ما ذلک علی‌الله بعزیز[2] [پاره ۱۳، سوره ۱۴ (ابراهیم) آیه ۲۰] ـ بتاریخ غرهٔ شوال ۹۹۶ھ از دارالسرور لاهور روانه بدارالمفاخرت بخارا شد، حامداً و مصلیاً ـ[3]

---

(۵۲)

به برادر نجیب الدین حکیم همام نوشته[4]

یه خط بھی شوال ۹۹۶ ھجری میں لاھور سے بخارا کی جانب بھیجا گیا - اس میں حکیم نے خواجه حسین ثنائی کی وفات کی خبر حکیم همام کو دی ھے - (الف، ب، ج)

برادر بجان برابر نجیب‌الدین حکیم همام هر جا که باشند بعزت و آبرو بوده از یاد خدایتعالی خالی و غافل نباشند ـ دوری صحبت شریف از حد اندازه گذشت ـ چون از تقدیرات[5] الٰهی سانح است خاطر ازان منغض نمیتواند داشت ـ الخیر فی ما صنع الله ـ [خزینة‌الامثال کانپور ۱۲۷۰ھ ص ۸۱] اوقات خجسة فرجام را بصحبت نیکان و نیک سرانجامان مصروف داشته از لاطایلات روزگار خاطر خود را فراهم آورند و از کتب صوفیه هرچه سنجیده و پسندیده بنظر آید نسخه ازان بردارند و ما را هم از نقل[6] آن بی‌بهره نگذارند ـ سه رساله از مصنفات[7] افضل‌الدین کاشی که هریک اقتدای کبرای این قوم‌را شایستگی دارد، فرستاده شد ـ از مطالعهٔ آن خالی نباشند و آن سه[8] رساله که هم ازمصنفات فضایل مآب ملا شرف‌الدین علی[9]، روانه کرده بودند ما را

۱- الف، ب: الٰهی- ۲- الاعلی‌الله، ج: یسیر- ۳- در الف، ب، د: این جملهٔ آخر که دارای تاریخ است، را ندارد- ۴- در الف: فقط 'بحکیم همام'- ۵- ج: تقدیر- ۶- الف، ب: بنقل- ۷- ج: تصنیفات- ۸- الف، ب: و آن رساله- ۹- ب: اوحد الدین-

بسیار خوشوقت ساخته - در رتبه کمتر از هیچ[1] یک از آن سه رساله نیست - همانا که بقدر مخاطب سخن کرده باشند - بیت:

صد پرده پست کردم آهنگ صوت خویش
تا بو که این سخن بمذاق تو در رسد[2]

امروز که آن برادر را سن شریف باربعین رسیده وقت آن آمده که همگی همت عالی خود را مصروف آن دارد که حواشی خرّم نشیمن خاطر خود را از سوگواران عدم‌آبادِ امکانی که هر هفت وجود عاریتی را چشم‌بندِ دریافت دانایانِ روزگار کرده، در ماتمشان همیشه ازرق پوش بوده اند، خالی کرده عشرت‌سرای جاودانی آنجهانی[3] ترتیب دهند که فلک و ملک در جرگهٔ رقاصانش بچرخ توانند درآمد، و خواست[4] دوستی و ناخواست دشمنی چشم زخم آن گرامی مجلس را سپند سر[5] آتش باشد -[6] مهربان خدای کاردان که ما را و شما را بعد از پدر میراند - نورالدین محمد و فاضله بانو را پیشتر از شما میرانده است - خوشحال می باید بود[7] و اِنّا ان شاءالله تعالیٰ عنقریب بهم لاحقون[8] - [مشکوٰة، باب زیارة القبور، فصل اول] رباعی:

در کوی قناعت ارچه دیر آمده‌ام
بر نیستی خویش دلیر آمده‌ام
گر ناخوش ور[9] خوش است این باقی عمر
باری بسر آمدی که سیر آمده‌ام

۱- الف، ب: در رتبه نزدیک به هیچ.. ۲- ج: شود - ۳- ب - آنجهان-
۴- الف، ب: درخواست - ۵- ب: بر - ۶- عبارت - ''همگی همت.... آتش باشد'' در صفحه ۱۲۲ نیز- آمده که شاید از طرف کاتبان اشتباها نقل شده باشد - ۷- ب: شد- ۸- اصل کلمات حدیث 'ان انشا الله بکم لاحقون' است که حکیم دران تصرف کرده- ۹- الف: وگر- ج: گر-

ای برادر هر که در ظلمات طبیعت بغم زن و فرزند درماند، درماند[1] بیت :

فرزند بنده ایست خدا را غمش مخور
تو کیستی که به ز خدا بنده پروری

حق تعالی شما را بقضاء و قدر خود خورسندی بخشیده باشد[2] و کردار ما را موافق گفتار ما گرداند[3] تا از اصحاب ''یقولون بالسنتهم ما لیس فی قلوبهم'' [پاره ۲۶، سوره ۴۸ (الفتح) آیه ۱۱] نباشیم- در غره شوال ۹۹۶ھ [4] بقلم آمد-

حاشیه :

خواجه حسین ثنائی هم[5] این جهانرا پدرود کرد[6] - مصراع :
آنکه نمرد است و نمیرد یکیست

سلام و دعای نیازمندانه بنادرهٔ زمان و یگانهٔ دوران[7] خواجه شاه[8] سلمه‌الله رسانند- امید که یاری‌ها و برادری‌ها و مهربانی‌های ایشان بمراحم ربانی و عواطف سبحانی معوض شود-

حضرت خلافت پناهی سلیمان مکانی از دیر آمدن شما آنقدر[9] گله‌مند نیستند که از دیر آمدن عرایض شما- هیچ روزی نیست که شما را یاد نمی فرمایند- حقا که بمراتب بیشتر از ما، شما را یاد می‌فرمایند- الحال

۱- ج : ماند- ۲- ج : خورسندی بخشد- ۳- الف، ب : گردانیده-
۴- الف : ۹۹۶، ب : ۹۹۹ - ۵- الف، ب : نیز- ۶- ب : کرده-
۷- ج: سلام و دعا بنادرهٔ دوران- ۸- الف، ج: بادشاه- ۹- الف، ب : چندان-

قریب سه چهار[1] ماه است که گهورن [؟][2] آمده بعد ازان هیچ خطی از[3] شما نرسیده ـ برخلاف گذشته سلوک کردن[4] را از ضروریات نوکری دانند ـ

واعلم ان الامة لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیٔ لم ینفعوک الا بشیٔ و قد کتب الله لک و ان اجتمعوا علی ان یضروک لم یضروک الا بشیٔ قد کتب الله علیک ـ رفعت الاقلام وجفت الصحف ـ رواة الترمذی ـ[5]

---

(۵۳)

بقاضی حسن نوشته شد

حکیم ابوالفتح ۹۸۹ھ اور ۹۹۶ھ میں لاهور رها ہے۔ اگر اس رقعے کو ۹۸۹ کا فرض کریں تو شریف آملی کا ذکر یوں نهیں آ سکتا کیونکه اس سال وه حکیم کے ساته تها۔ لهذا یه رقعه ۹۹۶ هجری میں لاهور سے فتحپور بهیجا گیا۔ (ج، د)

مشتاقی و صبوری از حد گذشت یارا
گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را
[کلیات سعدی، چاپ علمی، تهران بی تاریخ، ص ۶۹۵]

بندهٔ بجان و جهان مشتاقِ قاضی حسن، بجه[6] زبان، بیانِ احوال و آلامِ وادی فراق نماید که اضعاف مضاعف معلومِ خاطر عاطر نبوده[7] باشد ـ امید که بعزت و آبرو سرانجام مهام کرده،[8] حیات بخش فقیران شوند ـ به وکالت اضطراری، تیز روان[9] سرداری [در] بادیهٔ

۱- ب: سه - ۲- درمتن الف، ب: موزون، ولی در حاشیهٔ الف 'کهورن' نیز افزوده شده - ج: بجای ''کهورن موزون'' موروق- ۳- الف، ج: هیچ خط شما - ۴- ج: سلوک عرضه داشت کردن- ۵- در 'ب': این عبارت عربی را ندارد- ۶- ج: آنچه- ۷- د: بوده- ۸- ج: گردد- ۹- د: سردوران-

وجدان [و] طلب، امیر شریف آملی که در لجهٔ وصال[1] شناوری میکند، قلم برداشته میخواست که اولاً از مکنون خاطر نارسیده حرفی چند نویسد و ثانیاً از نافهمیدگی‌های بی سر و بن خود املا نماید، اما وقت مساعد و خاطر معاضد نشد[2] - بالضرورت بزبان[3] جسمانی دعای روحانی میرساند، و العاقبت بالخیر والرفاهیت -

---

(۵۴)

بمیر شریف آملی نوشته شد

بگمان غالب یہ خط ۹۹۶ ھجری میں میر شریف کے خط کے جواب میں لاھور سے فتحپور بھیجا گیا جہاں مکتوب الیہ 'بخشی‌الملک' کے عہدے پر مأمور تھا۔ (الف، ب)

مجموعه[ای] مشتمل بر لطایفِ نظم و شرایفِ نثر که اخوی اعزی بخشی‌الملکی شریفا سرمد[4] با انبساط خاطر، دوستان را روانه کرده بودند، ورود آن باعثِ افزونی حسن عقیدت گردید، مصراع :

طبع لطیف تو همه فکر نکو کند

درین ایام آثار ترقی از برادر ملا حیاتی بسیار ظاهر است[5] - غزلی گفته بود دو[6] بیت اعلی و دیگر مایل به اعلی[7] گفته - بحسب چشمداشتِ ملا عرفی پیش نمی آید، اگرچه در طبع درّاک[8] و سخن رس [و] معنی یابِ او کسی را سخن نیست - اما فیض هر یک بزمانی

۱- د : وصول - ۲- ج : شد - ۳- د: زبان - ۴- ب: شرفا ابدا -
۵- ب : گردید - ۶- الف، هر - ۷- در الف : بجای "دیگر .. اعلی" کلمات "یک بیت مایلی" را دارد - ۸- الف: ادراک-

حواله است ـ در هیچ صحبتی نیست که ایشان را یاد کرده نمیشود، چه در مصاحبت صاحب ادراک و چه مجالستِ اصحاب روزگار ـ

بر مردمی که به هزار تشویش جمع و سر براه کرده روانه نموده اند، بسیار سخت نمی باید گرفت ـ ابتدای عرضداشت از روزی که او را[۱] به حیدر چک[۲] ملحق شوند[۳] میباید کرد ـ

زر را اول به احدیان باید داد ـ بعد ازان به کسی که شما را بذات خود بر کمال بی سرانجامیِ او اطلاع باشد و ماهیانه‌دار [نباشد][۴] و مساعدت نداشته باشد[۵] یا[۶] آنکه درین آمدن مساعدت نگرفته باشد، به که میداده باشند ـ چون به پله‌کار برسند بزمین داران سرگرم کار و با جمعیت[۷]، غیر ککهران، سلوک نمودن و ماهیانهٔ بندوقچیان، اگر به‌پیشگی میگرفته باشند ـ همهٔ اینها به مصلحت نواب باشد و اسناد معتبر ازان کس که زر میگیرد، بگیرند ـ

فلونیا[۸] درین دو روز ترکیب میشود، فرستاده خواهد شد ـ مفرح حاضر[۹] بود روانه کرده شد، فرد :

به تنهائی بسی خون جگر خوردیم بر یادت
تو هم چون با حریفان باده نوشی یاد کن مارا

[دیوان شاهی، خطی، مملوکه دکتر ایس ایم اکرام، ص ۹]

۱- ب : اولاً - ۲- الف : حیدر بیگ - ۳- ب : میشوند - ۴- الف: باشد- در 'ب' : ندارد - ۵- در 'ب': کلمات "ماهیانه دار .. نداشته باشد" را ندارد - ۶- الف : با - ۷- ب : کاروبار جمیت - ۸- الف : قلونیا
۹- ب : خاصه

فرزند فتح‌الله که سررشته‌دار وفا[1] و حقیقت است همیشه شما را یاد میکند و سلام میرساند[2] -

---

(۵۵)

[در جواب مکتوب حکیم همام]

غالباً یه خط آغاز ذیقعد ۹۹۶ هجری کو لاهور سے ایران (شاید بخارا) کی جانب لکھا گیا - یه خط ابهی گیا نهیں تها که وسط ذیقعد میں دوسرا خط ملا جسکا جواب اسی خط کے آخر میں دے دیا گیا - جسے هم نے 'رقعهٔ آخری' کے عنوان سے ظاهر کیا هے - (ت)

عیسی‌دم و آفتاب روئی پسرا زنار خط و صلیب موئی پسرا
لشکر شکن و امیر خوئی پسرا[3] خاقانئی اسیر شد چه گوئی پسرا

[دیوان خاقانی، تهران ۱۳۳۶ ه ش، ص ٦٦۹]

تجرد نامه که قطع علایق جدائی را آبستن بود نازل از فلکِ مطرا، ملحوظ استفادت گردید و بر دیدهٔ اعتبار ماند - علاج پریشانی خاطر و دل مضطرب[4] را جمع آورده بودم و در اندیشهٔ تعمیرِ[5] خراب‌آباد نفس ناطقه مشغولی می نمودم، بترک اخلاق بهیمه[6]، کمال اخلاق حسنه[7] که در مدت چهل و دو سال بمشقت تمام و سعی مالا کلام از [درسهای پست][8] فطرتانِ روزگار طوعاً و کرهاً و پنهان و آشکار به گدیه جمع[9] آورده بودم، بر طبع من دشوار نمود و بجز محرومی از

۱- الف : سررشتهٔ وفا- ۲- الف: رسانند- ۳- دیوان: لشکرکشی و امیر جوئی پسرا - ۴- در اصل: را مظطرب - ۵- در اصل : بعمر - ٦- در اصل: و همه- ۷- در اصل: کلمات "کمال اخلاق حسنه" در جملهٔ بعدی، پس از "سعی مالا کلام" درج است- ۸- در اصل : درسها حسب - ۹- در اصل : جمیع -

ساحتِ سعادت منزلت ملکاتِ فاضله که بتوجه آنکس، بی معونتِ دیگری میسر[1] و محصل توانستی بود، داغ ناامیدی بر جبهۀ کوته اندیشی مانده، بنقد امروز که هیچ گونه مانعی بحمد الله مرا نیست[2]، از توجه بدان سعادت عظمیٰ محروم داشت ـ آها ثم آها ـ بر تقدیر فرض اگر همه ملکاتِ نفسانی با این همتِ دون که امروز مرا حاصل است، میسر بودی، نگاهداشت آن نسبت را از خود محال می بینم ـ کسی که در حفظ صحت حاصله، خود را عاجز بیند، اگر امید دفع مرض و احداثِ صحت از خود چشم داشته باشد، نعوذ بالله به دردِ بی دوای جهل مرکب گرفتار آمده باشد ـ کدام راهبِ خدائی با آن الم روحانی مقاومت تواند کرد ـ بهمه حال چون این دوزخ روحانی تافته آن درگاه است، بیت :

مرا به دوزخئی[3] رشک میشود فردا
که درمیانۀ آتش نشسته محرومی

[نورالدین قراری، آئین اکبری، کلکته ۱۸۷۳ء، ص ۲۰۳]

مفارقت خدمت آن طبیب النفوس تیز بادیِ این المها تواند بود، بیت :

من خود ز زمانه نیک خوشنود بُدم
محرومی خدمت تو [کم] میبایست

اصالتاً و وکالتاً در ملازمت، از من ایشان را هزار یاد باد، بیت :

گر بمیرم این سخن بر گور من بتوان نوشت
غیر همدم بلکه همزانو نشانی بی نصیب

۱- در اصل : و میسر ـ ۲- در اصل : مرتبت ـ ۳- در اصل: دوزخی ـ

الله تعالی راست گفتاری و درست کرداری روزی کناد

گل مراد ز نخل تو آنچنان[2] چیدم
که شرمسار ز بخت بلند خویشتنم

[دیوان بابا فغانی، تهران، ۱۳۴۰ هش، ص ۳۴۰]

[رقعهٔ آخری][1]

عنایت نامه که بتازگی غبار از خاطر دوستان توانستی رُفت بانکات و شعار قدماء و ندماء در اواسط ذیقعد عزّ ورود یافت ـ به ورود صفا آمودش، صفای عطوفت بر تمام غبار سرزد [و] ضمیر مشتاقان تافت، بیت :

آمد خبر یار و ز خود بی خبرم کرد
فریاد که مکتوب تو مشتاق ترم کرد

مراتب ترقیات ذاتِ کریم‌الصفات از اقوال و افعال آن خلاصهٔ آب و گل محسوس و مشاهِد دور و نزدیک[3] میشود ـ دوستان و دشمنان را در آوخ بر آوردن[4] و جان کندن الحمد لله و المنه بخاطر خواه بنده حصه و نصیب میرسد ـ

---

(۵٦)

به برادر گرامی حکیم همام [نوشته شد]

۹۹۷ هجری (۱۵۸۹ء) کے آغاز میں یہ خط ہند (لاہور) سے ایران بھیجا گیا۔ اس سال کی ابتدا ھی سے غیر شعوری طور پر حکیم نے اپنے ماضی پر غم کھانا شروع کردیا تھا اور آنی لمحات میں اس کے قلم سے نکلے ہوئے بعض لافانی جملے جو زبان حال سے حکیم کے تحت الشعور کو ایک ناگزیر امر کا پیغام سنا رہے تھے، چند ماہ بعد حیقیت بن کر رونما ہوئے جس کی وجہ سے دونوں بھائی زندگی میں ایک دوسرے کو پھر نہ دیکھ سکے۔ (الف، ب، ج، د)

۱- در اصل : این رقعه با رقعهٔ قبل متصل است و ظاهراً عنوان آن از قلم کاتب افتاده - ۲- دیوان : آنقدر - ۳- در اصل : نزد - ۴- در اصل : پروردن -

صبر از همه نیکوان توانم   لیک از تو نمیتوانم ایدوست

[دیوان کامل جامی، بتصحیح هاشم رضی، تهران ۱۳۴۱ ه ش، ص ۲۳۵]

برادر نیازمند ابوالفتح از زهر[۱] فراق برادر بجان برابر خود کریم‌الدین حکیم همام در تریاقِ اکبر محبت الٰهی در[۲] آویخته و بیاری خدای خود میخواهد که جان به لب رسیده را از سموم سراب امکانی بسرچشمهٔ آب زندگانی رساند، بیت :

همتی کز گلشن کویت گرانی میبرم
زین چمن بوئی بمشتاقان جانی میبرم

ای برادر طینت[۳] مرا در محبت لوازم جاه فهمیده بودی و قوای مرا سرمایهٔ ارتکاب[۴] هر نابایست و ناشایست دیده، امروز از همه افسرده‌ام[۵] و بر در سرای خجالت مرده و در تنگنای خاطرم انبساط را مجال تنگ است[۶] و خوشحالی را با دلم سر جنگ - با دشمنانم[۷] بترک معادات[۸] صلح است و با دوستانم[۹] بقطع معاهدات[۱۰] جنگ - از شما چشم آن دارم که به منتهای مطلب[۱۱] خود واصل دانسته مسرور باشی[۱۲]، واگرنه در اسفل‌السافلین طبیعت مرده انگشته ملول خاطر و غمگین نباشی[۱۳]، بیت :

ای صبا آنانکه دل‌تنگ اند بهر ما بگو
ما ز غم مردیم[۱۴] دل از سوی ما بیغم کنند

[دواوین خسرو، چاپ نولکشور، ۱۸۷۱ع، ص ۱۰۵]

۱- ب : رهگذر - ۲- د : دل - ۳- ب : حسب - ۴- الف، ج، د : قوای سرمایهٔ مرا در ارتکاب.. - ۵- ب : افزوده - ۶- د : مجال نیست - ۷- یعنی نیکوئی ها- ۸- ج: معاودات- ۹- یعنی کوتاهی ها- ۱۰- الف، ج : معاهاد- د : مباهات - ۱۱- الف: الطاب - ج : المطلب ۱۲- الف، ج : باشند- ۱۳- الف، ج : نباشند - ۱۴- د: بار غم بردیم-

ای برادر اگر طالب راه خدائی چه خُرّم بشارتی بتو میرسانم و هزاران آفرین و شادباش بمژدگانی از شما چشم دارم و اگر حریص کسب دنیائی، هم شما را ملول‌خاطر و غمگین نمی خواهم و به بشارتی[۱] خرم و خوشحال میکنم و آن یاد دادن این عطیهٔ الهی است که از اول نشو و نما[۲] الی یومنا هذا همیشه[۳] دست تکفل[۴] رزاق[۵] حقیقی، روزی مقدر[۶] آن برادر را از[۷] قوت لایموت این معترف به تقصیر، بی تحقیق[۸] استحقاق سهل تر و آسان‌تر رسانیده، و این را نشانهٔ زیادتی عزت[۹] آن درگاه گردانیده، بیت:

عزیز کرده او را فلک ندارد خوار
بزرگ[۱۰] کرده او را جهان نه‌بیندخورد

دل قوی دار و نظر همت ازین رمیده‌خاطر باز مدار، حاشا که من شما را بآن سلامت طبیعت، درینطور ماده[۱۱] به نصیحت خود محتاج دانم و امیدوارم که همچنانکه همیشه در شریعت و طریقت بوفور رحمت الهی در پیش بوده‌اند، در حقیقت هم فعلاً[۱۲]، از قول من، در پیش باشند[۱۳] تا از اثر برکت شما فعل مرا تکذیب قول من میسر نشود و بحکم راستی و راست‌گوئی[۱۴] از ایشان امید آن دارم که هرگز روادار این معنی نباشند که به تخیل و فکر فاسد وسیلهٔ رزق[۱۵] جمعی بودن و از سعادت

۱- ج : اشارتی- ۲- ب: نشو و نما یافته- ۳- د: همین- ۴- ب : مکفل - ۵- الف، ب : رازق- ۶- الف : مقدور- ۷- ب : و- ۸- در 'ج': کلمات 'روزی. . تحقیق' را ندارد- ۹- الف: نشانهٔ عبرت- ج: غیرت- ۱۰- الف، ب، د : بلند - ۱۱- ب : باده - ۱۲- د : قولاً و فعلاً- ۱۳- ب: فعلاً [از] من پیش باشند- ۱۴- د: قولی- ۱۵- ب: ارزاق-

ابدی و دولت سرمدی باز مانده، بر در ارباب بی‌مروت دنیا آبروی آنجهانی فروخته، خریدار نان[1] این جهانی باشیم، بیت:

بهر نان در خویش حرص ار دیدمی
اشکم نان‌خواره را بدریدمی

[مثنوی مولانا، دفتر پنجم، تهران ۱۳۳۶ ه ش، ص ۹۶۳]

اگرچه ''و ما من دآبةٍ فی‌الارض الا علی‌الله رزقها'' [پاره ۱۲، سوره ۱۱ (هود) آیه ۶] پیشتر رسیده بود اما این سرگردان وادی طریقت و حقیقت و مجاز، الحال بمعنی آن رسیده[2] و دریافت سوابق ایام خود را نه پسندیده و امروز دانسته‌ایم که برادر مرحوم نورالدین محمد دیوانه نبوده، ما دیوانه بوده‌ایم و امروز دانسته‌ایم[3] که همه نا کردنی ها بود آنچه کردیم و همه نا خوردنی‌ها بود آنچه خوردیم[4]، مصراع:

[دیوانگی است شیوۀ عشاق قطب دین]
دیوانه هر که میشود امروز عاقل است[5]

[دیوان حضرت قطب‌الدین بختیار کاکی[6] نولکشور، ۱۹۰۳ع، ص ۳۸]

این معنی دانسته لله دَرُّ قائله[6]، مثنوی

اگر پائی بدست آرم دگر بار — بدامن درکشم چون نقش دیوار
بصد دیوار سنگین پیش و پس را — بر آرم تا نه بینم هیچکس را

۱- د: خریداران- ۲- ب: پرسیده- ۳- ب: دانستهٔم- ۴- ج، د: خورده ایم- ۵- دیوان: دیواله هر که گشت درین کوی عاقل است، که حکیم دران تصرف نموده- ۶- د: این معنی بسر در قایل -

مرحوم آن طبیبی که مداوات جسمانی[1] را برای[2] معالجات روحانی بکار برد و محروم آن بیماری که بر در بیطاری بجهت[3] حب اشتها[4] رود و دل‌شکسته باد آن آزرده خاطری که بجهت جبر انکسار خود بر در کمانگری رود - پای بسته و گردن شکسته[5] باد آن دزدی که بر در سرای شحنه براهنمائی[6] رود - هیهات هیهات خدا نگهدارد از سخن لاف و حرف گزاف - قوت این دعوی نه باندازهٔ زور بازوی منست، بیت :

حرف درویشان و نکتهٔ عارفان

بسته ام چون بی حیایان بر زبان

[مثنوی مولانا، دفتر چهارم، تهران ۱۳۳۶ ﻫ ش، ص ۲۱۰]

کریم‌النفس و عالی‌همت از خود گذشته [ای] باید[7] که بپای توسن[8] دهر[9] عرصهٔ مشرقین را درنوردیده [و] در قلهٔ قاف قناعت آرام گیرد والدعاء -

(۵۷)

در تعزیت بعزیزی نوشته

توران سے هند واپس آتے هوئے، ایران کے کسی مقام پر همام کا همسفر کوئی عزیز فوت هوا تو اس نے حکیم کو اطلاع دی - جسکے جواب میں یه خط لاهور کے علاقے سے اوایل ۹۹۷ هجری میں ایران بھیجا گیا- (الف، ب)

گیتی که اولش عدم و آخرش فناست

در حق او گمان ثبات و بقا خطاست

[دیوان ظهیر فاریابی، باهتمام تقی بینش مشهد ۱۳۳۷ ﻫ ش ص ۱۷]

۱- ج : جسدانی- د : جسدی - ۲- د : بجای - ۳- ج : به ۴- د : هشیار - ۵- در 'ب' : کلمات ''آن آزرده...گردن شکسته'' در اول رقعه منقول است- ٦- الف: رهنمائی- ۷- الف: میباید - ۸- ب : بپابوس -
۹- ج : زهد- د : دید -

باللّٰه که از خبر واقعهٔ هایلهٔ جدید و حادثهٔ شدید، بسی الم بخاطر رسید و آتش حسرت از دل زبانه کشید ـ مصراع :

تا جهان بود چنین بود و چنان خواهد بود[1]

[دیوان هلالی‌چغتائی، تهران ۱۳۳۷ ھ‌ش ص ۲۱۴]

مرگ زهریست که می‌باید چشید و فنا قهریست که می‌باید کشید ـ هم جزع بی‌فایده است و هم فزع بی قاعده[2] ـ اگر شهباز جان را به سیر عالم ملکوت[3] هوس باشد، فرو رفتن نفس، شکستن قفس[4] باشد و در مذهب طالبان[5] طریقِ فناء و مشرب شاربان[6] رحیق[7] بقأ، مرگ دولتی[8] است از حد وصف بیرون و از مرتبهٔ شرح افزون[9] ـ انا للّٰه و انا الیه راجعون۔ [پاره ۲، سوره ۲ (بقره) آیه ۱۵۶] اما چون اندیشه را ملال خاطر بود ختم سخن نمود، والدعاء ـ

---

(۵۸)

[بحکیم همام نوشته شد]

بقیاس قوی یه خط جمادی الاول ۹۹۷ هجری کو هند سے ایران بھیجا گیا جس میں حکیم همام کے کسی همسفر عزیز کی موت کی خبر پا کر تعزیت کی ہے - اسکے بعد کچھ عرصہ تک وہ ہر مہینے تشفی نامہ بھیجتا رہا تاکہ غمزدائی ہوتی رہے - چنانچہ اگلا خط تقریباً ایک مہینہ بعد لکھا گیا -

دست روزگار بریده باد تا چگونه روا داشت چنان شاخ گل را بریدن و پای زمانه شکسته باد تا چون رخصت یافت چنان گلبن را

۱- دیوان هلالی : تا بود چنان بود و چنین خواهد بود ـ ۲- الف : بیقاعده است- ۳- در نسخ: اگر شهباز عالم جان را بسیر ملکوت.... ۴- الف: قفص - ۵- در الف: در مذهب جان را سیر ملکوت هوس طالبان۔ ۶- الف : ساربانان - ۷- الف : رحیل - ۸- ب : دولت - ۹- الف : فزون -

بپای مالیدن ـ امید نه این بود و لیکن تقدیر چنین بود، نظم :

ای جان پاک در شمر دیده آب شو وی[1] صبر وقت نیست تو اندر حجاب شو
ای چار طاق صفهٔ امکان فرو نشین وی بام هفت منظر اعلی خراب شو
ای موی روز پیر[2] شدی‌روخضاب کن وی آفتاب تیره شدی در نقاب شو
ای زهره بر خلاف طبیعت بنال زار گیسو ببر بتعزیت آفتاب شو
ای کوه در رکاب وقارش پیاده باش وی بحر در فضای عطایش سراب شو

عقل گفت چه افتاد مگر زنجیر تأخیر از پای رستاخیز برگرفتند ـ روح گفت خروجِ قیامت آوردند ـ زبان حال می گفت نه اینست و نه آن ـ در عهدی که مردمی مُرد [و] کفن نیافت و ابنای روزگار تکیه برکرم و عهد کردند و در پستان مادر مروت شیر خشک شد و در بُستان فتوت آزاد سرو و سوسن نماند، چه آهن سرد کوبی و چند خود را عشوه دهی و بهانه بر این و آن نهی ـ آب من و روزگار من چه می بری ـ نیم خوابی،[3] چندین شیب و بالا دیدی و چشیدی[4]، هنوز مزاج روزگار نمی دانی ـ مشک در خاکدان پوشیدن و تخم در شوره پاشیدن، آن به دیوانگی ماند و این به بیهوده کاری، والدعاء ـ

---

(۵۹)

بحکیم همام نوشته شد

جیسا کہ آخر میں دی ہوئی تاریخ سے ظاہر ہے ـ یہ خط ۸ جمادی الثانی ۹۹۷ ہجری کو ہند سے ایران بھیجا گیا ـ جس میں کسی عزیز کی موت پر ہمام کو تسلی دی ہے ـ (ج)

این خطی است که به هزار آرزومندی به[5] آنمایه امید که درین ربیع [بعد] از رخصت ایشان در خاطر مشتاقان جا کرده بود [و] رفته

۱ـ الف : ای ـ ۲ـ الف : پیر روز ـ ۳ـ در نسخ : نمی خوابی ـ ۴ـ در حاشیهٔ ب : دویدی و جنبیدی ـ ۵ـ در اصل : چه ـ

رفته بیأس و نومیدی تبدیل یافته، میرود ـ دلهای امیدواران را من بعد فوتِ اندیشه، غم نامه نویسی باقی ندید، اما تسلیهٔ خاطر عزیزالوجود را، بعدالیوم هر ماه دو سه مرتبه بدو کامه غم‌زدائی لازم است ـ ای برادر! بیت :

با قضاء بس نمی توان آمد　　با قدر در نمی توان آویخت

بیت :

صبورم ارچه غم هجر قصد جانم کرد
اگر صبور نباشم چه میتوانم کرد

دل بخدای خود پیوسته دار و از یار و از برادر خود نگسسته باش ـ بر خواهش خود، خواهش او را مقدم دار و دلتنگ مباش ـ بجملگی باطن و ظاهر خود او را باش و به تربیت نفس ناطقه مشغولی ورز و بمعایب نفس بینا شو ـ من بعد خود را ایلچی مدان و بر مخالف نفس صبور باش و مطالعهٔ احیاء و کیمیا را از دست منه و بجز سخن خدا پرستان مشنو و مگو و بغیر ازین طایفه، جلسه و آمیزش با کسی[1] مکن و مرا در رنگ آنکه گذاشته رفته بودی کشته و مردهٔ دنیا بدان[2] و در غم من مباش و فرزندان خود را در ارض خدا مهمان و پی نعمت حقیقی دان و از هیچکس در بیم و امید مرو و یقین دان که اگر چنین باشی در سمرقند و بخارا غریب نیستی و اگر حاشا غیر این معنی مرکوز[3] طبع باشد در عین شهر لاهیجان در دامن پدر و مادر بی غمخواری ـ

۱ـ در اصل : غلبه باکسی آمیزش مکن ـ　۲ـ در اصل : مدان ـ　۳ـ در اصل : مذکور ـ

حق تعالیٰ در همه جا و در همه حال ناصر و معین تو باشد ـ بتاریخ ۸ جمادی‌الثانی ۹۹۷ھ قلمی شد ـ

---

(۶۰)

[بیکی از دوستان، از هند بایران فرستاده شد]

بگمان غالب یه خط ۹۹۷ ہجری میں جب اسے ایران سے آئے تقریباً پندرہ برس ہوگئے تھے، ہند سے ایران کسی ایسے دوست کو بھیجا گیا جسے حکیم نے اس ساری مدت میں کوئی خط نہ لکھا تھا ـ
(الف، ب، ج، د، ط)

نامهٔ من میرود نزدیک دوست
کاشکی من نامهٔ خود بودمی

غواصان بحر سخن سنجی را چون گرانمایه گوهری که زیبندهٔ رسیدن به [1] گوش هوش [2] بشارت‌نیوش [و] سرآمد جوهریان عرصهٔ سخن‌شناسی باشد، بعد از عمر ها دست میدهد ـ خاطر بیابان‌نورد را از دریای بی‌پایان این اندیشه بر کران کشیده، از بلندپروازی‌های خود خاطر فراهم آورده، انشاء پردازی نمیکند[3] و عبارت آرائی را بکار نمی برد[4] و فقرات غیر مقدوره سنجیده و پسندیدهٔ کرام از طبع لئیم خود نمی خواهد[5] و بمتداولات قناعت کرده[6] مدعیات را بفارسی لوچ[7] مینویسم که معانی مقصوده را در عبارات[8] مبتذله[9] مجال تنگ و مرا از راضی شدن به تعریفات[10]، با خود سر جنگ باشد[11] ـ چکنم

۱- الف، ب: زیبنده گوش ـ ۲- ط: باهوش ـ ۳- الف، د: انشاء نمیکند ـ ج: بلند پروازیهای انشاء نمیکنم ـ ۴- د: لمی دارد ـ ط: نمیدارم ـ ۵- د: می خواهد ـ ط: از طبع نمی خواهم ـ ۶- الف، ج: نکرده ۷- الف: لچ ـ ت، د: لوح ـ ط: لوج ـ ۸- الف، ب، ج: عبارت ـ ۹- الف: متداوله ـ ۱۰- الف، ب، ج، د: ۱۰- عرفیات ـ ۱۱- ط: مرا از تعریفات سر جنگ باشد ـ

بعد از مجادلهٔ پانزده[1] ساله این معنی را با نفس کافرکیش[2] قرار توانستم[3] داد، که فتح الباب ارسال مراسلات[4] را کمر اجتهاد و جد بر میان جان بندد[5] و بیقین بداند[6] که منشی نه بودن آسان تر است[7] که بیوفا بودن ـ امروز هم بحیله و ناراستی این سخن از من قبول کرده خود را از تعرض، بیجواب[8] من، خلاص میکند واگرنه مشتاق را به‌تمهید[9] این مقدمات چکار که چنین میکنم و چنان نمی کنم ـ نفس چنان میگوید و من چنین میگویم، بیت :

غاشق و سامان جوی شیر و طرح بیستون
خنده بر بازیچهٔ فرهاد می آید مرا

[نظام‌الدین سهیلی، خریطهٔ جواهر، کانپور ۱۲۷۱ ه‍ ق، ص ۱۱۳]

سخن می باید گذاشت[10] و قلم می باید برداشت ـ سفراً و حضراً انبساطاً و انقباضاً، هر چه از شاهراه دل[11] بر زبان[12] درمیان[13] آید بر صفهٔ کاغذ باید نگاشت ـ لله الحمد که به یمن قائد توفیق ازلی[14] از پس پردهٔ پندار بر[15] آمده ام و بدستیاری همت سدی که نفس[16] فرعون منش در پیش راه محبت دوستان کشیده[17] بود، برداشته ام اما سرو بن[18] سخن را از دست[19] گذاشته ـ نمی دانم که اول اظهار اشتیاق و حسن عقیدت و آرزومندی خود بدریافت صحبت روح بخش کنم

۱- ب : یازده - ۲- ب : کافروار - در 'ج' ط : ندارد - ۳- الف : نتوانستم : در، 'د'، عبارات از "چکنم..چنین میگویم" راندارد- ۴- ط: مراسله - ۵- ب : بستة - ۶- ب : میداند - ج : بدادند - ۷- فقط در 'ج' - ۸- الف، ب : بجواب - ۹- ج : تمهیدات - ۱۰- د : کرد - ۱۱- ب : از پس پرده - ۱۲- الف، ب،ط : بیان - ۱۳- فقط در 'ج' - ۱۴- فقط در 'ب' - ۱۵- ط : بیرون - ۱۶- ط : که فرعون نفس .. - ۱۷- ط: گذاشتة - ۱۸- د : یا سروش - ۱۹- د : دوست -

یا ترغیب تشریف آوردن ملازمان باین دیار نمایم که تا نتایج خدمت بیست سالهٔ همچو خودی دریئطور درگاهی در مجلس اول استیفاء[۱] توانند[۲] کرد، و یا شروع کنم در ذکر مقدماتی که در مدت دور و دراز غیبت[۳] در هر مجلس و معرکه تقریبی[۴] احداث کرده از لطافت طبع و حسن خلق و پاکی طینت و نجابت ذات و کرم جبلی و مروت ذاتی و حیای طبعی و احاطه بفضایل اربعهٔ، آن[۵] مجموعهٔ خیریت و سعادت دینی و دنیوی را بقدر دریافت خود[۶] در خاطر[۷] خورد و بزرگ، خلاصهٔ برگزیده های چندین اقلیم[۸] جا[۹] داده، در همه فن همچو مردم یک فن بودن را مسلم‌الثبوت و مؤکد شاه و گدا گردانیده و بچندین وجه[۱۰] منت‌دار است و بر ملازمان آن آستانه منتی ندارد، بیت:

سخن بمدح[۱۱] تو آراستن غرض اینست
که پیش اهل هنر منصبی[۱۲] بود ما را
وگرنه منقبت آفتاب معلوم است
چه حاجت است بمشاطه روی زیبا را

[کلیات سعدی، چاپ علمی، تهران بی تاریخ، ص ۸۲۸]

یا آنکه از ذکر این مقالات عرق شرم بر جبین آورده از حوادثی که درین ایام[۱۳] شما را روی داده[۱۴] و ذکر هر کدام ازان محض[۱۵] موجب کلفت تازه بلکه محنت بی اندازه است پرسش نموده بحکایات[۱۶]

۱- د: استفسار - ۲- الف: تواند - ۳- ج: غیب - ۴- الف، ب، ط: تقریب، ج: تقریباً - ۵- ط: یعنی - ۶- ج، د: دریافت مقصود خود - ۷- ج، د: خواطر - ۸- الف: اقالیم - ۹- ج: راه - ۱۰- ب: وجوه - ۱۱- کلیات سعدی: بذکر - ۱۲- الف، ط: منصب - ۱۳- الف: هنگام - ۱۴- ب: داده بود - ۱۵- الف، ط: مخصوص - ج: خصوص - ۱۶- ج: حکایات - ط: حکایت -

موعظت آمیز که هر مخاطب را اعراف از کاتب امی باشد[1] [و] مشتمل بر برکات و لیوکی هر دو تواند بود، تسلی بخش آمده برغم عوام که نه روی سخن به[2] ایشان است، اطمینان بلوازم عرف و عادات نموده بمذاق خواص معاتب و ملوم گردد[3] نعوذ بالله منها - یا آنکه از سوانح روزگار و تقلب[4] لیل و نهار که سرگذشت این دور از یار و دیار است، همه محنتهای ناگوار را به پیشانی گشاده و انبساط خاطر، خواهی نخواهی گذرانیده ذکری[5] نماید و ازان کلیات[6] بیوفائی های دنیا که فهمیده و دانستهٔ شماست، بجزوی[7] چند غیر منضبط[8] تضییع[9] اوقات شریف روا دارد و خاطر خُرم شما را شریک غم و الم خود خواهد و خدا نخواسته باشد[10]، بیت:

غم از گردش نا پسندت[11] مباد
وز اندیشه بر دل گزندت[12] مباد

[بوستان سعدی، بتصحیح قریب، تهران، ۱۳۲۸ ه ش ص ۱۰]

نی نی تاچند از مشرب قدیم و طرز مستدرک از عالم طبیعت و معدن جسمانیت سخن رانده شود، مصراع:

ز یزدان شرم باد و[13] از نکویان بلکه از خود هم

امروز بر طرز عمر گذشته تأسف میدارم[14] و خوناب حسرت از دیدگان میبارم، بیت:

اینکه [خودم][15] را در ملوک نمودم
گر[16] در عزلت نمودمی چه غمستی

[دیوان خاقانی، تهران ۱۳۳۶ ه ش، ص ۸۵۶

۱- ب: اعرف ارتکاب باشد- ج، د، ط: مخاطب اعرف از کاتب باشد- ۲- ط: با- ۳- د: کرد- ۴- ب: تغلب- ۵- ط: دلگیری- ۶- د: کلمات- ۷- الف، ط: بچیزی- ج: تحزی- د: بجزی- ۸- ط: مضبوط- ۹- در نسخ: تضیع- ۱۰- ج، ط: خدا نخواهد- ۱۱- ج، دیوان: روزگارت- ۱۲- ج، دیوان: غبارت- ۱۳- الف، ط: بادا- ۱۴- ج، ط: دارم- ۱۵- در نسخ: خود- دیوان خرد- ۱۶ ب، ط: اگر-

خصوص[1] در این ایام فهمیدن بطلان دنیا و لذت نعم‌او[2] [آتش محبت ان] را در دل آنقدر سرد کرده که از مستلذاتی که پیشتر مطلب اعلی بود اگر بمقتضای عادت روزگار مفارقتی دست دهد ملالت و دل‌نگرانی سابق در خود مشاهده نکند ـ چه کند چون در حصولش فرح پیشینه را از دست داده عالی‌همت نیکان و نیک‌مردان را مصروف تربیت خود میخواهد تا باختیار خود مردوار ازان بکلی خود را تواند گذرانید ـ نی‌نی امروز که قوی ضعیف شده و حواس کلالی[3] یافته و طبیعت افسردگی پیدا کرده و شگفتگی از دست رفته و غم نایافت مقصود پیرامن[4] خاطر را فراگرفته و از عمر نفسی چند غیر معلوم که باقی مانده، نفس [اعد اعداء][5] میخواهد که در غیر مرضیات الله[6] صرف کند و من باوجود علم به قبح عمل او و برای العین شناختن معادات او کماکان در معاونت اویم و از اصلاح خود[7] بکلی دست باز داشته‌ام، مصراع :

سبحان‌الله چه زیانم خود را[8]

بیت :

همانم که بودم بده سالگی
همان دیو بامن بدلالگی[9]

تا حال دستم[10] به ضروریات و یا بمستحسنات نشأة صوری بود ـ اگر بهمین اکتفاء کنم مکنون خاطر خود را نگفته باشم و با دوست خود نفاق

۱- الف : و در خصوص این ایام- د: در خصوصاً این ایام- ط: و در خصوص ایام- ۲- ب، ط: نعیم- ۳- الف: کلال- ط: کلای- ۴- د: پیرامون- ۵- الف، د، ط: اعدا عدو- ب : اعدای عدوک - ج : اعد اعدوک نفسک التی بین جنبیک - ۶- ب : الهی- ۷- د: او- ۸- ب، ج: سبحان الله که چه زیانم خود را- ۹- الف: بدیوانگی- نیز: در سائر نسخ بجز 'ج' این رقعه بهمین جا تمام میشود- ۱۰- در اصل: داشتم-

ورزیده باشم ـ اکنون اندکی از بسیار و یکی از هزار مینویسم ـ ای هوشمند سعادتمند اوقات گرامی را که چون باد میگذرد و بدل ندارد، همه[1] صرف سرانجام این نشأ فانی نباید کرد ـ حصه‌ای بتن باید بخشید و بخشی بجان [باید] داد و [به] آنچه نفس ناطقه را بکار آید، اشتغال نمود و آن در اخلاق ناصری و جلالی اندکی از بسیار مذکور است و خلاصهٔ آن[2] آنکه جهان‌آفرین قوت شهوت و غضب را برای نگاهداشت این خانهٔ عنصری آفریده تا بیکی جلب منافع نمایند و بدیگری دفع مضار ـ اکنون آدمی در بد مصاحبتی و نافهمیدگی، اینها را مطلوب ساخته فرو میرود و حد وسط نگاه نمیدارد، و اشعار خواندن و گفتن از بیماری‌های نفس است ـ قدری باید کرد و تهذیب اخلاق نمود، و آدمی در عیب خود نابیناست ـ سرمهٔ بینائی بهم باید رساند و عیب، دیگران را که دران بیناتر است مرآت عیب خود ساخت تا باین وسیله شناسای عیوب خود گردد و دیگر مردی که خوش‌آمد نگوید جویا نمود ـ امروز که روز بازار خوش‌آمد است، بسی بهوش باید بود و از آشنایان [و] چرب زبانان آگاه باید بود ـ دیگر نه از امروز بلکه سالهاست و عمرهاست که خانهٔ جاسوسان ویران و راستی و درستی گریزان است ـ

(۶۱)

[بیکی از دوستان نوشته شد]

نفس مضمون کے اعتبار سے یہ خط بھی اسی دوست کو لکھا گیا جسے رقعہ نمبر ۶۰ تحریر ہوا، اس بنا پر شاید یہ خط ۹۹۷ هجری میں هند سے ایران گیا ـ (الف، ب، ج، د)

چو نام نامیت در نامهٔ راحت فزا دیدم

چنان خوشحال گردیدم که پنداری[3] ترا دیدم

۱- در اصل: همه اوقات- ۲- در اصل: و آن خلاصه، آنکه- ۳- ب، ج، پندارم-

گرامی رقعه که همچو صفحهٔ[۱] افلاک غم و شادی جهان را مشتمل[۲] بود[۳] بحوادث روزگار بوقلمون و تغییرات عالم کن فیکون اطلاع بخشید ـ از نیکی‌ها همه آنچه مقدور دارد هرگز روزگار باکسی نکرده[۴] و همه بدی‌ها[۵] به نیکان گذشته[۶] بجا آورده و اگر یاران حال سود و زیان او را فهمیده با او بمدارا سلوک نکنند[۷]، چه کنند ـ آری فلک و ما فیها را بگوشهٔ[۸] معزول‌العمل مانده همه تغییرات را بحکیم کاردان[۹] منسوب داشته[۱۰] از نیک و بد [زمانه] شاد باشند و غمگین نشوند بلکه همت عالی نهمت[۱۱] خود مصروف آن دارند که از همه مصنوعات الهیٰ شاد و خرم شده ''الخیر فیما صنع‌الله'' [خزینة الامثال، کانپور ۱۲۷۰ھ ص ۱۸] گویان گریبان جان[۱۲] خود را از چنگ کشاکش فلک و ملک خلاص ساخته[۱۳] و بر متکای[۱۴] آسودگی[۱۵] باستحقاق تکیه زده روزی چند که از عمر گرامی باقی‌مانده بآسایش بسر میتوانند[۱۶] برد و در نشأة دیگر هم خلاصی[۱۷] توقع میتوانند داشت، مصراع :

[ملکی است محنت تو و خلقی است منتظر]
این کار دولت است کنون تا کرا رسد

[رفیع لنبانی، تاریخ ادبیات صفا تهران ۱۳۳۹ ھ ش ج ۲ ص ۸۳۷]

---

(٦٢)
[بحکیم همام نوشته شد]

۹۹۷ هجری کا لکھا یہ خط لاہور کے علاقے سے ایران بھیجا گیا۔ اسوقت تک حکیم کو مکتوب الیہ سے جدا ہوئے تین سال سے زیادہ کی مدت گذر چکی تھی۔ (ج)

سرور خانوادهٔ مروت و حقیقت و خلاصهٔ دودمان جوانمردی و فتوت،

برادر بجان برابر حکیم همام همواره در خواص و عوام به نیکی مشهور و

۱- د: صحیفه - ۲- ب : آبستن - ۳- ج، د: تواند بود- ۴- الف، ب، ج : هرگز باکسی روزگار نکرده - ۵- ب: مذهب ها ـ د : مدت ها - ۶- الف، ب : گذاشته- ۷- ب : ننمایند - ۸- ب : برگوشه - د: در گوشه ۹- ج: کاریزدان- ۱۰- الف، د: دانسته- ۱۱- ج، د: عالی همت خود- ۱۲- فقط در 'ب'- ۱۳- الف، ج، د : کنند - ۱۴- د : مکان - ۱۵- ج : آلودگی - ۱۶- د : توانند - ۱۷- الف : امید خلاص -

معروف باد ـ شوق صحبت خود را بخاطر مشتاقان، در رنگ آرزومندی خود، بملاقات برادران تصور فرموده از تفصیل ناتمامِ نامه و پیغام مستغنی باشند ـ آزرده دلان هجران زده را دل و دماغ از غم نامه نویسی کباب است و آشفته‌خاطرانِ وصل از دست داده را، سر و سامان قاصد و پیغام کو [؟] بیت :

مپرس کشتهٔ شمشیر هجر را چونی
چنانکه هر که به بیند برو ببخشاید

امتداد جدائی آن عزیز برادر به سوم[1] سال رسید و تلخ زندگانی بی‌انقطاع من به رسوائی کشید و در هیچ بزم عشرتی نه نشستم که غم نادیدگان را خون از دیدگان نچکیده و درِ هیچ طرب‌سرائی نگشودم که آسوده‌دلان را خونابهٔ حسرت بر رخسارگان نه دویده، بیت :

هجر بس است ای خدا روز وصالم بده
شوق مده این همه یا پر و بالم مده

هرچند میخواهم که دقیقه‌ای از مافی‌الضمیر فرونگذارم و توسن قلم را در عرصهٔ سخن مطلق‌العنان بگذارم و هرچند دانم و توانم از قوه بفعل آرم، و خود را از زیر بار شرمساری در[2] آرم، اما چکنم غم تنهائی و غربت، پیرامن خاطر را گرفته و اندوه عجز و بیچارگی، سراپای اندیشه [را] احاطه نموده و الم [و] یأس و ناامیدی، دل ناشاد را مضطرب و سراسیمه کرده ـ بلای ناشکیبائی و تنگ‌دلی تحمل و بردباری را عاجز و مضطرب ساخته ـ مجال گریه کردن و قوت گریبان دریدن نیارم، بیت :

نه شکیب صبر کردن نه قرار خواب دارم
تو زمن خبر نداری که چه اضطراب دارم

۱- در اصل : سیوم - ۲- در اصل : بر-

اما از لطف و اهلیت بی منت، چشم آن دارم که فرح خاطر غمدیدگان را فرحی بخشد و انبساط خاطر منتظران را لطیفه انگیزد، بیت:

بدان خدای که ما را طریق هجر نمود
امید هست که آسان کند سبیل وصال

---

(٦٣)
به نجیب‌الدین همام نوشته شد

۹۹۷ هجری کا لکھا یہ خط لاهور اور کشمیر کے درمیان کسی مقام سے ایران کے شہر اندخود بهیجا گیا، جو اب شمالی افغانستان کا مشہورتهانه ہے اور جسے 'اندخوئی' کہتے ہیں- حکیم همام اسوقت توران میں سفارت کے فرائض سرانجام دے کر واپس آ رہا تھا - (ج)

بعد از رسیدن خطی که از اندخود[1] روانه کرده بودند، دیده بدیدار کتابت برادر بجان برابر نجیب‌الدین حکیم همام منور شد - یوم‌التحریر غرۀ شهر..........[2] ۹۹۷ه با کمال نگرانی خاطر شکسته، بوسیلۀ ایندو کلمه شرح احوال خود که خاطر شریف را بدان نگرانی می‌باید، باز نمودن لازم دانست - به یقین که مکاتبات لطیف در راه خواهد بود - آن مایه خسران دینی و دنیوی که درین ایام از دوری آن برادر نصیب روزگار این حیران کارخانۀ قضاء و قدر شده، بمواصلت کثیرالبهجت والبرکت ایشان مگر تلافی پذیر تواند بود؟ مصراع:

سبحان الله چه زیانم خود را

اوقات را آنچه دیده بودند محفوظ‌تر و مضبوط‌تر است اما همگی به‌غفلت میگذرد - بمطالعۀ سخنان اکابر صوفیه و ادراک آن معانی بلند،

۱- در اصل: اند خو - ۲- در اصل: ذی الحجه ۹۹۷ه، که خطاست چون حکیم دو ماه قبل، در شوال همان سال درگذشته -

طبع را از مطالعهٔ اشعار مدح و غزل مجازی بکلی محروم گردانیده ـ بمطالعهٔ سخنان حافظ و حکیم سنائی [و] شیخ نظامی طبع را رغبتی حاصل است ـ انوری مداح که در نظر، حکم پیل مست‌پای [و] چهره[1] دارد، از طبع من خلاص نگردد، قطعه :

کلبه‌ای کاندرو بروز و بشب جای آرام و خورد و خواب منست
حالتی دارم اندرو که دران چرخ در رشک و عین تاب منست

مجموعهٔ چند[2] از اکابر صوفیه از هرجا بدست آورده چنان سرگرم مطالعه است که در هفته یکمرتبه یا دو مرتبه بمطالعهٔ کتب اخلاق، بیشتر نظر نمی افتد ـ آنهم از روی آنکه مطالعهٔ بیشتر از تهذیب اخلاق، حکم مسهل قبل از نضج ماده و دارو شناختن باشد ـ حالتی[3] دارم که قبل ازین، صاحبان این حال را به‌خبط دماغ منسوب داشته ـ در اصلاح مزاج، انواع تکلیفات بکار می‌بردم[4]، بیت :

من اشک بیدلان را خنده می پنداشتم روزی
[چه] خون بر میدهد تخمی که من میکاشتم روزی

امتیاز سقم جز بر تن و رأی آن حاذق مستقیم روزی مباد ـ هر روز یکمرتبه حضرت خلافت پناهی از خصوصیات خیر مآل آن برادر استفسار میفرمایند و آنقدر اظهار عواطف خسروانه مینمایند که از عهدهٔ شکر گزاری آن نتواند برآمد، بیت :

یکجهان جان خواهم و چندان امان از روزگار
کین جهانِ جان برآن جانِ جهان سازم نثار

۱- در اصل : چهره که - ۲- در اصل : چند شوق از - ۳- در اصل : خالی، که شاید حالی باشد- ۴- در اصل: برم-

(٦۴)

بخواجه عطا بیگ [نوشته شد]

یه رقعه رمضان المبارک ۹۹۷ هجری سے پہلے کشمیر سے سیالکوٹ بھیجا گیا۔ ان دنوں وہ بادشاہ کے ساتھ کشمیر سے واپس ہو کر کابل کیطرف روانہ ہوا تھا۔ (الف، ب)

خلاصهٔ روضة‌الشهدا که خدام اخوی خواجه عطا بیگ از روی کمال نیک نفسی و دلسوزی و مهربانی نوشته فرستاده بودند، رسید و در حضور جمعی[1] خوانده شد۔ بعضی[2] که سوگند دروغ باورکن بودند بگریه افتاده بروز[3] [و] روزگار اکابر قوم اظهار ترحم و تأسف فرمودند[4] و گروهی که بدگمان بودند از روی خوش‌طبعی خنک گفتند که مرد پیری[5] است، سست[6] فطرت، جهاندیده [کنگاش[7]] تمارض[8] کرده، خود را از مشقت و محنت ''السفر قطعة من السقر'' [خزینة الامثال، کانپور ۱۲۷۰ ه ش ۱۰۷] خلاص کرده باین عطیهٔ عظمیٰ راضی شده می خواهد[9] که خود را به عشرت‌آباد لاهور اندازد و جماعتی که از نیک و بدگوئی[10] و عار[11] بدگمانی بر کرانه بودند[12]، خاطر دوستان و یاران را برهمه مدرکات و مستلذات ترجیح میکنند و منت بر جان نهاده کمر سعی در مراعات لوازم حفظ‌الغیب بر میان جان بستند ـ بهمه حال قطع نظر از همه خوش طبعی‌ها، خاطر شریف خود و آن یار بزرگ را مجموع[13] دارند و در سیالکوت بفراغ خاطر بسر برند[14] و سلامت باشند ـ روز سه‌شنبه از کشمیر جنت نظیر[15] روانه شد ـ

۱- ب - بعضی - ۲- ب : بعض - ۳- ب : بر - ۴- ب : فرموده -
۵- ب : پیر - ۶- ب : صاحب - ۷- در نسخ : کنگش - ۸- الف : عارض - ۹- ب : خواهند - ۱۰- الف : کوی - ۱۱- الف : دعا -
۱۲- الف : بوده - ۱۳- ب: مرعی - ۱۴- الف: بردند - ۱۵- ب: مثال-

(٦٥)

بمیر شریف آملی [نوشته شد]

اس خط کی تاریخ تحریر و مقام ترسیل و منزل مقصود معلوم نه هو سکی - (الف، ب، ج)

میر شریف آملی[1] را همین اهلیت بسند است که با عدم علوم رسمیه به تکاپوی اقدام انسانیت و بجوهر اصلی خود مردانه کمر جد و اجتهاد بسته[2] مجردانه بهمراهی بدرقه و دلیل مقید نا شده و خود را بر در دولت سرای معشوق حقیقی رسانیده، بی‌انتظار روز محشر پیش صفهٔ بار راه یافته در ساختگی دوست و دشمن و در آمیختگی[3] عاقل و دیوانه و یگانگی آشنا و بیگانه که بنقد امروز تماشاگر است و تنگنای خاطر خود را از برکت پرتو این اندیشه وسعت‌آبادی دیده که در هر گوشه‌اش صد چون حسین تشنه لب و یزید کامیاب و هزار سکندر محروم و خضر سیراب گنجایش دارد و به یقین دانسته که قاتل خود دیت قتیل است و درین بازار زیانی[4] درمیان نیست، سراسر سود است بلکه با نیک و بد[5] خود ساختن و خود را بکل عیب از ضروریات این کارخانه دانستن از لوازم صلح کل است - از نکوهش خود خاموشی گزیده، بستایش[6] خود گویا آمده، خلاصهٔ عمر گرانمایهٔ خود را مصروف تماشای سراپای وجود خود[7] دارد و به امری دیگر فرجهٔ پرداختن ندارد و باین ذکر مشغولی دارد و مضمون این را شب و روز بر لوح اندیشه می نگارد[8]، مصراع :

در[9] خود بطلب هر آنچه خواهی که توئی

[شیخ نجم‌الدین ابوبکر رازی، مرصادالعباد، مقدمه]

۱- ب : سرمدی- ۲- در الف، ج: کلمات 'مردانه.... بسته' را ندارد- ۳- ب : آموختگی- ۴- الف: زیان- ۵- الف، ج: بد و نیک- ٦- الف: باستایش- ۷- ب : جهان- ۸- در 'ج' کلمات 'مضمون..نگارد' را ندارد - ۹- در نسخ: از-

(٦٦)

[بیکی از امراء نوشته]

شریف سرمد کی سفارش کرتے ہوئے کسی امیر کو شاید فتحپور لکھا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو تنخواہ نہیں ملی تھی۔ اس خط کی تاریخ و جائے تحریر وغیرہ معلوم نہ ہو سکی۔ (ب)

خوش آنزمان که بسویت نظر کنان روم از خود
زمان زمان بخود آیم زمان زمان روم از خود

شریف سرمدی به تنخواه قرار [داد]، خود را[1] [به] یاد آن گلدستهٔ باغ فتوت و مروت میدهد و تا رمقی از حیات عنصری باقی‌است بی‌یاد بزم محبت آن یگانهٔ آفاق نبود و نیست و نخواهد بود، مصراع :

جان را فدای مهر و وفای تو کرده ایم

اصفهانیان را عادتی است که در سلسله[ای] که نمک خورده‌اند، تا زنده‌اند در آرزوی جان فدا کردن اند۔ فقیر را باصلاح خود کار است، شما دانید و عنایت خود۔

---

(٦٧)

بشریف سرمد نوشته

شاید لاہور کے علاقے سے یہ خط فتحپور بھیجا گیا۔ اپنے دارالحکومت (فتحپور) پہنچنے کی اطلاع مکتوب الیہ کو دی ہے۔ تاریخ تحریر معلوم نہ ہو سکی۔ (ب)

هرچند مصدع اوقات گرامی شود اما بمقتضای دوستی، از احوال بعرض رسانید[ه میشود]۔ انشاالله تعالی بعد از چند ایام خیمه بصحرای محبت‌زده، متوجه درگاه خلایق پناه است ۔ گوشهٔ خاطر که باعث سعادت سرمدی است، دریغ ندارند۔ والدعاء ۔

۱- در اصل : شریف سرمدی خود را به تنخواه قرار یاد۔

(٦٨)

بنواب قرا بیگ و مختار بیگ سلطان نوشته اند

اس خط کی تاریخ و جائے تحریر بهی معلوم نہ ہو سکی ۔ (الف، ب)

ما را بدست هجران بگذاشتی و رفتی
ای دوست بارک‌الله رحمت بر اتفاقت[1]

خدام قرابیگ‌جیو و بندگی مختاربیگ‌جیو سلامت باشند ۔ از مخلص حقیقی خود فراموشی، نه آئین مروت مثل شما عزیزان است، بیت :

بر پاره کاغذی دوسه مد میتوان کشید
دشنام و هرچه هست غرض[2] یادگار تست

[دیوان وحشی بافقی، تهران ۱۳۳۹ ھ ش ص ۲۳]

اگرچه بنای عقیدت و اخلاص محبان[3] ازان استوارتر است که به هر بادی که از صحرای تغافل وزد، از جا رود، اما چشم و دل مشتاقان منتظر اخبار چگونگی احوال عزیزان است ـ دیگر التفات از ایشان است، بیت :

بی من چو شراب ناب گیری در دست[4]
نوشت بادا ولیک هوشت[5] بادا

[دیوان انوری، بتصحیح مدرس رضوی، تهران ۱۳۴۰ ھ ش، ج ۲ ص ۹۴۶]

۱- ب : اتفاق ـ نیز در 'ب' مصراع اولی بجای ثانی است ـ ۲- ب : همه ـ
۳- در 'ب' : ندارد ـ ۴- در الف : بجای "گیری در دست" کلمهٔ "نوشی" است ـ ۵- الف : شرمت ـ

(٦٩)

[بیکی از دوستان نوشته]

یه رقعه کسی خط کا آخری حصه معلوم هوتا هے - تاریخ و جائے
تحریر وغیره معلوم نه هو سکی- (ب)

زیاده از متعارف، مشتاق و آرزومندم[که] از واردات فطرت سلیم گاهی محظوظ دارند و بهره‌مند میساخته باشند -

حاشیه

یار گرامی، حقیقت سرشت، مولانا کمال‌الدین حیاتی که در دلهای دقیقه‌شناسان و انصاف‌طبعان جا دارند، محبتش را و دیدنش را چون بهار جویان میباشد - پیام محبت و سلام مودت، خصوصاً مکتوبی که فرستاده بودند، چون تمام محبت و دوستی و راستی بود، خاطر دوستی‌سرشت را، مسرتی تازه که درینولا کم یافته میشود، حاصل شد - حق سبحانه و تعالی به خوب‌ترین وجهی دیدار نصیب کناد - والدعاء -

---

(٧٠)

[بتهنیت بیکی از امراء نوشته شد]

اس خط میں کسی امیر کو اسکی ترقی رتبه پر مبارکباد دیتے
هوئے' ذوالفقار بیگ کی سفارش بھی کر دی هے - مقام و تاریخ
تحریر معلوم نه هو سکی - غالباً فتحپور سے کسی دوسرے شهر
بھیجا گیا - (الف، ب، د،)

داعی مخلصان تهنیت و تحیت عرض[1] میدارد و بموجب شکر

۱- د: عرضه -

النعیم[1] الواجب، بذکر محامد مشغول میباشد، بیت :

هر کرا بر بساط[2] بنشستی[3]
واجب آمد[4] بخدمتش برخاست

[گلستان سعدی، بتصحیح قریب، تهران ۱۳۱۰ ھ ش ص ۱۲۴]

متوقع است بکرم مخدومی که شفقت و مرحمت از حال ذوالفقار بیگ[5] دریغ ندارند تا موجب مزید سوابق نعم گردد و داعی مخلصان[6] را بدین جسارت معذور فرمایند ـ

---

(۷۱)

بمولانا کامی نوشته اند

مولانا کامی کے خط کے جواب میں یہ رقعہ غالباً فتحپور سے لکھا گیا ـ تاریخ تحریر معلوم نہ ہو سکی ـ (الف، ب)

نتیجهٔ طبع خورده‌دان و خلاصهٔ معانی و بیان یعنی گلدستهٔ چمن محبت و وفا و غنچهٔ[7] گلبن صدق و صفا[8] که از نگارستانِ خاطرِ عطوفت لزوم، عطربخش دماغ منتظرانِ سرکوچهٔ آشنائی و التیام گردیده بود، باعث زیادتی مواد اشتیاق گردید، مصراع :

فریاد که مکتوب تو مشتاق ترم کرد

تدارک تقصیری که در ادراک ملاقات روی داده، بوصول خبر سرعت توجه، بر ذمت همت خود، فرض عین و عین فرض شمرده، مشتاق

۱- د : المنعم - ۲- گلستان سعدی : سماط - ۳- الف : بنشانی - ب : بنشینی - ۴- الف : آید - ۵- الف، ب : فلان - ۶- د : مخلص - ۷- الف : تر غنچه - ۸- ب : ولا -

صحبت فیض[1] بخش[است] تا[2] انتظار نفرمایند والسلام علی من اتبع الہدی[3] - [پارہ ۱۶، سورہ ۲۰ (طہ) آیہ ۴۷]

---

(۷۲)

[بیکی از دوستان نوشتہ شد]

غالباً یہ رقعہ میر شریف آملی کے خط کے جواب میں فتحپور سے لکھا گیا۔ تاریخ و جائے تحریر معلوم نہ ہو سکی۔ (الف، ب)

رفعت پناہا مفاوضۂ شریف رسید و غبار دیرینہ[4] را از خاطر فاتر رفع نمود و یکبار دیگر بہ وصل[5] امیدوار ساخت - انشاءاللہ تعالی کہ ملاقات گرامی این بار دست دہد - انتظار مقدم شریف میبرد و اگر زودتر تشریف آورند بار دل از خاطر فاتر[6] بردارند - دیگر چہ نویسد -

---

۱- ب: روح- ۲- الف : را - ۳- ب : والسلام علی تبع الہدی -
۴- الف: دیرین - ۵- ب : وصال - ۶- الف : خاطرہا -

تعلیقات

ص ۱ س ۱ : بانکی‌پور لائبریری کے مخطوطات کی فہرست (ضمیمہ ۱ : ۲۴۶) میں کہا گیا ہے کہ یہ رقعہ آصف خان نے حکیم ابوالفتح گیلانی کے نام بھیجا تھا لیکن رقعات کے دوسرے تمام مخطوطات میں یہ رقعہ حکیم سے منسوب ہے اور اسی کے پہلے دو الفاظ کی وجہ سے یہ کتاب ''چہار باغ'' کے نام سے مشہور ہوئی اس لئے فی‌الحال اسے حکیم ہی کے نام سے درج کیا گیا ہے ۔

ص ۱۷ ح ۳ : (سنہ ۹۷۹) یہ تاریخ درست نہیں کیونکہ وہ ۹۸۳ھ میں ہند آیا اور یہ تمام رقعات اس کے بعد لکھے گئے ۔

ص ۲۰ س ۵ : (بقا بقای . . . خدای) یہ مصراع مطہر کڑہ کے ایک مرثیے کا ہے جو اس نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کی وفات پر کہا تھا ۔ اس کا دوسرا مصراع یوں ہے :

''کہ نیست قائم و دائم کسی بجز باری''

(رک : اوریئنٹل کالج میگزین، مئی ۱۹۳۵ء ص ۱۱۰)

ص ۲۵ س ۱ : (نواب اخوندی ملاذی) اپنے رقعات میں حکیم اکثر دو شخصوں کو ان کلمات سے یاد کرتا ہے ایک نواب ملا مرزا جان اور دوسرا نواب مرزا جعفر ۔ اسی خط میں بتایا ہے کہ نواب مرزا جعفر میرے پاس ہیں لہذا یہ اشارہ نواب ملا مرزا جان ہی کی طرف معلوم ہوتا ہے ۔

ص ۲۵ س ۹ : (نواب مرزا) یہ اشارہ خانخاناں کی طرف معلوم ہوتا ہے
کیونکہ ان کا نام مرزا خان تھا اور خانخاناں کا خطاب
ملنے سے پیشتر (جو ۹۹۲ھ میں فتح گجرات پر ملا)
اسے لوگ اسی نام سے یاد کرتے تھے۔ اسی طرح حکیم
نے اسے ص ۵۵ س ۱۱ نیز ص ۵۷ س ۱۴ پر بھی
''نواب مرزا خان'' ہی لکھا ہے۔

ص ۲۷ س ۸ : (ہزار جان گرامی۔۔۔) تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ
یہ مصراع کئی شعراء کے دیوانوں میں ملتا ہے مثلاً
مولانا نظامی گنجوی کے دیوان مطبوعہ تہران ۱۳۳۸ھ ش
ص ۲۷۵ پر اس طرح ہے:

هزار جان گرامی فدای روی تو باد

جنید شیرازی کے دیوان مطبوعہ تہران ۱۳۲۰ھ ش
ص ۱۴ پر یوں ہے:

هزار جان گرامی فدای جان تو باد

بعض جگہ یوں بھی ہے:

هزار جان مقدس فدای نام علی

ص ۵۳ س ۱۰ : (قاضی نورالدین) یہ کوئی دوسرا شخص ہے حکیم کا
بھائی نورالدین قراری نہیں کیونکہ وہ تو ۹۸۷ھ میں
انتقال کر چکا تھا اور یہ رقعہ ۹۸۹ھ کا ہے۔ نیز
نورالدین قراری کو حکیم نے کبھی 'قاضی' نہیں لکھا
بلکہ اسے وہ اکثر 'مرزا' یا 'ملا' وغیرہ لکھتا رہا۔

ص ۴۰ س ۱۳ : (مریم مکانی) یہ اشارہ اکبر کی والدہ حمیدہ بانو کی
طرف ہے کیونکہ یہ اس کا لقب تھا۔

ص ٦٧ س ۱۳ : (جالینوس الزمانی)! اس سے مراد حکیم مصری ہے جس کا لقب ''جالینوس الزمان'' تھا ۔ اس کی تصدیق اکبر نامہ ج ۲ ص ۸۴۰ سے بھی ہوتی ہے ۔

ص ۷۱ س ۱۰ : (مولانا شرف‌الدین) یعنی صاحب تیمور نامہ (مثنوی) یا ظفر نامۂ تیموری یا ظفر نامۂ یزدی ۔

ص ۷۱ س ۱۱ : (شیخ گنج) یعنی مولانا نظامی گنجوی ۔

ص ۷۲ س ۳ : (تدارک تنزلاتی) یہ الفاظ حکیم کی دربار سے حاضری بند ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔

ص ۹۳ س ۱۱ : (شوال ۹۹۵ھ)
ص ۹۴ س ۱ : (عجب بمحل فرمان)
اس سے ظاہر ہے کہ ۲۳ شوال ۹۹۵ھ کے دو ایک روز بعد حکیم کی حاضری بحال ہونے کا فرمان اسے ملا ۔

ص ۹۳ ح ۱۱ : (ج ۱۰۸۷) انڈیا آفس والے نسخے میں دی ہوئی یہ تاریخ درست نہیں کیونکہ حکیم کی وفات ۹۹۷ھ میں واقع ہوئی ۔ اسی طرح انڈیا آفس کے نسخے میں ایک جگہ ۹۹۹ھ بھی ملتی ہے وہ بھی صحیح نہیں ۔

ص ۱۰۵ س ۱۴ : (جاگیرداران کابل) یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو ۹۹۴ھ میں کابل کی مہم کے موقع پر پیش آیا جس میں راجہ بیربل مارا گیا تھا اور حکیم و زین‌الدین کوکہ کو بھی بہت پریشانی کا سامنا ہوا تھا ۔

ص ۱۰۵ س ۱۵ : (عمل حاجی پور) یہ اس لڑائی اور شکست کی طرف اشارہ ہے جو ۹۸۷ھ میں مظفر خان کے ساتھ بنگالہ میں پیش آئی جس میں حکیم قاقشالوں کی قید میں آ گیا تھا لیکن راہ فرار اختیار کرکے حاجی پور آ کر پناہ لی تھی اور پھر وہاں سے دربار آن پہنچا تھا ۔

ص۱۱۷ س ۱۹ : (نواب سپہ‌سالاری) اس سے مراد خانخانان ہے -

ص۱۲۵ س ۱ : (بغم زن و فرزند) } ان جملوں سے ظاہر ہے کہ حکیم
ص۱۳۸ س ۱٦ : (غم فرزندان خود) } ہمام جب توران کی سفارت پر گیا
تو اس کے بیوی بچے ہندوستان ہی میں رہے -

فرہنگ

قارئین کی آسانی کے لئے ذیل میں چند ایسی تراکیب، کلمات اور جملات کی فرہنگ پیش کی جا رہی ہے جو مخصوص معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور کتب لغت سے ان کا مفہوم سمجھنے میں زیادہ مدد نہیں ملتی -

صفحہ	سطر	کلمہ یا جملہ	معانی
۱	۸	مستعد	قابل - صلاحیت والا -
۱ ۱۳۵	۱۵ ۶	مانده	افغانی محاورے میں ماندن بمعنی نہادن و گذاشتن مستعمل ہے لہذا یہاں اس کے معنی 'رکھا ہے' 'رکھ کر' وغیرہ ہیں
۱	۱۶	ازطریق خصوصیات دریافت	سوال کرنے کے انداز میں -
۲ ۱۰۳	۲ ۱۳	دلنہاد	تیار و آمادہ
۳	۱۰	مجموع الفاظ	تمام الفاظ
۳	۱۵	رخصت	اجازت
۳	۱۷	به غریبی	عجیب طریقے سے - بطور عجیب -
۵ ۳۵	۲ ۱۲	بندگان حضرت اعلی	یعنی جناب بادشاہ - 'بندگان' کے معنی غلام نہیں بلکہ خود بادشاہ -
۵	۶	ازین رهگذر	اس کے متعلق
۵ ۱۸	۷ ۲	ملازمان	یعنی آپ
۶	۹	ملازمان	یعنی ہمیں
۷	۱۲	رحال	منزل مقصود
۸	۱۸	آکل	پیٹو
۱۰	۸	از رهگذر فقیر	میرے بارے میں - میرے متعلق - میری طرف سے -
۱۱	۳	مورچل گری	خدمت کرنا -
۱۱	۱۱	دارنده	حامل رقعه
۱۱	۱۲	خدمت مودت شعاری رائے پتر داس	''خدمت'' کا لفظ قدیم متون میں اکثر استعمال ہوا ہے - اس کے معنی وہی ہیں جو انگریزی لفظ 'مسٹر' فارسی لفظ 'آقا' عربی لفظ 'حضرت' یا 'جناب' وغیرہ کے ہیں - یعنی نام سے پہلے احترام کے طور

صفحه	سطر	کلمه یا جمله	معانی
			پر لکھا جاتا ہے اس کے علاوہ کچھ اور کلمات بھی ہیں جو بالکل انہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں - مثلاً بندگی (جو اکثر مذہبی بزرگوں کے نام کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے) -
۱۳	۳،۵	ملازمان	یعنی خود آصف خان اور خواجه سلطان -
۱۳	۱۰	تفرقه	اکثر "نفاق" کے معنوں میں آتا ہے لیکن یہاں صرف 'فرق' -
۱۴ ۲۷	۲ ۴	درین ماده	یعنی اس بارے میں
۱۴	۹	گردانیدند	حوالے کر دیا
۱۴	۱۱	مفرح محزون	غم دور کرنے کی کوئی معجون
۱۴ ۲۰	۱۷ ۱۱	درپای - بپای	ماتحت - زیر دست
۱۴	۱۸	خدمت	جناب
۱۴	۱۸	تن	تنخواه
۱۵ ۱۶ ۳۱	آخر ۸ ۱۱	البته البته	ضرور ہی - تاکید کے طور پر مکرر استعمال ہوا ہے -
۱۶ ۳۰	۵ ۱۵	دروادی	کے بارے میں - کے متعلق
۱۶ ۱۶	۱۰ ۱۱	بحال ماده شغالان بر قدم رفته	ماده گیڈروں کی طرح دبے پاؤں بھاگ جانا-
۱۷ ۳۰	۱۱ ۱	از رهگذر	کی وجه سے
۱۷ ۲۰	۱۲ ۱۴	نگرانی	پریشانی
۱۸	۳	خدمت شیخ	جناب شیخ (ابوالفضل)
۱۸ ۳۲ ۳۴	۶ ۱۴ ۶	درین ولا	آجکل
۱۸	۹	خود بتقید بنویسی	صرف تم ہی لکھنا - تاکید کے لئے 'تقید' کا لفظ استعمال ہوا ہے
۲۰	۲	دماغها خشکی بهمرسانیده بود	لوگ پریشان تھے -
۲۵	۱	اضطراب بی تقریب نباشد	بغیر کسی تقریب کے یعنی خواه مخواه پریشان نه ہوں -

صفحه	سطر	کلمه یا جمله	معانی
٢٥	٤	کالی ها	خواهشات و فرمائشات -
٢٦	١٥	مجاری اوضاع	موجوده یا تازه حالات
٢٧	١١	خدمت شیخ ابوالفضل	جناب شیخ ابوالفضل
٢٩	٥	در وقتی که	حالانکه - جبکه
٣١	١	خدام خواجه ناصرالدین	جناب خواجه ناصر الدین
٣١	٦	آب برد	سیلاب
٣١	٦	بار خود بردیم	بال بال بچے - محفوظ رہے -
٣٢	١	فرستاده بیارند	یعنی بھیج کر منگوالیں -
٣٢	٤	بندگان	مراد "بندگان اعلیٰ حضرت" ہے یعنی حضرت بادشاہ
٣٣	٦، ٧	برسر بازار آورند	مقابل ہونا - مقابلہ کرنا -
٣٤	١	محصل	کامیاب رہا ہے
٣٤	١٣	دماغ خشک شد	بہت پریشانی ہوئی
٣٦	٢	حکم ملازمت شده است	مجھے بلایا ہے -
٣٨	٦	ضبطی	عرضی یا کوئی تحریر
٤١	٢	آخر زمان	پیغمبر اسلام صلعم کے وصال سے قیامت تک کے زمانے کو کہا جاتا ہے -
٤٢	٢	فطرتی	ذہین
٤٤ ٩٤ ١١٨	١٠، ١٧ آخر ٣	مصحوب	بذریعه - بدست -
٤٥	٩	گھری	گھڑی بمعنی تین گھنٹے (ہندی لفظ)
٤٧	٢	داه صورتی	خوبصورت کنیز
٥٣	٥	کار سیارگام	سیارگام کا بنا ہوا
٥٧	١٢	کنگایش	ناخوشگوار گفتگو - سخت کلامی -
٥٨	٦	عموم قرار داده اند	ان کا معمول ہے
٥٨	٦	هرگاه از بنده ملزم شوند	جب بھی کسی معاملے میں وہ میرے سامنے لاجواب ہو جائیں یا شکست کہا جائیں یا میرے قائل ہو جائیں
٥٩	١	خدمت ملاحیاتی	جناب ملاحیاتی
٥٩ ٦٢	٤، ٥ ١٣	دخل، دخلی	اعتراض و تنقید -
٦٠	آخر	عین الکمال	چشم بد
٦٢	١٢	از سرپیش افگندگی	شرمندگی و ندامت
٦٣	١٠	عمر باو بخشیده	فوت ہو گیا ہے -
٦٦	١٥	تکلیفات	سرکاری پابندیاں
٦٨	٢	خدام منشی الملکی	جناب منشی الملکی

صفحه	سطر	کلمه یا جمله	معانی
٧٨	١	وصول	پهنچانا
٨١	١١	قدم بیرون مانده	مانده بمعنی نهاده استعمال هوا هے - قدم باهر رکهتے هوئے -
٨٥	٦	خود	یعنی خود را
٩٣	١٣	خدمت منور خان	جناب منور خان
١٠٠	١٥، ١٨	ازین رهگذر	اس وجه سے
١٠١	٥	از چندین رهگذر	کئی وجوه سے
١٠٣	آخر	اگر بر قانون تکلفات عرفی	رائج و معمول تکلفات کے مطابق -
١٠٤	٢	فکیف آنکه	چه جائے که
١٠٦	١١	بندگی خواجه محمد علی	جناب خواجه محمد علی
١١٢	٤	چه بلا شد	کتنی عجیب بات هے - باعث تعجب هے - کیا وجه هے -
١٢٢	٤	آمد و شد	آمد و رفت
١٢٨	٨	مساعدت	مالی امداد یا قرض
١١٩	آخر	مقدمات	معاملات
١٢٨	١١	به مصلحت	مشوره سے
١٣٣	٢	مژدگانی	کسی کو خوشخبری دینے کا انعام
١٣٣	١٤	از قول من	میری خواهش کے مطابق
١٣٥	٣	جبر	تلافی و علاج
١٣٩	١٦	فارسی لوچ	کج مج یا ٹوٹی پهوٹی و مراد عامیانه اور روز مره کی زبان هے -
١٤٢	٢	لیوکی	گمراهی - آوارگی و تباهی وغیره
١٤٨	١٥	امتیاز سقم	تشخیص مرض
١٥٣	٤	زیاده از متعارف	جس قدر لوگ مجهے سمجهتے هیں اس سے زیاده -

فہرست اصطلاحات

فهرست آیات و احادیث و امثال و ادعیه

فهرست اماکن

فهرست اشخاص

فهرست کتب

غلط نامه

خواهشمند است قبل از مطالعهٔ کتاب اغلاط زیر را اصلاح فرمایند

صفحه	سطر	کلمات	خوانده شود
۹ (مقدمه)	۱۸	مخزون	محزون
۱۰ (مقدمه)	۱	رزقهاء	رزقها
۱۰	۱	سوره	سوره ۱۱
۵	۹	چه بهتر ازین اضعاف مضاعف ـ	چه بهتر ازین ـ اضعاف مضاعف آنچه
۶	آخر (ح ۱)	بعد از ''اینان'' افزوه شود : که شاید تحریف ''اتیان'' باشد	
۷	۱	من منشآته	این کلمات را قبل از کلمهٔ ''بحکیم'' بنویسند وازینجا حذف کنند ..
۷	۱۲	کچال	رحال
۱۳	۱	اشیتاق	اشتیاق
۲۶	۸	داشته	داده
۲۶	۹	باشند	باشد
۲۶	ح ۷	د : داده	الف، ب : داشته
۳۱	۱	و جان	روان
۳۱	۲	نیاز	بناز
۳۵	۵	کریم	کرام
۳۶	۷	دبگر	دیگر
۵۸	۷	گله گذار	گله گزار
۶۲	ح ۱۲	بعد از ''اوفی'' افزوده شود : ممکن است ''وافی'' باشد که کاتب آنرا ''وافر'' خوانده است	

صفحه	سطر	کلمات	خوانده شود
٦٦	٣	قبل از ''حسن ابدال'' افزوده شود : کابل یا	
٦٦	١٧	کلمهٔ ''چاریک'' را حذف کنند۔	
٦٧	٥	حهان	جهان
٦٨	٥	طوغاان	طوغان[1]
٧٥	آخر	آقاجی	آغاجی
٧٩	٧	محمد	محمد [علی]
٨٢	١٣	مردد	متردد
٨٨	٨	قمرو طابق	قمرٌ و طابق
٩٥	١١	که مردگان	مردکان
١٠٣	٣	قبل از ''حسن ابدال'' افزوده شود : کابل یا	
١٠٩	١٢	لهکا	لکها
١١١	١٠	تسلی	تسلّی
١١٣	آخر	بعد از ''آمیزی'' افزوده شود : [چند]	
١١٧	٧	دیوان	دواوین
١١٩	١٠	بیگ،	بیگ
١٢٣	آخر	مصنفاتِ	مصنفات،
١٢٩	آخر	مجرومی	محرومی
١٣١	٧	شعار	اشعار
١٣٠	١٦	سرو بن	سر و بن
١٣٢	١	اعراف	اعرف
١٣٣	٢	ان	آن
١٣٣	٣	نشأ	نشأة
١٥٠	١٣	بکل عیب از ضروریات این کارخانه دانستن از لوازم....	بکل عیب دانستن از ضروریات این کارخانه و از لوازم....

آئی - ۹۸۸
پنجاب یونیورسٹی پریس
لاہور — ۱۰۰۰